بحسن افضال شارح صدور اہل سخن فیض علی الاتصال محمد و آل حسنہ ذات ان کو

ترجمہ شرح ملا قطب الدین فارغ بر قصائد ملا عرفی شیرازی رحمہما اللہ تعالی موسوم بہ

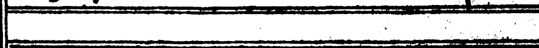


شرح مترجم قصائد عرفی





رقم زدہ قلم معنی نگار رافع اختلاف شارح در اشعار قصائد نادرہ روزگار محمد ابو الحسن فریدآبادی



مطبع نامی یکتائے زمن منشی نولکشور کے کارخانہ مین بمقام لکھنؤ مرتبہ دوم طبع ہوا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

مین قطب الدین فارغ قصائد عرفی کے لبعضے ابیات مشکل کی شرح مین مصروف ہوا اسمین مجھے
افتخار نہین اور نہ اپنی قدرت فہمید کا اظہار ہے۔ ہرچند معاش کی طرف سے تنگی تھی مگر لبعضے احباب وقتاً
فوقتاً اُسکے لیے مصر تھے یہ سمجھ کر کہ مین خوب سمجھتا اور سمجھاتا ہون پس جو کچھ میری زبان پر آتا تھا وہ عبارتین
لایا اگر یہ شرح منتہی صاحبون کی پسند نہو خود مبتدیون کے بکار آمد ہے اور اس شرح مین لغت کی بحث
جہان ہین نہین کی اسواسطے کہ پہلے تو اسمین لغت ہی کم ہین دوسرے یہ کہ تھوڑے بہت مختصر
فرہنگون مین موجود ہین پھر انکا لکھنا تحصیل حاصل ہے اور کتاب کو طول ہوگا ہان جو ضروری تھے
فروگذاشت نہین ہوے اور اسکے ختم کی تاریخ یہ ہے ابیات شرح دیوان عرفی شیرازی
گفتہ ام نیک یاد فرجامش ✤ نام او ساطراز معنی دان ✤ لفظ نامش بناز و از نامش ✤ فیضش
خامش چو عام شد بر خلق ✤ فیض یار ست سال اتمامش ✤ جو حضرات موشگاف اور باریکی
نکالنے والے ہین اُنسے میری امید ہے کہ اگر میری فکر واقعی معنی کو پہونچے تو اُسکی داد دین اور اگر
خطا ہوئی ہو تو معاف فرمائین اور بزرگون کے اخلاق سے امیدوار ہون کہ اس مختصر شرح غیر مرتب

نادرست کو مروت اور مہربانی سے دیکھین اگر سہو پائین تو اصلاح فرمائین رباعی گذر خطا سے اگر ہو نہ ملعنہ دو اُسکا + کہ آدمی کوئی خالی نہین خطا سے کبھی + اس آفتاب کو دیکھو جو چشم عالم ہو + کو بل کے چلتا نہین خطا سہو اسے کبھی

قصیدہ اول حمد مین

ای متاع درد در بازار جان انداختہ — گوہر ہر سود در جیب زیان انداختہ

اہل توحید سے خطاب کرتا ہو کہ خدا تعالے نے درد کا اسباب دامان جان مین ظاہر کیا اور خریداران کو فائدہ کا شوق نقصان ہونے مین دکھلایا اور ہر ایک مصراع بنفسہ جدا گانہ ہو بیت

نور حیرت در شب اندیشۂ اوصاف تو — بس ہمایون مرغ عقل از آشیان انداختہ

معنی یہ ہین کہ نور حیرت نے تیری تعریف کی رات مین مصاف عقل کے لیے بہت سے مبارک جانور گھونسلے سے ڈالے ہین یعنی منجہاے ناگفتہ کو جگہ سے گرا دیا اور گھونسلے سے گرنے کی قید اس بات کی مقتضی ہو اور ہمایون کا لفظ مرغ کے لحاظ سے خوب واقع ہوا اور قاعدہ ہو کہ شکاری شکارگاہ مین ہر شب اُن درختون کے نیچے جنمین جانورون کے گھونسلے ہوتے ہین آگ روشن کرتے ہین اور وہ غافل روشنی دیکھ کر دن کے دھوکے مین اُڑتے اور گرتے ہین اور شکاری آسانی کے ساتھ اُنکو زندہ شکار کرتے ہین دار مترجم حیرت مین عقل معطل ہو جاتی ہو پس اگر فاعل انداختہ کا نور حیرت کو مفعول بس ہمایون مرغ عقل ہو تو مناسب ہو اور باقی متعلقات آسکے ہین اور حاصل معنی یہ ہون کہ جس شب مین کہ تیرے اوصاف کا اندیشہ ہوا عقول عالیہ کے مرغان ہمایون کہ کثرت کے ساتھ تھے نور حیرت نے اُنکو مقامات سے گرا دیا ہو اور شب اندیشہ مین اضافت ظرف جانب مظروف ہو اور مرغ عقل مین اضافت بیانی ہو اور اگر اضافت لامی قرار دین تو مرغ سے مضامین عقل مراد ہونگے بیت

از کمان ناجستہ در چشم تحیر کردہ جا — معرفت گر تیر حکمے بر نشان انداختہ

ارباب معنی پر مخفی نہو کہ معرفت نے جب تیر نے خطا قصد اور اک الٰہی کے ہدف پر چلایا اُس تیر نے حیرت کی آنکھ مین گھر کیا یعنی حیرت شکار کی خلاصہ یہ کہ اہل معرفت نے حیرت حاصل کی اور ممکن ہو کہ در چشم تحیر جا کردہ کے معنی اس طرح کہین کہ جو شی آنکھ مین جگہ کرتی ہو وہ عزیز ہو جاتی ہو پس معرفت کے تیر نے پہلے نکلنے سے حیرت کی آنکھ مین جگہ کی یعنی حیرت کو عزیز ہو گیا اور حیرت اُسکی مبتلا ہوئی ہو اور دونون

تقریر مین اسیقدر فرق ہی کہ وہان تیر حیرت کو اور یہان حیرت تیر کو گیرا اور قابض ہوتی ہی اور حاصل دونون تقریر کا وہی ہی کہ اہل معرفت ادراک کے حصول دولت سے قاصر اور عاجز ہین الا تقریر ضعیف اسمین کسی قدر بہتر ہی واللہ اعلم ۔ از مترجم ۔ اس بیت مین ایک نسخہ تا را ابتدائیہ بجاے نا نافیہ کے بھی ہی فاعل جستہ تیر حکمی اور فاعل گردہ جا معرفت ہی اور توجیہ اس نسخہ کی یہ ہی کہ معرفت جو ہمیشہ تیر سے خطا نشانہ پر لگاتی تھی جب سے اُسنے چاہا کہ ادراک حقیقت حق کرے اور اس خواہش مین تیر کمان سے پھینکا اُسوقت سے کہ تیر اسکی کمان سے نکلا خود عقل چشم حیرت مین جا گرفتہ ہوئی یعنی وہ اپنی حکم اندازی پر ہر چیز کے ادراک ماہیت مین نازان تھی لیکن اس موقع پر حیران اور از خود رفتہ ہوگئی کہ تیر اُسکا ہرگز کارگر نہین ہوا ۔ بیت

ای بطبع باغ کون از بہر برہان حدوث طرح رنگ آمیزی از فصل خزان انداختہ

اس بیت کے معنی یہ ہین کہ حق سبحانہ وتعالی نے باغ جہان کی طبیعت مین حدوث کی دلیل کے لیے فصل خزان سے رنگ آمیزی کا ڈھنگ ڈالا ہی اور یہ ظاہر ہی کہ تغیر سے ثبوت حدوث کا ہوتا ہی اور ارباب ولایت سے پوشیدہ نہین ہی کہ خزان بھی بعضے پھولون سے نشان دیتی ہی ۔ از مترجم ۔ اس بیت کا ماخذ یہ دلیل مشہور حکما کی ہی کہ العالم متغیر وکل متغیر حادث یعنی عالم تبدل اور تغیر والا ہی اور جو تبدل اور تغیر والا ہی وہ حادث ہی ۔ بیت

سرعت اندیشہ را افگندہ در دامان تیر عادت خمیازہ در جیب کمان انداختہ

زود فہم پر پوشیدہ نہین ہی کہ خالق نے اندیشہ کی سرعت اور تیز روی تیر کے دامن مین دی یعنی اندیشے کی روانی تیر کو عطا فرمائی اور خمیازہ یعنی انگڑائی کی روش کمان کی جیب مین ڈالی اسواسطے کہ کمان کھینچنے کے وقت انگڑائی لینے والے کے ساتھ مشابہ ہو جاتی ہی ۔ از مترجم ۔ اس بیت مین اظہار قدرت اور شان صانع حقیقی کا ہی کہ اُسنے تیر اور کمان دونون مین سے جو قرین ہمدیگر ہین ایک کو ایسی روانی اور تیز روی بخشی ہی کہ جیسی فکر اور اندیشہ مین ہی اور دوسرے کو سستی اور کاہلی دی جسکی علامت ہی کہ وہ ہر وقت انگڑائیان لیتی ہین ۔ بیت

مرغ طبع اندر ہوائے معصیت نکشودہ بال عفو تو شاہین رحمت را بران انداختہ

اس بیت کے معنی اسطرح ہین کہ طبیعت کے جانور نے ابھی گناہ کی ہوا مین پرواز نہین کی کہ تیری بخشش کی شاہین پیشتر ہی پنجہ مین اسکو لے آئی موافق اسکے کہ سبقت رحمتی علے غضبی ۔ از مترجم ۔ اس بیت مین شاہین مشبہ بہ اور رحمت مشبہ اضافت انکی تشبیہی ہی اور ترکیب نحوی مین فعل انداختہ کا

فاعل عفو اور شاہین رحمت مفعول اور بران جار مجرور متعلق ہی شارح علیہ الرحمۃ نے حاصل معنی کو بیان کیا ہی

بیت صید دل را بہر آگاہی صیاد ازل + در کمند طرۂ عنبر فشان انداختہ

رموز شناسان عشق نے قرار دیا ہی کہ صدر نشین وحدت نے عاشقون کے دل کو معشوقان مجازی کی کمند زلف مین اسواسطے پھانسا ہی کہ عاشق کا دل جو زلف معشوق کے دام مین اولجھا ہوا ہی کسی وقت صیاد صانع حقیقی کا سراغ اور نشان پائیگا از مترجم اس بیت مین نسخہ ز صیاد ازل مختار اور مشہور ہی

بیت در چمنہای محبت ہر قدم چون کربلا + از نسیم عشوہ فرش ارغوان انداختہ

محبت بالفتح مصدر میمی ہی اور بالضم غلط تشنہ لبان دشت سخن پر مخفی نرہے کہ شاہد وحدت نے محبت کے چمن مین ہر ہر قدم پر کثرت خونریزی عشاق سے لالہ ارغوان کا فرش بچھا دیا ہی

بیت کردہ از عرفان لباس عجز را دامن دراز + کوتہی در جیب عقل نکتہ دان انداختہ

اہل معرفت پر ظاہر ہی کہ عقل کے پانون پر استدلال کی مینخ گاڑ دی ہی اور عجز کو عرفان مین کامیاب کر دیا کہ اُسکا لباس معرفت ہی از مترجم ذکر کوتہ اور دراز کا علم صنایع بدایع مین صنعت تضاد ہی اور اس بیت مین قدرت الہی کا اظہار ہی اس طرح سکو عجز جو درماندہ اور بیکار بظاہر ہی اُسکے لباس کو معرفت سے دامن درازی اور وسعت عطا فرمائی اور عقل نکتہ سنج دقت پسند جس سے ہر طرح کے مشکل کشائی کی امید ہی اُسکی جیب مین نقد کوتاہی کا ڈال دیا کہ اُسکو حق سبحانہ و تعالے کی ذات او صفات کی ادراک مین سائی نہین ہی

بیت طعمۂ عشق ترا از مغز جان آوردہ ام + آن ہما تا سایہ بر این استخوان انداختہ

این استخوان اشارہ جان کی طرف ہی جیسا کہ دانایان مغز سخن پر مخفی نہین ہی۔ یعنے جب سے کہ تیرے عشق کو میری جان کی طرف التفات ہی خلاصہ جان کا اُسکے کام مین صرف کیا ہی اگرچہ مغز جان ایک استعارہ نے مغز ہی لیکن مصراع ثانی کا استخوان اسکا عذر خواہ ہی۔ از مترجم ممکن ہی کہ مغز جان مین اضافت بیانی ہو نہ اضافت لامی

بیت سایہ پرورد غمت در آفتاب رستخیز + فرش استبرق بزیر سایبان انداختہ

استبرق ایک بساط اور فرش سبز رنگ خلاصہ معنی یہ ہی کہ غم الہی کا پرورش یافتہ اگر ایسے بستر پر غلطک مارے تو عجب نہین (از مترجم معنی مفصل یہ ہی کہ عشق الہی مین جسنے ناز و نعمت سے پرورش پائی آفتاب قیامت مین اُسکا یہ مرتبہ ہی کہ فرش استبرق کا اسکی خاطر سایبان کے نیچے بچھا ہوا ہی اور دوسری توجیہ بھی ممکن ہی کہ تیرے غم عشق مین اسقدر سوزش اور حرقت ہی کہ قیامت کے دن جب سوا نیزہ پر

آفتاب ہو اور خلق اللہ اُسکی حرارت اور تمازت سے بےچین ہون تیرے عاشق کو بمقابل سوز عشق کے
وہ تپش اور حرارت ایسی معلوم ہوگی گویا سائبان تلے فرش دیبا بچھایا گیا اور موجب آسایش و آرام تصور ہو

+ بیت زین خجالت چون برون آیم کہ دل در موج خون + نو عروسان غمت را سو کشان انداختہ

اس بیت کے معنے یہ ہین کہ دلہن کو چوٹی پکڑ لہو مین ڈالنا اسکے نہایت ذلت کی بات ہی بس اگر ایسی
نے ادبی غم الہی کے عروس کے حق مین دل تجویز کرے حق بجانب ہی کہ شرمندہ ہو اسواسطے کہ دل میرا
جو چشمہ خون ہی ایک ظرف ہی میلا اور ادنی اور غم الہی ایک مظروف منزہ اور پاک ہی اور شریف اور نفیس
(از مترجم صاف توجیہ یہ ہی کہ عشق الہی مین دل کا خون ہوجانا متعارف ہی اور مقام غم کا دل ہی بس
مصنف نے یہ الزام دل پر قایم کیا ہی کہ جب عروس غم نے دل مین گھر بنایا تو وہ کسواسطے خون ہوگیا کہ
یہ نوبت ذلت کی عروس غم کو پہونچی بیت

فیض را نازم کہ ہر کس پا براہت ماندہ ست   دل بدست آوردہ و جان از میان انداختہ

اہل قبول پر ظاہر ہی کہ جو لوگ زندہ دل ہین بزرگی مراتب سے اور ہی قبولیت رکھتے ہین اور
جو لوگ جان سے زندہ ہین اُنکا اور ہی درجہ ہی اسواسطے مصنف کہتا ہی کہ مجھے فیض پر نازش اور
افتخار کا مقام ہی کہ جو شخص تیری راہ مین رہا یعنے اُس راہ مین ہی اُسکا دل قبول کیا اور جان کی طرف
نہ دیکھا اس صورت مین اگر کاف مقدر لفظ براہت ماندہ کے ساتھ ہو بہتر ہی۔ اور بعضے نسخون مین
اول مصرع کے اندر بجاے لفظ است کے لفظ سست دیکھا گیا اور دوسرے مصرع مین بجاے از کے
لفظ در نظر آیا ہی اس صورت مین معنی یہ ہونگے کہ ترے فیض پر نازش مجھے ہی کہ جو شخص تیری راہ مین
سست یعنی پہونچنے سے عاجز ہوا دلبری اُسکی ہی اور جان اسکے اندر ڈالی یعنے قوت رسائی
بخشی ہی۔ نسخہ سست مین بھی سستی معنی کی ظاہر ہی واللہ سبحانہ عالم (از مترجم۔ بعض
نسخ مین ہر کش شین معجمہ سے پایا گیا اور اسوقت کاف مقدر کی ضرورت باقی نہین اور ترکیب
مصرع اول یہ ہوگی + فیض را نازم کہ ہر کہ پالش براہت ماندہ است ۔ بیت

۔ طعمۂ کز خوان عشق افگندہ ام در کام دل   ریزۂ آنرا جحیم اندر دہان انداختہ

ارباب عشق جانتے ہین کہ جو سوزش آتش عشق کی دل مین ہی دوزخ کی آگ کو اسکا ایک ریزہ
خیال کرنا چاہیے بیت

شرع گوید منع لب کن عشق گوید نعرہ زن   کای تو ہم در راہ عشق خود عنان انداختہ

یعنے شریعت خاموشی کا حکم دیتی ہی اُس خطاب سے کہ دوسرے مصرع مین ہی اسواسطے کہ

وہ ترک ادب ہی اور عشق اُس خطاب کا نعرہ لگانے کا حکم دیتا ہی جو مناسب اسپنے جانتا ہی اور وہ خطاب یہ ہی کہ تو نے ہی اسپنے عشق کی راہ مین باگ چھوڑی ہی اور در را افشان انداختن سے مراد راہ کا چلنا ہی یعنے آپنے ہی اُس حدیث قدسی کے موافق کنت کنز امخفیا فاجبت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف اپنے عشق کا ظہور کیا اور عشق حضرت سبحانہ تعالے کا نسبت معشوقی محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کے خوب ظاہر ہی۔ اور احتمال ہی کہ اسطرح معنے کہین کہ شریعت کا حکم خاص تبہی کے لیے محتاج دلیل نہین ہی کیا صورت مین اور کیا معنی مین اور عشق کا حکم نعرہ مارنے کے لیے نظر بصورت نہ معنیً فی الجملہ دلیل کو چاہتا ہی اور اُس دلیل کو دوسرے مصرع مین لایا اور اِس صورت مین کاف علت کا ہوگا اور اسکو شاعر لطیفہ نقل اور حکایت کے کہتا ہی۔ ہرچند توجیہ کیجائی الا اس بیت کے معنی کاتب کے اعتقاد مین توحید کے مقام سے اسقدر جاتے رہے ہین کہ نہ شریعت مین ٹھہرتے ہین اور نہ طریقت مین راست آتے ہین (از مترجم۔ دونون معنی شارح علیہ الرحمۃ کے حمد کے مقام مین درست ہین اور اگر توحید کا انمین ثبوت نہین تو اسکا مضائقہ نہین جس طرح کہ ابیات آیندہ مین بیت

دولت وصلت کہ دریابد کہ با آن محرمی جوہر اول علم بر آستان انداختہ

واقفان حقیقت پر پوشیدہ نہین ہی کہ جوہر اول افراد انسانی کے اعتبار سے آدم علیہ السلام ہین اور جواہر مجردہ کے لحاظ سے عقل اول یعنے جبرئیل علیہ السلام مراد ہین جو مبدا دوسرے عقول اور افلاک کی مذہب فلاسفہ یونان کے موافق ہی کی خلاصہ معنی یہ ہی کہ جوہر اول نے باوجود اُس محرمی کے کہ اُسے حاصل ہی آستانہ پر علم ڈالا یعنے عاجز ہوگیا اور راستہ نپایا یہ اُس تقدیر پر ہی کہ آستان حریم قدس مراد لین اور اگر آستانہ منزل جوہر اول مقصود رکھین اغراق اور مبالغہ بافراط ہوگا کہ جوہر اول اپنی حد سے نہین بڑھ سکتا اور راہ وصال سے کچھ بھی طی نہین کیا (از مترجم۔ پورے معنی بیت کے شارح کے موافق یہ ہین کہ الٰہی تیرے وصل کی دولت کوئی نہین حاصل کرسکتا ہی اسواسطے کہ جوہر اول جو بڑا محرم کار ہی در دولت پر عاجز اور درماندہ رہگیا بیت

حیرت حسن ترا نازم کہ در بزم وصال جام آب زندگی از دست جان انداختہ

یعنی حسن ذات کے حیرت سے آب حیات کا گلاس جان کے ہاتھ سے گر پڑا یعنی جان کہ اُسپر فنا کسی طرح روا نہین ہی حیرت کے سبب مرگئی۔ (از مترجم۔ توضیح معنی یہ ہی

کہ الٰہی تیرے حسن کی حیرت اس درجہ ہو اور اُسکا کیا کہنا ہی کہ وصل کی مجلس مین جان کو اپنی زندگی کی بھی شدھ بدھ نہی جسکی حفاظت ہر شخص ہر حال مین کرتا ہی بیت

وصف صنعت کہ لب ہر ذرہ میر یزد زبن   نطق را در معرض عقد اللسان انداختہ

خلاصہ معنی اس بیت کا یہ ہی کہ جب ہر موجود بنفسہٖ ذات بحت الٰہی کے سبب صفت ہی یقین ہی کہ اس موقع پر گویائی کے موتیون کو گھٹیا کر چپ ہو رہے ہین (از مترجم میرے نزدیک نطق کو منسوب ہر ذرہ سے کرنا درست نہین اسواسطے کہ وہ کلام اور سخن زبانی کے لیے آتا ہی اور یہ توجیہ کیجائے کہ مداحان اہل سخن کی گویائی مین اس سبب سے گرہ پڑ گئی اور کچھ تعریف اور توصیف تیری نہ کہہ سکے کہ تمام ذرات کونی جو دلیل تیری صنعت کے خود ہین صفت تیری زبان حال سے کہہ رہے ہین اور اس حالت مین شعرا کی زبان قال کو طاقت نہین کہ اُنسے بڑھکر تیرے وصف کو ادا کرین بیت

من کہ باشم عقل کل را ناوک انداز ادب   مرغ اوصاف ترا از اوج بیان انداختہ

اس بیت کے معنی یہ خیال مین آتے ہین کہ کاف بمعنی کدام ہو اور مرغ اوصاف کو اس ترکیب مین عقل کل سے نسبت دینی چاہیے اور عقل کل حسب قرارداد حکما ایک عقل ہی دس عقول سے کہ خدائے عقل آفرین نے ظہور الوہیت کے موقع پر اول اسے پیدا کیا اور اُسنے عقل ثانی کو اور اُس سے نفوس اور اجسام اور صور اجرام پیدا ہوئے اور افلاک و اجرام سے عناصر اور امتزاج عناصر سے موالید ثلثہ کہ جمادات نباتات اور حیوانات ہین اور عقل کل سے جبرئیل علیہ السلام بھی مراد ہین اور خلاصہ معنی یہ ہی کہ عقل کل نے باوصف کمال قرب کے اگر تیرے وصف کے پرند کو بیان کی بلندی پر اوڑایا اور چڑھایا تیرے ادب کے تیر انداز نے اُسکو بیان کے اوج سے نیچے گرا دیا اسواسطے کہ اُسکا وصف تیرے ذات کی نسبت قدر اور قیمت نہین رکھتا اور مین کون ہوتا ہون کہ تیری مداحی مین فکر کرون سے انداخت فعل اور ناوک انداز ادب کہ اضافت بیانی کے ساتھ وہی ادب ہی فاعل اُسکا اور مرغ اوصاف کہ اُستے اضافت بیانی کے ساتھ اوصاف مراد ہین مفعول اُسکا ہی اور عقل کل اوصاف واللہ اعلم بالصواب (از مترجم ـ کلمہ را علامت اضافت ہو اور عقل کل مضاف الیہ اوصاف اُسکا بیان ہی یعنے ناوک انداز ادب مرغ اوصاف ترا از اوج بیان عقل کل انداختہ

در نعت سید کونین و رسول ثقلین صلعم عرض کردہ بیت

(۱) اقبال کرم میگزد ارباب ہمم را　　ہمت نخورد نشتر آری و نعم را

ارباب معنی آگاہ ہون کہ یہ قصیدہ جناب سید کونین اور رسول الثقلین صلعم کی نعت مین عرض کیا ہے
اور غرض مصنف کی اس بیت سے یہ ہے کہ اہل ہمت کسی کا کرم قبول نہین کرتے کیونکہ کرم کا
قبول کرنا انکو آزار دیتا ہے اور خلش پہونچاتا ہے اسواسطے کہ اصل مین ہمت ایک جوہر ہے کہ کرم کے
قبول پر راضی نہین ہونے دیتا اور کسی قدر لفظ میگزد کا اس بیت مین گزندگی کرتا ہے اور معنی اقبال ضمان
کسی کا قبول کرنا اور آنا اور ایک چیز کا کسی کے سامنے رکھنا اور سعادتمند ہونا اور منہ کسی کا
کسی چیز کی طرف پھیرنا ہے اور بعضے نسخون مین بجاے نشتر آری و نعم کے نیشتر لا و نعم لکھا ہے جو نسخہ سابق سے
بہتر ہے کسواسطے کہ آرے و بلے کہتے ہین نہ آرے و نعم پس لا و نعم بہتر ہے۔ اہل ہمت دو قسم مین کریم
اور قانع کریم کہ اسکا کام عطا ہے لا کا نشتر نہین کھاتا اور قانع کہ اسکی ہمت کا کام قبول نکرنا ہے
نشتر نعم کا نہین کھاتا اور دوسرا مصرع کلیہ واقع ہوا ہے بیت

(۳) فقر م بسیاست کشد از مسند ہمت　　در چشم وجود ار ندہم جای عدم را

ارباب فنا جانتے ہین کہ اگر بازار فقر مین جہان فانی ہونا متاع کم قیمت ہے وجود پر نفی اختیار نکرون
اور ہستی موہوم پر لات نہ مارون فقر مسند ہمت سے مجھے اتار دیگا اور اعزاز میرا باقی نرکھیگا بیت

(۶) ہر چند کہ در کشمکش جاہ و مناصب　　گمنام نمودند ہمہ دودہ ہم را
(۷) از نقش و نگار در و دیوار شکستہ　　آثار پدید است صنادید عجم را

ان دو بیت کو قطعہ بند سمجھنا چاہیے غرض مصنف کی یہ ہے کہ ہمارے بزرگون نے ملک عجم مین جاہ اور
منصب کی طلب کر خاندان کا اعتبار اور اعزاز کھو دیا لیکن اُس عمارت عالی کے ٹوٹے پھوٹے
در و دیوار سے جو اُنکے تھے اب تلک نشان ظاہر ہین اور ایک نازک تر معنی اس سے اور
بھی خاطر مین گذرتے ہین کہ اپنے فقر پر نظر کر کہتا ہے کہ جسطرح اورون نے جاہ و منصب دنیاوی کی
چاہت مین عزت خاندانی برباد کی ظاہر ہے مگر نقش سے در و دیوار شکستہ کے کہ کنایہ اپنی ذات سے ہے
سرداران ملک عجم کہ بادشاہ ملک معنی تھے انکے آثار اور نشانات ظاہر ہین۔ صنادید جمع صندید
کہ زبان عرب مین بڑے اور بزرگ سردار کو کہتے ہین بیت

(۸) تا گو ہر آدم نسبم باز نہ استد　　ز آبا ء خود ار بشمرم اصحاب کرم را

اس بیت فخریہ کے معنی یہ ہین کہ اگر اپنے باپ اور دادا کے شمار کرون جو پشت بہ پشت
اصحاب کرم ہو گذرے ہین تو سلسلہ اُسکا آدم علیہ السلام تلک پہونچتا ہے اور درمیان مین

کہین شکست نہو اور بعضے نسخون مین بجاے لفظ تا کے لفظ در دیکھا گیا ہی اس صورت مین ظاہرا یہ مراد ہو سکتی ہو کہ اجداد کریم کی شمار آدم علیہ السلام کی نسل مین ختم نہو بلکہ اس سے بھی اوپر گذر جاے یعنے دوسرے آدمون تک پہونچے اور مصداق اس معنی کا قول حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالے عنہ کا ہو کہ فرمایا اس آدم سے پہلے آدم ہوے ہین الانسخہ اول بہتر ہی بیت

۹ امانبود وصف اضافی ہنر ذات — این فتوے ہمت بود ارباب ہمم را

یعنے مفتی ہمت کا یہ فتوے ہی اہل ہمت کے لیے کہ اضافی وصف سے خوش نہونا چاہیے اسواسطے کہ وصف اضافی وہ ہو کہ دوسرے کی نسبت ذات سے موصوف ہو اور ذاتیات سے دور ہو بیت

اقبال سکندر بجہانگیری نظمم — برداشت بیکدست قلم و علم را

شاہان اقلیم معنی پر ظاہر ہو کہ اس بیت مین مصنف اپنے کمال کا اظہار شاعری کی راہ سے کرتا ہو اور کہتا ہو کہ دولت سکندری نے اپنے نیزہ اور میرے قلم کو جہانگیری کے حق مین ایک ہاتھ سے اُٹھا لیا یعنے برابر رکھا ہو اور اس بیت مین بحث ہو اسواسطے کہ قلم عرفی کا علم سکندر کے ساتھ جہانگیری مین ایک ہو گیا بیت

۱۲ روزیکہ شمردند عدیلش زمحالات — تاریخ تولد بنوشتند عدم را

اس بیت کے معنی یہ ہین کہ تولد کی نسبت عدم کی طرف کرنے مین وجود عدم کا تحقیق مقصود ہوگا اسواسطے کہ جب تک ہمسر اور عدیل جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم محالات سے شمار نہین کیا عدم غیر ظاہر تھا آپ کے عدیل شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ عدم موجود ہی اور اگر نسبت تولد کی عدیل کی طرف کرین تو یہ معنی کہ امتناع وجود عالم ایجاد وتکوین مین بعالم محالات پیدا ہوا اور عدم اُسکے تولد کی تاریخ ہی بیت

۱۷ آرایش ایوان نبوت کہ زتعظیم — خاک درِ او تاج شرف داد قسم را

مراد آرایش ایوان نبوت سے شہنشاہ عرب وعجم شفیع ممدوح ہین کہ بیت گذشتہ مین مذکور ہین اور اپنی نعت سے دروازہ کی خاک نے قسم کو بزرگی کا تاج دیا ہی یعنے قسم کو اعتبار اور افتخار اس سبب سے ہو کہ خاک دروازہ بقسم بہ ہی بیت

۱۸ آنجا کہ سبکروحیش آید بتکلم — زاسیب گرانی بخزد گوش اصم را

سبکروحی کے معنی ہین بات کو لطافت سے کہنا اور لطیف سخن کے معنی مین بھی آتا ہو کہ

کہ انجالی ہے کے مقابل ہی یعنے جسوقت وہ شیرین بیان کہ انا افصح العرب والعجم اُسکی شان مین ہی
زبان معجز بیان سے خوش کلامی کرے بہرے سے بہرے پن کو دور کردے بیت

۲۲ انعام تو بر دوختہ چشم و دہن آز　　احسان تو بشگافتہ ہر قطرۂ یم را

یعنے اُس حدتک بخشش کی ہی کہ حرص کے ذائقہ کو کوئی تمنا رہی نہ اُسکی آنکھ کسی چیز پر جاتی ہی
اور احسان اُس درجہ تک کیا ہی کہ دریا کے ہر قطرہ کو شگافتہ کردیا یعنے دریا کہ بخشش مین
ضرب المثل اور مشہور ہی تیرا احسان دریا و صحرا سب کو پہونچا ہی اور یہ بھی معنی ہوسکتے ہین
کہ تیرے احسان نے اپنی بخشش سے کہ دریا کو دی دریا کے ہر قطرہ کو بھی فائدہ پہونچایا ہی
راز مترجم معنی اول مصرع دوم کے الفاظ سے پیدا نہین ہوتے اور دوسرے معنی
مصرع دوم کے جیسے ہین ظاہر ہین میرے نزدیک دوسرے مصرع کی یہ توجیہ ہوسکتی ہی
کہ تیرا احسان ازبسکہ بخشش گوہر مین حریص ہی تو اُسنے دریا جسمین موتی پیدا ہوتے ہین
اسکے ایک ایک قطرہ کو جو مشابہ گوہر ہی شگافتہ کیا کہ اسمین موتی ملے اور بخشش کے کام مین لاوے بیت

۲۳ زان گریہ دہد روشنی دل کہ بیاموخت　　روشنگری آئینہ انصاف تو نم را

صاحب حالان کہ یہ پر مخفی نرہے کہ اس بیت مین ازروے ترکیب لفظ بیاموخت فعل متعدی ہی
اور انصاف فاعل اور روشنگری آئینہ حیثیت فعل اور نم مفعول خلاصہ معنی یہ کہ تقاضاے
نم ہی کہ اُس سے آئینہ کو زنگ لگجا ہی اور انصاف نے اُسکو برخلاف خاصیت روشنگری
آئینہ تعلیم کی اسواسطے گریہ کہ نم ہی آئینۂ دل کو روشنی بخشتا ہی ۔ راز مترجم روشنگری
آئینہ مفعول ثانی فعل اموخت کا ہی اور مفعول اول نم ہی ۔ بیت

۲۴ در کوی تو تبدیل کند مردمک چشم　　اجزاے وجود خود و اجزاے قدم را

یعنے تیری گلی مین کہ جبرئیل کے آنکھ کی پتلی کی سجدہ گاہ ہی دیدہ درون کے آنکھ کی پتلی اپنے
وجود کے اجزا کو قدم کے اجزا سے بدل لیتی ہی یعنے ادب سے سرتاپا قدم ہوجاتی ہی ابیات

۲۵ ازبس شرف گوہر تو منشی تقدیر　　آن روز کہ بگذاشتی اقلیم قدم را
۲۶ تا حکم نزول تو درین دار نویسد　　صد رہ بعبث باز تراشید قلم را

اہل معنی پر ظاہر ہی کہ یہ دو بیت قطعہ بند ہین معنی اُنکے یہ ہین کہ جب خالق عالم چاہتا تھا کہ
آپ کے قدوم میمنت سے جہان حدوث کو شرف بخشے تو منشی تقدیر آپ کی جدائی کے غم سے
جو اُس مقام سے جدا ہوتے تھے حکم نزول لکھنے کے وقت سو مرتبہ قلم کو تراشتا تھا یعنے قصداً

دیر کرتا تھا اور بعید نہین کہ معنی اسطرح کیے جاتین کہ دستور ہی جب منشی کو مطالب مشکل پیش آتا ہی
فکر اور تامل کی شدت سے قلم کو دوات تک لیجاتا ہی اور پھر تراشتا ہی اور صریح ہی کہ نزول حکم جناب
رسول مقبول علیہ الصلاۃ والسلام کا حکم آسان نہین تھا اور بعضے نسخون مین بجاے نویسد کے
تیسرے مصرع مین اس قطعہ کی لفظ نوشتہ است کا دیکھا گیا اس تقدیر پر تقریر معنی اسطرح
کیجاے کہ منشی تقدیر کی غرض تحریر حکم نزول ذات محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جہان مین تھی
اور جب اسے لکھ چکا تو اور ون کے حکم نزول لکھنے کے لیے ہر وقت قلم تراشا تو بفائدہ تراشا
اسواسطے کہ غرض اور ون سے نہ تھی اس تقریر مین لفظ تا ابتداے مدت کی غرض کے لیے
ہوگا اور پہلے تقریر معنی شرط کو متضمن ہوگی بیت

گر جوہر اول بسریم تو درآید — تن در ندہد قامت تعظیم تو خم را

مقام شناسون پر ظاہر ہی کہ تن بخم دادن کنایہ تواضع کی طرف متوجہ ہونے سے ہی مقصود یہ ہی
کہ آپ کے ایوان دولت مین جبرئیل علیہ السلام آوین تو قامت مبارک اُسکی تعظیم کی طرف متوجہ نہو

آنروز کہ امکان حشم حادثہ آراست — در سایۂ انصاف تو بیخواست حشم را

ترکیب حشم حادثہ مین اضافت بیانی ہی اور حادثہ سے وجود ممکنات مراد ہی یعنے جس روز
کہ موجودات پیدا ہوئی حفاظت کی نظر سے آپ کے سایہ انصاف مین آنا چاہا بیت

تا کون ترا اصل مہمات نخوانند — نشنید قضا ترجمہ لفظ اہم را

لفظ تا شرط کے لیے اور نشنید قضا اُسکی جزا ہی اور مہمات بمعنی مقاصد اور ترجمہ لانا
ایک عبارت کے مفہوم کا ایک زبان سے دوسری زبان مین ہی اس شرط کہ وہ مشکل سے
آسان ہو اور معنی اہم مقصود تر۔ حاصل یہ کہ جب تک آپ کے وجود کو تقدیر نے اصل
مقاصد نہ کہا قضا نے لفظ اہم کے معنی نہین سنے بیت

تا مجمع امکان و وجوب تو نوشتند — مورد متعین نشد اطلاق اعم را

ترکیب مین لفظ تا شرط کے لیے ہی اور مورد کا تعین کلمہ اعم کے اطلاق کے لیے
کہ کنایہ ذات پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام سے ہی جزا اسکی ہی۔ اور وجود تین قرار پائے ہین
ممکن۱ واجب۲ ممتنع۳ ممکن وہ ہی کہ وجود اور عدم کے دو طرف سے کوئی ایک طرف
ضروری نہو اور ممتنع وہ ہی کہ طرف عدم اسکے ضروری ہو (از مترجم) واجب وہ ہی کہ طرف وجود
اسکی ضروری ہو اور ذات محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو باعتبار آیہ کریمہ لولاک لما خلقت الافلاک

مجمع امکان کہنا ظاہر ہی اور برہان لولاک لما اظہرت الربوبیۃ سے مجمع وجوب کہنا ظاہر تر ہی
پس خلاصہ معنی یہ ہی کہ جب سے آپ کو مجمع امکان اور وجوب کا لکھا تو لفظ اعم سکے بولنے کیلئے
سو رد متعین ہوا یعنے ذات مجمع الحسنات آپکی شامل دونون قسم کے وجود ممکن اور واجب کو ہوئی (از
مترجم سر مرتبہ وحدت جو مرتبہ احدیت اور واحدیت کے درمیان ہی اور برزخ کبری اور حقیقت محمدی
اسکا نام ہی اُسی کے اعتبار سے مصنف نے آپ کی ذات مبارک کو مجمع امکان و وجوب کا

کہا ہی بیت

۳۵ تقدیر بیک ناقہ نشانید دو محمل سلمای حدوث تو و لیلای قدم را

معنی یہ کہ مقدر حدوث و قدم نے آپ کے حدوث کی سلما اور قدم کی لیلی کے دونون
محمل کو ایک ناقہ پر رکھا ہی یعنے آپکے تثنیۃ اپنے ساتھ توحد قبول کیا ہی ہر چند دو محمل کا ایک
ناقہ پر ہونا خلاف ماہیت معیت ہی لیکن دو حال کا ایک محل مین ملاقات ہونا خالی از معیت نہین
اور یہ سب تکلف بلحاظ ارادہ معنی ہی ورنہ اگر سلمی ہر دو طرف مراد مضمون سے بہ صاف
تر ہے۔ (از مترجم محمل سے سواری مراد ہوتی ہی جیسا کہ محل سے حال مجازاً مقصود ہوتا ہی
اور معنی مین اشکال نہین ہی بیت

۳۶ گیرم کہ خرد حصر کند مایۂ نعتش آن حوصلہ آخر ز کجا نطق و رقم را

یعنے بالفرض والتقدیر اُسکی مایۂ نعت کو اگرچہ عقل حصر کرے مگر گویائی اور رقم کی طاقت
نہین کہ اُسکے اظہار کی برداشت کر سکے بیت

۳۷ شاہا بعطایت کہ از آن کام کہ دانی نومید مہل عرفی محروم دژم را

بعطایت مین باے قسمیہ ہی اور دژم خوار اور سڑے نصیب حاصل یہ کہ ای بادشاہ تیرے
عطا کی قسم کہ اُس مقصود سے عرفی بے نصیب کو ناامید نہ کر جو شفاعت روز قیامت ہی بیت

۳۸ از باغ نعیمش بدہ انعام و میامیز با مطلب او مطلب اصحاب شکم را

یعنے عشق کی نعیم مقیم سے مجھے انعام دے اور میرے مطلب کے ساتھ اصحاب شکم کو اُمید
نہ دی جو لذات بہشت پر آنکھین لگائے ہوئے ہین اور اگر باغ نعیم سے بہشت مراد ہو تو مصرع
اول میں نسخہ دو صیغہ نہی کا بجائے صیغہ امر کے پڑھنا چاہیئے کہ یہ نسخہ بھی دیکھا گیا ہی اور کسی قدر
اول سے بہتر ہی بیت

۳۹ آسایش ہمسایگی حق ز تو خواہد او دوزخ ہمت نکند باغ ارم را

موسے کی طلب پر نظر کر مصنف کہتا ہی کہ عرفی تیرے وسیلہ سے رحمت الٰہی کا طالب ہی اور بہشت
دوزخ کہتا ہی یعنے بہشت ارم کو اپنے حق مین دوزخ جانتا ہی اور مصراع ثانی کی ادا سے خیال
ہوسکتا ہی کہ عرفی باغ ارم کو کہ ہمت کا عذاب گاہ ہی دوزخ بھی خیال نہین کرتا اسواسطے
کہ برابر دوزخ کے بھی نہین دیکھتا جو بدترین ہی (از مترجم) بعضے نسخون مین مصرع ثانی
اسطرح اور وہی شایع ہی سه او ہمہ دوزخ نکند باغ ارم را) اور اسمین بجاے نکند لفظ بکند کا بھی
نظر آیا ہی اور معنی اسکے یہ ہین کہ عرفی چونکہ بوجہ کثرت معاصی سوزان ہی باغ بہشت کو اپنے دخول سے ہمہ دوزخ
بنانا نہین چاہتا یا آنکہ نسخہ دوم کے موافق عرفی ہمہ دوزخ ہی باغ بہشت کو کیا کرے بیت

(۲) ہر چند طبیعی بود این مس تو لیکن تا جلوہ دہد فیض تو اکسیر کرم را

یعنے ہر چند وجود میرا مس طبیعی یعنی اصلی اور ذاتی تانبا ہی تو اپنے فیض کو حکم دے کہ اکسیر
کرم کام مین لائے اور میرا تانبا کندن ہوجاے یعنے کمال کو پہونچے اور کاملان اہل سخن پر
پوشیدہ نہ ہے کہ اکسیر بنانے والے اصلی تانبے کو سونا بناتے ہین نہ کہ قلب اور غیر اصلی کو
پس کلمہ ہر چند کا جو تانبے کے خراب ہونے کا مقتضی ہی اپنی اقتضا سے دور معلوم ہوتا ہی
مگر یہ کہ مقتضی انحصار ہو اور طبعی قید احترازی متصور نہ کیجاے و اللہ اعلم قطعہ

(۳) من ہم بسواے لب خجلت بکشایم ای آبحیات از لب تو خضر نعم را
(۴) ہرگاہ کہ در مدح تو لغزم تو بہ بخشای کز مدح ندانم من حیران شدہ ذم را

اس قطعہ کے معنی جو مدح کی عدم تکمیل کے عذر مین ہی خیال مین آتے ہین کہ اے جواد مین بھی
شرم کے ساتھ ایک سوال کرتا ہون جسکا بیان دوسری بیت مین ہی اور مصرع ثانی کہ
جملہ معترضہ ہی اسکے معنی یہ ہین کہ نعم جو عربی زبان مین مرادف لفظ آرے کا ہی اسکا آب حیات
تیرے لب سے ہی اور استعارہ نعم کا خضر کے ساتھ آب حیات کے لفظ کے نظر سے ہی اور
ہرگاہ کا کلمہ دوسری بیت کے شروع مین شرط کے واسطے ہی اور بہ بخشاے اسکی جزا ہی
اور اسکے مصرع ثانی کے شروع مین کاف دلیل کے لیے معلوم ہوتا ہی بیت

(۵) تحصیل ثواب شرف نسبت لغت زینگونہ خجل ساختہ حسان عجم را

اس بیت کو بھی قطعہ بالا سے منسوب کرنا چاہیے اسواسطے کہ کلمہ زینگونہ کا اس بیت مین
ترکیب کی رو سے معلوم ہوتا ہی کہ اشارہ ہی معہ تشبیہ کے اور مشار الیہ شبہ بہ ہی بعد نہین
کہ ذات عرفی سے مراد ہو اُس صفت کے ساتھ کہ اوپر کی بیت مین اپنے تئین کہے

موصوف کیا اس صورت مین خاقانی کی شرمندگی اور لغت مین اُسکا قاصر ہونا غرض مصنف ہو گی
اور ممکن ہو کہ لفظ زینگونہ سے مقصود خجالت خاقانی کی تفخیم ہوا اور زینگونہ خجل ساختہ کے معنی
ہونگے بہت شرمندہ کیا۔ اور لفظ ہم کا قطعہ مذکورہ کے پہلی بیت مین ہو جو خجالت عرفی کا چاہنے والا
دوسرے شخص کی نسبت ہو وہ بھی اسی معنی کی تائید ہو اور اس صورت مین اس بیت کو معنی میں
تعلق قطعۂ مذکور سے ہوگا الا بدعا رقطعہ کا موید کہینگے۔ اور زینگونہ اور ازان گونہ اور ازین کا
لفظ صفت کے مبالغہ کے لیے ہو خواہ یہ صفت مذموم ہو خواہ محمود اور حسان نام ایک شاعر کا ہو
شعراے عرب سے جو حضرت سید الکونین رسول الثقلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مداح تھا
اور چونکہ خاقانی نے بھی اکثر قصیدے نعت مین لکھے اسواسطے حسان عجم کے ساتھ مشہور ہو بیت

مدح تو ز اخلاص کنم گر بہ نہار علم ‏ ‏ ‏ ‏ از بتکدہ چون آورم آہوے حرم را

یعنے تیری مدح کو جو حرم معنی کا ہرن ہو علم کے بتخانہ سے لانا یعنے علم کی قوت سے کہنا بے ایمانی کی علامت ہے

قصیدہ در نعت سید المرسلین عرض کردہ

ای مہر تو جان آفرینش ‏ ‏ ‏ ‏ نعت تو زبان آفرینش

یہ قصیدہ نعت مین جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عرض کیا ہو یعنے آفرینش نے
تیری محبت تو اپنی جان سمجھی اور تیری نعت اپنی زبان سے ادا کی یعنے جو کچھ کہتی ہو
تیرے ہی نعت مین کہتی ہو بیت

جودت ہمہ بخش عالم کون ‏ ‏ ‏ ‏ علمت ہمہ دان آفرینش

یعنے تیری جود دنیا کی ہمہ بخش ہو یعنے کوئی ذرہ مکونات بخشش سے ایسا نہین ہو کہ
جسکو تجسے سخی کی بخشش نے ندیا ہو اور کوئی دنیا کی موجودات سے نہین ہو جسکی
حقیقت اور ماہیت تجہ ایسے عالم ہمہ دان کے علم سے باہر رہی ہو بیت

معراج تو در ہواے لاہوت ‏ ‏ ‏ ‏ حد طیران آفرینش

یعنے معراج تیرا خارج از عالم لاہوت جہان کہ تو پہونچا ہو پرواز آفرینش کی حد وہان نہین
پہونچی اس حد کو غایت تحت معنی کے قبیل سے کہنا چاہیے۔ بیت

در ضمن شمردن عطایت ‏ ‏ ‏ ‏ افلاج بنان آفرینش

یعنے تیری بے انتہا بخشش کے شمار مین آفرینش کی انگلیان مفلوج اور درماندہ
بحس وحرکت ہین اور یہان مصدر معنی اسم مفعول مستعمل ہوا۔ فالج ایک

بیماری کا نام ہے کہ اسکے سبب اعضا مرجاتے ہین بجان بالفتح انگلی اور بالضم غلط ہے بیت

تاثیر ہلال غیبت تو وجہ خفقان آفرینش

خفقان بفتحتین طپش اور تڑپ دل کی اور جنبش شراب اور بجلی کی اور بیماری گلو کذا فی المویدو الغیبۃ ناپدید شدن کذا فی الصراح یعنی تیری غیبت کا ایسا ملال ہے کہ احوال آفرینش بر طاری ہے تو اسکو خفقان ہے اور ۔۔۔

قصیدہ در نعت حامی حماۃ و شفیع عصاۃ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم بیت

ای مرا بزشتی اعمال نومیدی گواہ دورم از حسن عمل چون روسپیدی از گناہ

یہ قصیدہ نعت مین رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عرض کیا ہے جو پرہیزگارونکے حامی اور گنہگارون کے بخشانے والے ہین اور لفظ ای کا اس بیت مین اظہار کے لئے ہے خطاب کے واسطے یعنے میرے اعمال بد کہ مقتضا اسکا ناکامی ہے مقصود سے محروم ہونا گواہ ہے اور نیک کام سے مین ایسا دور ہون جیسے کہ گناہ سے روسپیدی دور ہے اسواسطے کہ روسپید ہونا اور گناہ کا کرنا دونون باہم اضداد ہین کہ باہم جمع نہین ہوتے کیونکہ الضدان لایجتمعان پس مین بھی حسن عمل کے ساتھ جمع نہین ہوتا ہون بیت

صورت امید می بینم چو آب موج زن بسکہ میگیرد ز شرمم رعشہ در نور نگاہ

رعشہ ایک مرض ہے کہ مرض جس عضو مین ہو اُسے سکون سے باز رکھتا ہے — اور بیان معنی بیت کا یہ ہے کہ امید کی صورت لرزان دیکھتا ہون جیسے پانی کہ وہ لہراتا ہو کثرت گناہ کے سبب سے رعشہ نور نگاہ مین آگیا ہے اور نور نگاہ کہ قوت حاسہ ہے جب متحرک ہے اُسکا محسوس بھی متحرک ہوگا اور حرکت امید مطبوع پسندیدہ نہو بیت

گر بصورت کاہ را گویم کہ ہمرنگ منی کہربا چون مردم چشم بتان گردد سیاہ

اس بیت مین مصنف مبالغہ اپنی روسیاہی کا گناہ کے باعث کرتا ہے یعنے اگر سوکھی گھانس کو اپنا ہمرنگ قرار دون تو نسبت ہمرنگی سے سوکھی گھانس کو اُس درجہ سیاہ کرے کہ کہربا جو سرخ اور زرد ہے اور میل طبعی سے گھانس کو اپنی طرف جذب کرتا ہے اُس بات کے کہنے سے اسقدر سیاہ ہوجاے کہ جیسے معشوقون کی آنکھ کی پتلی سیاہ ہوتی ہے بیت

در بعصیان ہمی آویزم از بی قوتی واین لعبنہ چون حریص شہوتست صنعت باہ

یعنے اگر گناہ مین نہین کرتا ہون وہ کمزوری کی وجہ سے ہی کہ بہت گناہ کرتے کرتے تھک گیا ہون اور اب گناہ کرنے کی بھی طاقت نہین رہی اور یہ ہو بہو ایسا ہی کہ ایک شہوت کا حریص ہو اور ضعف باہ رکھے اسواسطے کہ شہوت کا حریص قوت باہ کی کمی سے کامیاب نہین ہوتا اسی طرح بیطاقتی سے میرا حال ہی کہ گناہ کا مرتکب مین نہین ہوتا۔ حرف واو کلمہ ضعف پر بمعنی مع کے ہی اور تمام کلام تشبیہی ہی بیت

حالتے یا بم کہ از تکفیر من کافر شوند ۔۔۔ گر تراود از زبانم لیس فی دلقی سواہ

اہل فطانت پر ظاہر ہی کہ لیس فی دلقی سواہ یعنے نہین ہر سے جبہے مین سوا الیہ کے کہنا اہل توحید کے نزدیک عین ایمان ہی اور شریعت کے نزدیک محض کفر ہی اور اس بیت مین ارباب شرع کے موافق سخن آرائی کی ہی ورنہ نظر باعتقاد چاشنی یافتگان ذوق توحید کے قول مذکورہ بالا صحیح اور درست ہی۔ اور ممکن ہی کہ یہان مراد کفر سے کفر مصطلح صوفیہ ہو اور وہ عین ایمان ہی لیکن شرح ملا فیہ سے بھی اس بیت مین مصرع دوم شرط ہی اور کلام حالتی یابم کہ پہلے مصرع مین ہی اُسکی جزا ہی کہ مقدم واقع ہوئی اور حرف یا لفظ حالتی مین وصفیہ ہی اور حرف کاف اُس وصف کا بیان اور کلمہ تراود فعل لازم اور جملہ لیس فی دلقی سواہ تمام فاعل اُسکا ہی اور معنی اس جملہ کے جو فاعل واقع ہوا یہ ہی کہ نہین ہی میرے دلق مین سوا خدا کے۔ خلاصہ معنی یہ ہی کہ اگر دعوے اثبات حق اور نفی ماسوی الحق کردن ایسی حالت ہی کہ مجھے کافر کہنے سے خود کہنے والے کافر ہو جائین کسواسطے کہ جس صورت مین اپنے نفی سے مین بالکل وہ ہو جاؤن اگر نسبت کی نسبت میری طرف کوئی شخص کرے تو درحقیقت حق کی طرف کی ہوگی اعوذ باللہ من شر کیہ (از مترجم) میرے نزدیک قرینہ مقام سے یابم فعل یا فاعل ہی اور حالت مفعول اور یاے مجہول الصقہ اُسکی یاے توصیفی یا یاے موصولہ ہی جسکی صفت یا صلہ جملہ شرطیہ آئندہ مصدر بکاف بیانیہ ہی اور اُسمین مصراع ثانی شرط اور از تکفیر من کافر شوند اُسکی جزا ہی قطعہ

در شب معراج کان یکتا ولی شبہ و نظیر ۔۔۔ جامۂ صورت زدوش افگندہ در آرامگاہ
زان کسی محرم نبود اندر حریم ایزدی ۔۔۔ تا بود وہم غلط بین در امان از اشتباہ

اس قطعہ مین اظہار وحدت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذات بحت کے ساتھ ہی کہ معراج کی رات کو اُس یکتا و بینظیر نے کہ عبارت ذات والا صفات حضرت سے ہی جامہ صورت کا کہ وجود حادث سے کنایہ ہی آرامگاہ مین چھوڑ دیا اُس سبب سے کہ کوئی نفوس اور عقول سے

حریم الٰہی مین محرم اور واقف کار نہ تھا تاکہ وہم جو غلط بینی کی صفت سے موصوف ہے شبہہ کرنے سے
محفوظ رہے اور لفظ زان کا بیت دوم کے شروع مین سببیہ ہے اور تا مصرع دوم مین جواب کے
لیے اور اُسکو دلیل بھی کہتے ہین — وہم موصوف اور غلط بین صفت — اور اگر غلط بین سے
شخص غلط بین مراد لین و دین صورت وہم مضاف بمضاف لامی ہوگا — اور مصرع دوم کو لفظ
تا کے وسیلہ سے شرط کہین اور مفہوم مصرع اول کو جزا کہ مقدم واقع ہوئی چونکہ وہم غلط بین
رفع شبہہ سے غرض تنہائی خلوت سرائے وجوب کی تھی اسواسطے کسی کو محرم اُس خلوت کا
تجویز نکیا کسواسطے کہ اگر کسی کو دخل ہوتا البتہ توہم وہمی کرتا اب جو کوئی تھا کون جانے کہ کیا تھا

اور یہ ایک دلیل واضح حدوث وقدم کے ایک ہوجانے کی ہے بیت

شاخ شاخ و برگ برگش باز برہم ریختند — تا ز باغ ہمتت خواندیم طوبے را گیاہ

مصرع اول مین شین برگ برگش ضمیر غائب ہے راجع طرف طوبے کے جو دوسرے مصرع مین ہے
اضمار قبل الذکر کے قبیل سے ہے اور ریختند فعل شاخ شاخ فاعل اُسکا ہے معنی شعر یہ ہین کہ جب سے
تیری ہمت کے باغ سے ہمنے طوبے کو گھاس کہا اُس درخت طوبے کی ڈالی ڈالی اور پتی پتی
اوپر تلے گر پڑی یعنے جمع اور فراہم ہوگئی مطلب یہ کہ خوشی کے مارے اپنے اوپر بالیدہ ہوئے
اور اگر بجاے برہم از ہم ہو اس صورت مین بمقتضاے ہمت طوبے اپنے پاس کچھ نہ رکھنا
اور بعضے نسخون مین بجاے لفظ باز کے تازہ لکھا ہے وسے لفظ باز کے کہ محاورے مین لاتے ہین
نہین سمجھے — از مترجم — معنی شارح کو محاورہ تائید نہین کرتا کہ شاخ و برگ باز برہم ریختن
کنایہ جمع ہونے سے نہین آیا ہے اور اُس سے بالیدہ ہونا درخت کا مفہوم نہین ہوتا بلکہ معنی
بیت سے بے تکلف یہ ہین کہ جب سے طوبے کو تیرے باغ ہمت سے گیاہ ہونے کی نسبت دی
طوبے کو اس نسبت کے اعزاز اور افتخار سے اس درجہ خوشی اور جنبش اور اہتزاز ہوا کہ شاخ و
برگ اُسکے تلے اوپر (باز برہم کے نسخہ کے موافق) یا متفرق ہوکر (یا ز ازہم کے نسخہ کے موافق)
بکھر پڑے — اور یہ اُس مبالغہ کے قبیل سے ہے کہ کہتے ہین ز بیلہ شادی در پیرہن نگنجید یا جامہ
قبا کرد فارسی مین اور زید اپنے جامہ مین خوشی سے نہ سمایا کہ زید پھولا نہین سماتا زبان
اردو مین محاورہ ہے اور نسخہ تازہ کا بجاے باز کے زیادہ معقول اور مناسب ہے اسواسطے کہ
برہم ریختن محاورہ کے موافق اپنے معنی دینے مین محتاج لفظ باز کا نہین جبکہ ضرورت تکرار فعل کی
نہین ہے اور عمدگی اس نسخہ تازہ مین متصور ہے اسواسطے کہ شاخ و برگ کہنہ تھوڑے جنبش سے گر جاتے ہین

اور تازہ شاخ و برگ کے گرنے مین جنبش اور اہتزاز شدید رکھا ہی جس سے مبالغہ افراط مسرت کا
ظاہر ہوتا ہی بیت

بسکہ دست رحمت آرایش ہر چہرہ کرد — عشق می ورزد بحسن یاس امید اشتباہ

یعنے از بسکہ تیری مشاطہ رحمت کے ہاتھ سے ہر چہرہ کی آراستگی ہوئی ناامیدی زیادہ امید سے
کرشمہ سنج جلوہ گاہ حسن ہی اور اشتباہ دونون امید اور یاس کے حسن کا عاشق ہی یعنے یاس کی
تمیز امید سے نہین ہوتی ہی اور آراستگی کے سبب دونون یکسان معلوم ہوتے ہین بیت

یا ازل گوید ابد کین ناامید از ساحل ست — گر کند در بحر علمت جوہر اول شناہ

حرف اشارہ این کا مشار الیہ جوہر اول ہی کہ دوسرے مصرع مین مذکور ہی اور لفظ گر مصرع
دوم مین شرط کے واسطے ہی اور جملہ این ناامید از ساحل ست کہ مصرع اول مین ہی جزا اسکی ہی
یعنے جبرئیل باوصف ہمہ دانی اگر تیرے دریاے علم مین پیراکی کرے تو ازل سے ابد کہتی ہی کہ یہ بید
کنارہ سے ناامید ہوگیا اب بیچ دریا ڈوب جائیگا (از مترجم - مصرعہ دوم شرط ہی اور
مصرع اول کل جزا ہی نہ صرف یہ جملہ این ناامید از ساحل ست) — بیت

سینہ مد را الف بشگافد و بیرون جہد — چون درانشار پریشانی نویسم ترا آہ

اس بیت مین مصنف مبالغہ اپنی پریشانی مین کرتا ہی کہ تیرا آہ کا کہ تشبیہ کے اعتبار سے الف
لفظ آہ کا مراد ہی جہان کہین کہ انشاء پریشانی کرون اور اُس انشاء مین لفظ آہ کا لکھون
میری تاثیر پریشانی سے الف لفظ آہ کا سینہ مد کو جو اُسکے سر پر ہی چیر کر باہر نکلجاے اور بعضے
نسخون مین بجاے انشاء کے اشاء ہی اور یہ نسخہ ذہن کے نزدیک ہی (از مترجم - میرے نزدیک
معنی شرح نسخہ انشا مین درست ہوتے ہین نہ نسخہ انشا مین جو شارح نے اختیار کیا اور نسخہ
انشا اُسوقت درست ہوتا ہی کہ شعر سے مقصود تعریف انشاء مصنف ہو)

قصیدہ در نعت حضرت سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بیت

صبحدم چون در دمد دل کوس شیونہای من — آسمان صحن قیامت گردد از غوغای من

یہ قصیدہ ملا عرفی نے جناب سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام کی نعت مین عرض کیا ہی
اور تمہید اپنے حسب حال لکھی - اگرچہ استاتذہ متقدمین اور متاخرین نے اس قصیدہ کو
نہایت متین کہا ہی مصنف نے بھی اُسکو اچھا خیال کیا ہی اور معنی بیت کے یہ ہین کہ صبح کے

وقت اگر میرے دل کا اسرافیل صور پھونکے کہ بہت سے ماتم اس سے پیدا ہون آسمان میرے
شور سے میدان قیامت بنجائے یعنے میرا غم کا بھرا دل ایسی فریاد کرتا ہی کہ آسمان کو شور کے
سبب عرصہ قیامت بنادے - بیت

گوش اہل آسمان حلقۂ ماتم یکسیت — شیونم تا برکشید آہنگ ہایا ہاے من

یعنے فرشتون کے کان ماتم کے حلقے ہو گئے جب سے میرے ماتم نے آواز ہاے ہاے
دریغ دردا کی بلند کی مراد یہ ہی کہ میرے موت کے فغان نے از بسکہ جوش کیا اور آسمان تک
پہونچا تو فرشتون کے کان اور ماتم کے حلقہ مین تفاوت نہین رہا کلمہ ہا کا اس محل مین کہتے ہین
کہ دردناکی ہوا اور جب وہ دردو جوش مین آئے اُسوقت ہایاہا کہتے ہین اور ہا کے ساتھ حرف یا کا جو
متصل ہی اُسکے ساتھ ایک الف ندائیہ ایزاد کرکے ہا یا ہا کہنے لگے جیسے کہ آہا مین آہ کے ساتھ
الف کو بڑھا دیا اور بعضے نسخون مین ہایاہا دیکھا گیا اور یہ بیت ثقالت لفظ کے سبب خالی کراہت سے
نہین از مترجم - ثقالت لفظ کے قائل شارح علیہ الرحمۃ ہین نہ درست

مصر ویران کرد و رود وادی ایمن نہاد — رود نیل شوق یعنے گریہ سوساے من

ارباب معنی پر واضح ہو کہ سوسی من باضافت بیانی اور اُس سے مراد متکلم ہی اور رود نیل شوق مین
اضافت لامی کہ غرض اُس سے گریہ ہی سا اور رود نیل ایک ندی کا نام ہی جو شہر مصر کے نیچے واقع ہی
اور ایمن نام اس وادی کا ہی جسمین موسے علیہ السلام سرگردان رہے - ترکیب نحوی مین مصرع
دوم کا مضمون مبتدا کے محل پر ہی اور مصرع اول کا مفہوم اُسکی خبر - یعنے گریہ میرے موسے کا
گریہ چنین ہی رود نیل شوق ہی کہ مصر کو تباہ کر متوجہ وادی ایمن ہوا اور اس سے مبالغہ کثرت گریہ مین
مقصود ہی - از مترجم - ترکیب نحوی مین رود نیل شوق جسکے تفسیر یعنے کے ساتھ گریہ [illegible]
مین واقع ہوئی فاعل ہی فعل کرد اور نہاد کا جو مصرع اول مین بطور معطوف اور معطوف علیہ ہین
اور ترکیب شارح بعید ہی

زان دل شوریدہ را بر تارک غم دمی نہم — کآشیان مرغ مجنون شد دل شیدای من

لفظ زان کا سببیہ ہی اور کاف مصرع دوم مین بیان فعل کا ہی کہ مصراع اول مین نہادن تارک
اور معنی شعر یہ ہی کہ جب غلبہ عشق لیلے سے مجنون جنگل مین رہنے لگا اور ہجر اور نے حس حرکت
یاد معشوق مین ہو گیا ایک پرند اُس صحرا کا آیا اور مجنون کے سر پر گھونسلا بنایا یعنے دل دیوانہ کو
سر پر اسواسطے رکھتا ہون اس صورت مین مرغ مجنون سے مراد مرغ بیرونی ہوگا اور اگر مرغ مجنون سے

دیوانگی مراد ہو تو مرغ مجنون استعارہ ہے پس تخطیئاً مصنف کہتا ہے کہ جب دل محل دیوانگی ہو گیا
ہے پر اُسکے جگہ بہتر ہی اور یہہ کسی قدر بہتر ہو لیکن مصنف اگر مرغ مجنون کہتا اُسکی ہوشیاری سے
نزدیک تھا اب اُسکے فکر مجنونی پر دلالت کرتی ہے (از مترجم - توجیہ اول درست اور راست
نہین آتی کہ متضمن امر محال ہے اور توجیہ ثانی مقصود مصنف ہے اور اُسپر اعتراض شارح صحیح
نہین ہے اسواسطے کہ تعظیم مکان سے مقصود تعظیم مکین ہے) بیت

در خمار احتیاجم زانکہ ایزد دور داشت — بادہ کام دو کون از جام استغنای من

اہل معنی پر جو مستغنی ماسوی اللہ سے ہین پوشیدہ نہین ہے کہ خمار احتیاج کے معنی دو وجہ سے
ہو سکتے ہین اول خمار احتیاج سے طلب مراد ہو اسواسطے کہ کسی چیز کے خمار مین ہونا اُسکا
طلب کا ہونا ہے دوم یہ کہ خمار احتیاج سے رفع احتیاج غرض ہو اسواسطے کہ خمار نشان نشا کا
فرو ہونے کے بعد ہوتا ہے پس نشاء احتیاج کا نہین رہا بہر حال قصد اول پر یہ معنی کہہ سکتے ہین
کہ در خمار احتیاجم کل جملہ سبب مقدم بر سبب ہے یعنے ہرگاہ ساقی ازل نے شراب مقصود
دو جہان کو میرے جام استغنا سے دور کہا یعنے مجھے اُسکا محتاج نہین کیا مین خمار احتیاج مین
ہون ای شراب معنی ہو اللہ کا خواہشمند ہون اور قصد دوم پر ظاہر ہے کہ در خمار احتیاجم یعنے مجھے
احتیاج نہین ہے اور یہ معنی قریب ذہن معلوم ہوتے ہین واللہ اعلم بیت

نیلگون گردید دوش آفتاب از تکیہ ام — بسکہ بر سر گشتہ کوہستانی از غمہای من

اہل معنی پر پوشیدہ نہین کہ از تکیہ ام کے دو معنی ہو سکتے ہین ایک یہ کہ تکیہ لگانا دوسری چیز پر
بار ڈالنا ہے دوسرے یہ کہ تکیہ لگانا اُسکا اپنے اوپر اس مقام پر قصد اول معنی کا مناسب ہے
یعنے از بسکہ میرا بال بال غم کا پہاڑ ہو گیا ہے اور اس غم کے پہاڑ کی بلندی آسمان تک پہونچی ہے
اور آفتاب کے کاندھے پر تکیہ لگایا تو اسقدر آفتاب پر بار ہوا کہ وہ نیلگون ہو گیا بیت

منت بازیچہ عیسے نکشم بہر حیات — از رگ مردن بر سر از نفس مرگ آرای من

یعنے مرگ کی قدر و قیمت پہچاننے والے نفس مرگ آرا رکھتے ہین اور عیسی علیہ السلام کے معجزہ
احیاء اموات کو کھیل سمجھتے ہین اور بہ استعار زندگی کے لیے اُس کھیل کے مفتون الذہن نہین ہوتے

خوردہ ہر دم صد شکست از فوج قدس آشوب حسن — شوق نے ہنگام تاز دست ناپروای من

باریک بینان دقایق معنی پر پوشیدہ نہین کہ لفظ خوردہ کا فعل ہے اور فاعل اُسکا شوق کہ
دوسرے مصرع مین واقع ہوا اور کلمہ صد شکست مفعول اور فوج موصوف ہے اور قدس آشوب

صفت اور اضافت مجموع موصوف اور صفت کی جانب حسن سکا اضافت لامی ہے اور کلمہ ہنگام
ناز دوسرے مصرع مین صفت شوق کی اور مست ناپروا صفت بعد صفت ہوا معشوق مراد
لین کہ شوق نے ہنگام ناز کو اُسکی طرف منسوب کرسکین اور مصرع ثانی مبتدا ہے کہ خبر اُسکی مصراع
اول مین مقدم واقع ہوئی یعنے شوق میرا کہنے وقت تاخت کرنے والا اور مست نے پروا ہے
یا شوق نے ہنگام ناز میرا کہ معشوق بے پروا کے ساتھ منسوب ہے اُسنے ہر دم سو شکست
اُس فوج سے کھائین کہ قدس مین آشوب ڈالتا ہے قطع نظر اس سے کہ فوج
قدس آشوب سے عہدہ برا ہونا اور اُسپر غالب آنا غیر ممکن ہے نے وقت چڑھائی کرنا خود شکست کا
سامان مہیا کرنا ہے (از مترجم شارح نے مصرع ثانی کو مبتدا اور خبر اسکی مصرع اول مین مقدم لکھکر
جملہ اسمیہ قرار دیا اس تکلف کی ضرورت نہین ہے بلکہ صراحتہً نے تکلف جملہ فعلیہ ہے خوردہ فعل اور
شوق موصوف اپنے صفات مابعد کے ساتھ فاعل اور صد شکست مفعول اور باقی متعلقات
فعل ہین) بیت

شاہد عصمت تلاش صحبت من کی کند ۔ خون حیض دختر رز ریزد از لبہای من

معنی یہ ہین کہ مصنف علامت حیض الرجال کی اپنے حق مین ثابت کرتا ہے ۔ ظاہر ہے کہ
کہ پاکدامنی کا معشوق کہ اضافت بیانی کے اعتبار سے وہی پاکدامنی مراد ہے اُس شخص کی
صحبت کی رغبت نہین کرتا کہ حیض آلودہ ہو ۔ (از مترجم اس بیت کی شرح مین یہ بحث ہے
کہ اول خون حیض کا پایا جانا جو امر طبعی ہے خلاف عصمت نہین ہے اور ثانیاً خون حیض کو نسبت
لب سے نہین پس دختر رز کے معنی اصطلاحی کہ شراب ہے لینی مناسب اور اُسکا خون حیض
اضافت بیانی کے اعتبار سے وہی شراب مراد لین جو لب کو پینے کے وقت آلودہ کرتی ہے
اور شراب جو شرع مین حرام مطلق ہے اُسکا پینا خلاف عصمت ہے جو کہ گناہ کبیرہ سے پاک ہے
بس معنی بیت کے صاف ہین کہ شاہد عصمت میری صحبت کا طالب نہین اسواسطے کہ
شرابخواری کی کثرت مجھے اسقدر ہے کہ شراب میرے ہونٹون سے ٹپکا کرتی ہے مصرع اول
بطور دعوی اور استفہام اسمین انکاری ہے اور مصرع ثانی دلیل اُسکی ہے) بیت

مریم من فیض جبریل از مزاج خود گرفت ۔ مرتبے را برو بالا ذہن عیسے زای من

پاک نقصان سخن آفرین کی پوشیدہ نہین ہے کہ قصہ مریم علیہ السلام مشہور ہے کہ عیسے علیہ السلام
پیدایش مین فیض جبریل کے محتاج ہوئین اور میری طبیعت کی مریم نے فیض جبریل کو اپنے

مزاج سے حاصل کیا دوسرے کسی کے محتاج نہ ہوئی پس یہ وجہ ہو کہ میرے ذہن سے جو
بلحاظ کلام اعجاز نما کے جیسے زاہی مرتبہ مریمی کو ترقی دی اور مریم علیہا السلام سے بڑھ چڑھ گیا ہے

آن بہشت معنیم کز بعد معزولی ہنوز　　خدمت طونٔے بود ننگ چمن پیرای من

اہل معنی پر واضح ہو کہ مین وہ بہشت معنی ہون کہ میرا باغبان بعد ازان کہ مین اُسکو خدمت
باغبانی سے معزول کردون طوبٔے بہشت کی خدمت گذاری اُسکے لیے موجب ننگ و عار ہو
اور اسمین ہنوز کا فائدہ خاص نہین ہو اسواسطے کہ بعد معزولی کے قید سے فائدہ ہنوز سمجھا جاتا
پس محض اتمام مطلب کے لیے لایا کہ محاورہ مین ایسا لاتے ہین بیت

دامن تر کردہ طوفانی کہ در معنی یکی ست　　موجۂ دریا و موج حلۂ خارای من

ارباب معنی پر پوشیدہ نہین ہو کہ دامن تر عبارت زیادہ گناہ کے ملوث ہونے سے ہو اور طوفانی
مین یائے مصدری ہو ای کار طوفان کردہ اور حرف کاف بعد لفظ طوفانی ولیل کے واسطے ہو
اور خارا ایک ریشمی کپڑے کا نام ہو کہ قماش اُسکا لہرلیے دار ہوتا ہو اور چونکہ طوفان پیدا کرنا
آب امواج کو لازم ہو تو دامن تر معصیت کے طوفان بپا کرنے کے دعوے کے لیے لباس
خارا کے تموج کا اتحاد موج دریا سے ایک دلیل واضح ہو اسواسطے کہ حلۂ خارا لطافت اور
نزاکت سے پانی کے مشابہ ہو پس لہر اُسکی پانی کی لہر سے در معنی ایک ہوئی۔ (از مترجم
بعضے نسخون مین دامنم تر کردہ طوفانی دیکھا گیا ہو درین صورت طوفان فاعل اور دامن
مفعول ہوگا فعل کردہ کا او معنی دونون قریب ہمدیگر ہین اور میم متکلم جو اس نسخہ مین ہو اُسکا
ہونا شعر مین مناسب ہو) بیت

گر گزیند سرمہ جز خاک در ش مژگان چو باز　　چنگل انداز د بزاغ دیدۂ بینای من

ترکیب مین گزیند فعل ہو اور دیدۂ بینا فاعل جو مصرع ثانی مین واقع ہو۔ اور اندازد فعل
اور فاعل اُسکا مژگان ہو جو مصرع اول مین مقدم واقع ہوئی یعنے میرے دیدہ سیاہ کا زاغ
کہ اعتبار اضافت بیانی سے وہی دیدہ بینا مراد ہو ممدوح کی خاک دروازہ کے سوا سرمہ
لگاے تو مژگان جو آنکھون سے ملی ہوئی ہو آنکھ کی نافہمیدگی کے لحاظ سے باز کی طرح آنکھ پر
پنجہ مارے اور اُسے اندھا کردے اس بیت مین تینون استعارہ کی رعایت کی ہو اسواسطے
کہ تشبیہ مژگان کی باز کے ساتھ استعارہ بالکنایہ اور وجہ تشبیہ گرفت اور گیرائی ہو اور چنگل مژگان کے
لیے کہ باز کو لازم ہو استعارہ تخییلیہ او رذکر زاغ کا کہ باز کے شکار کے لیے ملائم ہو استعارہ

ترشیح ہی اور یہ بہت عمدہ ہی کہ مژگان تیزی کے وجہ سے چنگل کی صورت معلوم ہوتی ہین اور آنکھہ سیاہی کے
سبب زاغ کے مشابہ ہی واللہ اعلم ـ بیت

تا تو گشتی نائب چشم از رہ نسبت گرفت مردمک حکم سبل در دیدۂ بینای من

معنی بیت کے ظاہر ہین کہ ای ممدوح جب سے تو نائب چشم ہوا آنکھہ کی پتلی نے نسبت کی
راہ سے میرے دیدہ بینا مین سبل کا حکم حاصل کیا یعنے معطل اور بیکار ہو گئی سبل ایک
بیماری کا نام ہی جسکے سبب پانی آنکھہ سے جاری رہتا ہی اور بینائی مین اُس سے فتور
آجاتا ہی مراد یہ ہی کہ جس مقام پر کہ ذات منعوت علیہ السلام آنکھہ کی پتلی بجاے آنکھہ کی پتلی سے
بجز بیکار ہو جانے کے اور کیا بن آئے (از مترجم ـ معنی مشرحہ پایہ لطف سے ساقط ہین
اسواسطے کہ ممدوح کے نائب ہونے سے آنکھہ کی پتلی کا بیکار ہو جانا مضمون کو بلندی نہین دیتا
اور لفظ رہ نسبت بیکار ہوا جاتا ہی بلکہ ناموزون پس میرے نزدیک توجیہ بیت کی اسطرح
مناسب ہی کہ ای ممدوح جب سے تو نائب چشم ہوا تیری نورانی اور عزیز ہونے کے سبب
مردمک صرف بیکار اور رنج ہی نہین ہوئی بلکہ موجب زحمت اور رنج اور تکلیف کی
ہو گئی جیسے مرض سبل آنکھہ کے حق مین سبب زحمت اور تکلیف ہوتا ہی یعنے آنکھہ مین
تیرے ہوتے ہوئے مردمک چشم کی موجودگی کھٹکتی اور بُری معلوم ہوتی ہی اور اصل اس
توجیہ کی یہ ہی کہ جب انسان کو پہلے ایک عام محبوب سے تعلق ہو بعدہ دوسرا محبوب خاص
ملجائے تو اسکی طرف زیادہ رغبت ہونے کے سبب محبوب سابق سامنے ہو تو وہ بُرا اور موجب
زحمت معلوم ہوتا ہی اور اُس سے نفرت ہوتی ہی) بیت

سایہ من ہمچو من در ملک ہستی امت است سایۂ تو در عدم ہمسر ہمتای من

یعنے سایہ میرا میری طرح موجودات مین تیری امت ہی یعنے امت ہونے مین جو کچھ میرے
اوپر واجب آپ کی طرف سے ہی وہی میرے سایہ پر بھی واجب ہی اور سایہ آپکا عدم مین
میرے ہمسر ہمتا کا رہتا ہی یعنے جسطرح کہ تیرا سایہ نہین میرا ہمتا نہین ہی اور جب ایک شخص امتی ہو
اُس شخص کا سایہ کہ لازم شخص ہی بطریق اولے امت ہوگا پس تخصیص ذکر کا خاص فائدہ
ظاہر نہوا معلوم ہوا کہ شاعر نے اس بیت مین دیوانون کی طرح مضمون بندی کی ہی ـ (از مترجم
شارح کا اعتراض مصنف پر بیجا ہی اسواسطے کہ جس قضیہ اور قاعدہ پر کہ تخصیص ذکر کا مصرع
اول مین بیفائدہ کہا وہ صحیح اور مسلم نہین ہی اور وہ قضیہ یہ کہ جب ایک شخص امت ہو تو سایہ اُسکا

جولازم شخص ہے بطریق اولے امت ہوگا اور وجہ عدم صحت کی یہ ہے کہ فی الجملہ سایہ اپنی خاصیت کے
موافق تابع شخص کی حرکت وسکون ظاہری کا ہوتا ہے نہ کلیتہً جیساکہ غور سے معلوم ہوگا سایہ
صبح کے وقت جسقدر ہوتا ہے دوپہر کو نہین ہوتا اور امت ہونے کے جو احکام ہین وہ ایمان خدا
اور رسول پر لانا اور انکے حکمون کا بجالانا اور انکی رضامندی کا طالب ہونا اور انکی ناراضمندی
سے ڈرنا ہے یہ مراتب سایہ مین ہرگز نہین ہین جنکا ادعا اپنے سایہ کے لیے شاعرانہ مصنف نے
کیا پس مضمون مصرع اول کو فرضی اور شاعرانہ ہو جیساکہ دستور شعرا ہے مگر فی نفسہ شخص کے
ساتھ سایہ شخص کو لازم نہین اس سے واضح ہے کہ تخصیص فرکراسکی فائدہ خاص دیتی ہے بیفائدہ
نہین ہے بیت

آسمان وحدتم بر عالم فطرت محیط ۔۔۔ تو امیت بر نیاید پیکر جوزاے من

اس بیت مین مصنف اپنی یکتائی مین مبالغہ کرتا ہے کہ مین وحدت کا آسمان ہون اور اس
صورت مین حرف میم پر توقف کیا اور حکم تمام کیا یعنے جملہ پورا ہوا اور معنی اسمان وحدتم کے یہ ہوئے
کہ من آسمان وحدت ہستم اور اگر مجموع آسمان وحدت میم متکلم کی طرف مضاف اضافت لامی سے ہو
تو یہ معنی ہونگے کہ میری وحدت اور یکتائی کا آسمان عالم فطرت پر احاطہ رکھتا ہے اور یہ کلام بطور
دفع دخل مقدر کی ہے یعنے اعتراض جو وارد ہوتا تھا اسکو اس طریق سے دور کیا یعنے آسمان کے احاطہ
کرنے کو ایک عالم چاہیے پس عالم فطرت مخصوص ہوا از مترجم ۔ توجیہ ثانی کو مصرع ثانی منکر ہے
اور میرے جوزا کے پیکر کو توامیت کی طاقت تحمل نہین کسواسطے کہ جوزا ایک برج ہے بارہ بروج سے کہ وہ
دو مرد کی تصویر ایک کے ہاتھ دوسرے کے گلے مین پڑے ہوئے اتر منہ خیال کئے گئے ہین یعنے
جوزای فلک دو پیکر ہے اور مین چونکہ آسمان وحدت ہون تو میرا جوزا مناسب محل ایک پیکر ہے
جوڑوان ہونے کا متحمل نہین جسمین دوئی ہے خلاف وحدت کے

قصیدہ در منقبت امیر المومنین علی علیہ السلام بیت

دمیکہ لشکر غم صف کشد بخونخواری ۔۔۔ دلم بنالہ دہد منصب علمداری

معنی بیت کے ظاہر ہین کہ جسوقت غم خونخواری کے لیے صف آرائی کرے دل میرا نالہ کو
منصب علمداری دیتا ہے ۔ ممکن ہے کہ لفظ خونخواری سے خونخواری عام ارادہ کرین کہ افراد دیگر
ہو مشارک عرفی ہین او غمخواری اور نالہ گری کے مدعی ہین سب داخل ہوان اور ممکن ہے کہ

خونخواری مخصوص بذات خود ارادہ کرین یعنے اگر غم خونخواری یا خاص میری خونخواری کے لیے طیار ہو
اور صف آرائی کرے دل میرا نالہ کو علمدار اسکا بناتا ہی اور وہ سامان غم کی طیاری مین مصروف ہوتا ہی
بہرحال دونون صورت مین مراد یہ ہی کہ دل میرا غم کے ساتھ موافق ہی جس کیفیت کے ساتھ کہ غم ہو بہت

مریض عشق ترا اشتہا ازان بیش ست — کہ بعد مرگ بیاساید از جگر خواری

ولی توجہ آن حسن جاودان باید — کہ فیض نامیہ اش با جگر کند یاری

یعنے تیرے عشق کے بیمار کو جو ہمیشہ اپنے دل کا خون پیتا ہی اور بہترین غذا اپنے جگر کو سمجھتا
اس سے زیادہ اشتہا ہی کہ مرنے کے بعد جگر خواری سے آسودہ ہو لیکن اے معشوق تیرے حسن
قدیم کی توجہ درکار ہی کہ اُس حسن کا فیض نامیہ اس بیمار کی درمان سازی مین جگر کی امداد کرے
تاکہ اسکے رہنے تک وفا کرے ورنہ محال ہی کہ وجود جگر کفایت کرے اور ہوسکتا ہی کہ جاودان صفت
توجہ کہین اس صورت مین دوام توجہ پر ہوگا بیت

زخوش متاعی بازار عشق می ترسم — کہ دست حسن بہ بندد کساد بازاری

لفظ ان جواہر معانی پر پوشیدہ نرہے کہ خوش متاعی کنایہ مرغوب اور عزیز دل ہونے سے ہی معنی
بیت یہ ہین کہ عشق کے مرغوب ہونے سے کہ ہر دل عزیز ہوگیا ہی اور ہر کس و ناکس دانا اور بوالہوس
سب کے سب عشق کے قبول کرنے کو طیار ہوئے ہین مجھے اندیشہ ہی کہ ایسا نہو حسن کے ہاتھ کو
بے رونقی باندھ دے اور حسن کا ہاتھ باندھنا عبارت ہی حسن کے بیکار کرنے سے - ظاہر ہی کہ
عشق کے اختیار کرنے مین حسن خوش متاع واسطہ تھا اب جو عشق آپ خوش متاع ہوگیا لوگ
واسطہ کے محتاج نہونگے اور واسطہ بے رونق ہوجایگا بیت

دران دیار بسودا رود دلم کہ دہند — جوی ملال بعمر ابد زبسیاری

یعنے میرے دل کا کاروان اُس شہر مین خرید فروخت کے لیے جاتا ہی کہ جو جو برابر ملال کو عمر ابد کے
عوض مین کثرت کے باعث دیتے ہین یعنے اسواسطے کہ اُس شہر مین متاع ملال زیادہ ہی ایک
جو برابر دیتے ہین اور ظاہر ہی کہ جہان متاع بہت ہوتا ہی کثرت کے سبب سستا ہاتھ آتا ہی اور
قیمت زیادہ نہین ہوتی بیت

مخالفش چو در آید بزمرۂ اسلام — کند بدست ملک تار سبحہ زناری

مصنف مذمت مخالف کی اُسکے کفر کے سبب سے کرتا ہی کہ اگر مخالف کافر نہاد ممدوح کا اسلام کے
گروہ مین داخل ہو تو شامت کفر سے فرشتہ کے ہاتھ مین تسبیح کا ڈورا زنار کا کام کرے زمرہ

اسلام مین ملک سے یا مسلمان مثل ملک مراد ہو یا کہ زمرۂ اسلام مین اگر خود ملک مراد ہو اُسکا
کفر اسمین اثر کریگا۔ (از مترجم شارح علیہ الرحمۃ کے معنی شرح کا حاصل یہ ہے کہ مخالف ممدوح
اس درجہ کا سخت کافر ہے کہ اگر مسلمان بھی ہو جاوے اُسکے کفر کی شامت سے یہ اثر پیدا ہو
کہ فرشتے کے ہاتھ مین تسبیح کا ڈورا جنیئو کا کام دے اور یہ مضمون اس حدیث کے قیاس پر مقابل یہ
مبنی ہے کہ الناس معادن کمعادن الذہب الفضۃ خیارکم فی الجاہلیۃ خیارکم فی الاسلام اذا فقہوا) بیت

بدیدۂ کہ بنوک سنان او نگرد کند بگاہ اعادت نگاہ مسماری

اس بیت مین مصنف نے تیزی سنان کی تعریف کی ہے۔ نے کا حرف بدیدہ مین ظرفیت کے
لیے ہے اور دیدہ ظرف نگاہ ہے اور اعادت مصدر ہے باب افعال کا معنی عود کرنا اور پھیرنا اور
مسمار کے معنی میخ ہے اور مسماری مین یاء مصدری اور تقریر معنی یہ ہے کہ اُس آنکھ مین جو تیری
نوک سنان کی طرف دیکھے اُس سے نگاہ واپس آکر میخ بنجاتی ہے اور آنکھ پھوٹتی ہے اسواسطے
کہ صرف دیکھنے سے نوک سنان کی تیزی نگاہ مین آجاتی ہے قطعہ

اگر بعون سبکروحیت عوارض ثقل زطبع سلسلۂ حادثات برداری
سزد کہ حسرت دیدار بردل عاشق بگاہ نزع شود مایۂ سبکساری

اگر کا لفظ حرف اور ادات شرط اور بیت اول جملہ شرط ہے اور بیت ثانی اُسکی جزا اور سبکروحیت
مین حرف تا بمعنے خود کے ہے اور عوارض ثقل مفعول برداری کا جو دوسرے مصرع مین واقع ہے
اور حرف یا جو آخر لفظ برداری مین ہے خطاب کے واسطے اور تقریر معنی یہ کہ ای ممدوح اپنی لطافت
اور سبکروحی کی مدد سے اگر عارضہ گرانی کے حادثات کی طبیعت سے تو رفع کرے تو سزاوار ہے
کہ معشوق کے دیدار کا ارمان جو عاشق کے دل پر جانکنی کے وقت جو عارضون مین سب سے
زیادہ گران ہے مایہ سبکساری ہو جاے اور یہ عارضہ اُسپر آسان ہو (از مترجم۔ حاصل معنی
یہ کہ ای ممدوح تیری فصاحت اور خوش کلامی ایسی ہے کہ اسکی مدد سے گرانی کے عارضے جو سبکروحی کے
ضد ہین طبائع کدنے سے تو رفع کردے تو لائق اور سزاوار ہے کہ معشوق کے دیکھنے کا ارمان جو عاشق کے
دل پر سب سے بڑھکر عارضہ ثقیل ہے ایسا ہلکا اور پھلکا بلکہ مزیل ثقل ہو جاے کہ عاشق کی جان نزع
اُسکے سبب آسانی سے نکلجاے) بیت

شعاع دیدۂ آن کس کہ روی خصم تو دید کند بآئینۂ آفتاب زنگارے

اس بیت مین مبالغہ دشمن ممدوح کی سیاہ روئی کا کرتا ہے یعنے تیرے دشمن کا منھ دیکھنا آنکی

اُسکے نور آفتاب کے آئینہ کو تیرہ اور زنگار آلود کرتا ہی۔ **قطعہ**

نہیب عدل تو مد طبع آسمان محیل — کہ شیشہ ایست لبالب ز مردم آزاری

بسان رنگ زلیخا و زلف پُرشکنیش — بروی ہم شکند شیوہ ہای طراری

یعنی ای ممدوح تیرے انصاف اور عدل کا خوف ایسا ہی کہ آسمان حیلہ ساز جو ایک شیشہ مردم آزاری کا بھرا ہوا ہی اسکی طبیعت مین عیاری اور کیسہ بری کے ہتھکنڈون کو اوپر تلے اسطرح توڑ کر جھکایا جو اوراً کہ جسطرح زلیخا کا رنگ شکستہ اور زلف اُسکی پُرشکن تھی — محیل اسم فاعل ہی باب افعال سے۔ اور زلیخا عاشق کے رنگ کی شکست اور اُسکی زلف کے شکن کا حسن اسواسطے کہ خود بھی حسین تھی ظاہر ہی اور ممکن ہی کہ شکستگی رنگ اور زلف سے خواری ارادہ کیجاے لیکن وجہ اول بہتر ہی۔ شکنند فعل متعدی اور فاعل اُسکا نہیب عدل کہ پہلی بیت مین ہی اور شیوہ ہاے طراری مفعول ہی **بیت**

برنج خصمت اگر بوالہوس ور آمیزد — چو تیر عشق شود نالۂ ہوس کاری

یعنی نالہ ہوس کو تیر عشق کی تاثیر نہین ہوتی لیکن چونکہ تیرے دشمن کی فنا بڑی غرض ہی تو دشمن کے رنج دینے مین ہوس کا نالہ بھی خوب کام کرتا ہی (از مترجم) — حاصل توجیہ شارح علیہ الرحمہ یہی ہی کہ نالۂ اثر ہوس کا بھی تیرے دشمن کے رنج پہونچانے مین موثر ہی اسواسطے کہ ہلاک دشمن مقصود ہی خلاصہ یہ کہ جو کوئی اُسے چبھو تھ ملتا ہی تیج ہو کر لگتا ہی کیونکہ تیرا دشمن ہی لیکن اس توجیہ کو الفاظ اور ترکیب مصرع اول تائید نہین کرتی اسواسطے کہ رنج حاصل بالمصدر رنجیدن کا لازم ہی متعدی کے معنے یعنی رنج دینا جو شارح نے ارادہ کیے اُس سے مستفاد نہین اور نہ لفظ آمیزد محاورہ مین اس موقع پر مفید ہی ثانیاً اگر اسمین مسامحت کیجاے تو یہ توجیہ مدح مین خوبی ظاہر نہین کرتی اس سے بہتر میرے نزدیک یہ معنی ہین کہ ای ممدوح تیرے اقبال روز افزون اور ترقی روز بروز کا رنج جو بوجہ رشک اور حسد کے تیرے دشمن کو ہی اسقدر دشمن کی کاہش اور سوگواری مین شدت سے پر تاثیر ہی کہ اگر بوالہوس کو اُس سے آمیزش یعنی ملابست اور لگاو ہو جاے تو نالہ ہوس جو بوالہوس کے منہ سے بناوٹ کا نکلتا ہی آمیزش اور رنج دشمن کے لگاو سے تیر عشق کے موافق کارگر ہو جاے اور ہوس یعنی عشق مصنوعی عشق اصلی کا حکم تاثیر مین رکھے۔ **بیت**

بمدح کردہ ست رموز عشق روا ست — گذرش از سر یان نیست علت ساری

معنی یہ ہین کہ مین ممدوح کی مدح کرتا تھا اور رموز عشق اسمین آگئی یہ جائز ہی اسواسطے کہ علت

ساری سریان کیے بغیر نہین رہتی ۔ رموز عشق کو تشبیہ علت ساری سے دی ہے جو ہیچ مین
داخل ہوگئی سریان بفتحتین ایک چیز مین جانا اور اسمین نفوذ کرنا اور گھس جانا اور علت ساری
وہ مرض ہے کہ ایک سے دوسرے کو پہونچے اور باپ دادا سے ورثہ ہو اور گزیرش مین ضمیر شین
راجع جانب علت ساری بطریق اضمار قبل الذکر ہے بیت

منم کہ طالع فیروز من بگاہ عروج ۔ دہد بہ تحت ثری مایۂ نگونساری

مصنف اپنے طالع پر طنز کرکے کہتا ہے کہ مین ایسا ہون کہ میرا مبارک ستارا بلندی کے وقت
زمین کے پتال کو پستی اور سرنگونی دیتا ہے ۔ ثری فتحہ سے زمین کا ساتوان طبق ہے کہ جو سب سے
اسفل ہے ۔ جس کے طالع کی حالت بلندی مین یہ ہو قیاس کرنا چاہیے کہ اتار اسکا کس درجہ ہوگا

فلک بسہو اگر راہ داد بر در کام ۔ کلید فتح بوی بستہ عہد سماری

اس بیت کا مضمون بیت گذشتہ کا تتمہ ہے یعنے آسمان میرے طالع کو مطلب کے دروازے تک
نہین پہونچاتا اور اگر بھولے سے پہونچا بھی دیا تو کنجی اوس دروازے سے کبھی بدی ہوگئی کہ ہرگز نہ کھلے

دلم چون شکایت ز غم تہی نشود ۔ چو نظم من ز معانی بسعی ایثاری

عام نسخون مین نثاری لکھا ہے اور وہ صیغہ مبالغہ ہے نثر سے جو نثر لکھنے کے معنی مین ہے یعنے
دل شکایت کرنے کے سبب غم سے خالی نہین ہوتا جسطرح میری نظم نثاری کی سعی سے
خالی معانی سے نہین ہوتی ہے یعنے خواہ کسیقدر شعر کہون ذہن میرا نظم مین معنی سے کمی نہین
کرتا اسی طرح خواہ کسی قدر غم کی شکایت کرون دل غم سے خالی نہین ہوتا دو ایک نسخہ مین
بجاے لفظ نثار کے ایثار بمعنی ریختن لکھا ہے اور یہ نسخہ بہت وجیہ ہے (از مترجم شارح کی
تفسیر ثانی مین لفظ شعر بجاے لفظ نثر سہو کاتب سے ہے اور نسخہ عام نثاری راجح ہے بسبب
ایثاری جسکو شارح نے وجیہ لکھا اسواسطے کہ اول ایثار مصدر خود ہے ضرورت یاے مصدری
نہین اور اگر زاید تصور کرین تو شان مصنف سے بعید ہے اور اس نسخہ کے اختیار مین
لفظ سعی بیکار ہوا جاتا ہے بیت

بزیر تیغ بلا کم ز بار درد رواست ۔ کہ بار منت مردن کشم بسر باری

لفظ روا کا ذکر اس بیت مین مثل شکایت طالع کے ہے اور سرباری اُسے کہتے ہین کہ جو
سر پر بوجہ رکھین اور اُسکو عربی مین علاوہ کہتے ہین یعنے مین درد کے بوجہ سے مرا جاتا ہون
ای موت کے درپے ہون کچھ مضایقہ نہین کہ بار احسان مرگ کا بھی علاوہ اُسکے اٹھاؤن

مرنے سے مجھے کیا نفع تھا کہ منت مرنے سے نفع ہوگا اور ہو سکتا ہی کہ ذکر روا کا مرنے پر خوشی ظاہر کرنے کی غرض سے کیا ہو یعنے سزاوار ہی کہ مر جاؤن اور مرنے کے احسان کا بوجھ بھی علاوہ اپنے سر پر یون یہ تقریر فائدہ مرنے کی رو سے دیتی ہی واللہ اعلم - (از مترجم - توجیہ ثانی راجح ہی اسواسطے کہ بار درد کی تکلیف سے قائل خواہشمند موت کا ہی اور چونکہ موت کے ذریعہ سے نفع خلاص کا بار درد سے متصور ہی تو موت کا بار احسان سر پر لینا روا ہوا) قطعہ

ہمیشہ تا نفس گرم نیکبختان ہست　　بیک لباس درون با اجابت باری
حسود جاہ تو باد از رحمت یزدان　　چنان بعید کہ ناقوسیان زناری

یہ قطعہ جملہ شرطیہ ہی یعنے جب تک کہ نیکبختون کی دعا اجابت جناب باری عز اسمہ کے ساتھ ایک لباس مین ہو یعنے جیسے کہ یہ لوگ دعا کے ساتھ سانس کھینچین ویسے ہی شرف قبول اُسے حاصل ہو تیرے مرتبہ کا حاسد رحمت خدا سے ایسا دور رہے کہ سنکھیا جنیو والے یعنے کفار دور ہوتے ہین —

قصیدہ در منقبت مدینہ علم گفتہ ۵

ای مرتفع ز نسبت ذات تو شان علم　　کلک گہر فشان تو رطب اللسان علم

یہ قصیدہ روشن مدینہ علم کی تعریف مین لکھا ہی کہ تحت الثرے سے لامکان تک سب اُسکے علم کے ہین یعنے ای ممدوح شان علم کو تیرے ذات کی نسبت سے بلندی حاصل ہی اور موتی بہانے والا قلم تیرا علم کے وصف مین شیرین زبان ہی - (از مترجم - رطب اللسان کی ترکیب سے استعارہ بالکنایہ قلم کے واسطے مستنبط ہی نہ فائدہ اُس مفہوم کا جسکی نظر سے شارح وہان علم تشبیہاً لایا فافہم) بیت

ای ساکنان مصر معانی بحسن خلق　　نادیدہ یوسفی چو تو در کاروان علم

وہ قافلہ کہ یوسف علیہ السلام کو کنعان سے مصر مین لیگیا تھا مصنف نے اپنے مطلب کے اظہار مین اُس قصہ کی طرف اشارہ بطور تلمیح کیا ہی یعنے ای ممدوح اہل معانی نے کوئی یوسف تیری خوبی کے ساتھ علم کے قافلہ مین نہین دیکھا کاروان علم مین اضافت بیانی ہی اور مراد کاروان سے خود علم ہی مصرع اول کی شروع مین ای کا لفظ ممدوح کی ندا کے لیے ہی یا اظہار کے لیے بیت

سلک عقول و نظم جواہر بباد رفت　　تا صیت گوہر تو برآمد ز کان علم

ارباب علم پر پوشیدہ نہین کہ دوسرے مصرع مین لفظ تا ابتداے مدت کی غرض سے ہی اور مفہوم اُس مصرع کا مبتدا اور مفہوم مصرع اول خبر اُسکی کہ مقدم واقع ہوئی یعنے جب سے تیری ذات کے

گوہر نے بہانے ای ممدوح اشتہار خروج کا کان علم سے دیا ہی عقول کی لڑی اور جواہر مجرد کی نظم
کہ پاکیزگی مین مشہور ہین ضائع ہو گئی ۔ (از مترجم ۔ مصرع ثانی جملہ فعلیہ شرط ہی اور مصرع
اول فعلیہ جزا اُسکی ۔) بیت

پیش از وجود صلب فلک بود ذات تو — در بطن صنع نادرہ زا توامان علم

یعنے آسمان کہ باپون کا بھی باپ ہی اور جو پیدائش کہ موالید ثلاثہ سے ہوتی ہی اُسکی پشت سے
نکلتی ہی پس ذات ممدوح کے تقدم کی صفت مین کہتا ہی کہ فلک کے وجود لینے سے پیشتر ای
ممدوح تیری ذات صنع الہی کے شکم مین علم کی توامان یعنے جوڑوان تھی ۔ بیت

دست مجردات ستون زنخ شود — آنجا کہ فطرت تو زند سایبان علم

ارباب علم پر پوشیدہ نہین کہ مجردات عقول عشرہ کو کہتے ہین اور دست در زیر زنخ ستون کردن
کنایہ ہی حیران ہونے سے اسواسطے کہ حیرانی کے وقت اکثر ہاتھ کو ٹھوڑی تلے رکھتے ہین خلاصہ یہ کہ
جہان تیری عقل سائبان علم کا تانتی ہی عقول عشرہ حیران ہو جاتی ہین ۔ بیت

ذات تو اعتدال و سلیمان مزاج عدل — عقل تو مغز و جوہر کل استخوان علم

کلمہ ذات تو مبتدا اور لفظ اعتدال اُسکی خبر اسی طرح سلیمان مبتدا اور مزاج عدل اُسکی خبر ہی حاصل
کہ مزاج کا قیام اور استقلال اعتدال سے ہی پس سلیمان علیہ السلام بذات خود مثل مزاج عدل کے
ہین اور تیری ذات مبارک ای ممدوح اعتدال ہی کہ موجب قیام سلیمان ہی اور یہی ترکیب دوسرے
مصرع مین ہی ۔ (از مترجم ۔ تفصیل یہ ہی کہ سلیمان علیہ السلام کو جو عدل مین مشہور ہین مصنف نے
مزاج عدل سے تشبیہ دی اور مزاج کا قیام اعتدال سے ہوتا ہی جسکے ساتھ ممدوح کو تشبیہ دی
اور ماحصل یہ ہی کہ سلیمان ع م مزاج عدل ہین اور مزاج حسب قاعدہ محتاج اعتدال قیام مین ہی
اور ای ممدوح تیری ذات اعتدال ہی نتیجہ یہ ہوا کہ عدالت مین سلیمان کو قایم رہنے مین احتیاج
تیرے ذات کی ہی جسطرح مزاج کو اپنے قیام مین اعتدال کی حاجت ہی اور اِس سے فضل اور
ترجیح ممدوح سلیمان علیہ السلام پر ظاہر ہی) بیت

بر گوش فطرت تو ز اول نفس شمرد — ہر نکتہ کہ داشت لب استان علم

علم معنی کے نکتہ سنجان پر معنی بیت ظاہر ہین یعنی جو نکات دقیق کہ لب تقدیر داستان علم سے
رکھتا تھا اول ہی تیرے گوش فطرت مین ای ممدوح ڈالدئے یعنے تیری فطرت کو سکھلا دئے اس
مقام پر لفظ تقدیر جو کہ مضاف الیہ لب کا ہی محذوف کلام سے ہی (از مترجم ۔ میرے نزدیک

تقدیر لفظ تقدیر کی لب مضاف اور داستان علم مضاف الیہ کے درمیان درست نہین ہی
اسواسطے کہ یہ تقدیر مصنوع طبعی ہی نہ حسب قاعدہ نحوی اور تقدیر لفظ کا جواز نہ اسطرح ہوتا ہی
کہ بیان ہوا جیسا کہ اہل فن پر روشن ہی حالانکہ بدون تقدیر کسی لفظ کے معنی درست
ہوسکتے ہین اسطرح کہ اضافت لب کی طرف داستان کے اضافت سبب کی ہی طرف مسبب کے
اور اضافت داستان کی جانب علم کے اضافت لامی ہی یعنے علم کا لب داستان کو جو نکات
اپنے اندر کہنے کے لیے مہیا رکھتا تھا تیری فطرت کے گوش مین ایک ایک کرکے سنا دیے
اور اب کوئی نکتہ اور دقیقہ علم کے لب مین باقی نہین جسکو تو نجانتا ہو گویا کل معلومات کو تجھے علم نے
پہلے ہی بار بتلا دیا **ابیات**

آنجا کہ دانش تو نہد رسم تقویت	ای آیت شعور تو نازل بشان علم
دست ضعیف جہل کہ در آستین شکست	از عقل اولین برباید عنان علم

یا یہ شناسان دانش و جہل کے ذہن پر اس قطعہ کے معنی عیان ہین کہ بیت اول کے مصرع
اول کا مفہوم موضع مبتدا مین ہی اور مصرع ثانی کا مفہوم جملہ معترضہ — اور جملہ معترضہ کی تقریر یعنی
یہ کہ جس چیز کی شان مین آیت نازل ہو وہ چیز مقدر بہ ہوتی ہی پس علم کا اعتبار تیرے شعور سے ہی اور بیت
ثانی کے مصرع اول مین دست موصوف اور ضعیف صفت اسکی ہی اور اضافت دست ضعیف مجموعہ
مرکب کی جانب جہل کے اضافت لامی ہی — اور ممکن ہی کہ ضعیف سے شخص مراد ہو جو زبون جہل ہی
اس صورت مین اضافت لامی کہینگے مگر ارادہ اول کسی قدر مناسب ہی اور دست فاعل فعل شکست کا
اور تمامی کلام اس مصرع کو رسم کلام کہتے ہین اور مصرع ثانی کا مفہوم خبر اسکی ہی — یعنے جہان کہ تیری
عقل عالم کی تقویت کرے جہل کا ٹوٹا ہاتھ جو آستین سے نہین نکلتا عقل اولین سے عنان علم کھینچ
لیتے اسیر غالب آوے (از مترجم) مفہوم مصرع اول بیت اول کا مبتدا نہین ہی بلکہ جملہ فعلیہ شرطیہ ہی
اور بیت ثانی جزا اوسکی اور مصرع ثانی بیت اول جملہ معترضہ نہین ہی جیسا کہ شارح نے لکھا بلکہ جملہ ندائیہ
کہنا چاہیے تقدیرا کہ حرف ندا مقید معنی ندائی ہی اور منادی آسمین مرکب تام ہے کہ بجاسے خود ایک جملہ
اسمیہ ہی اور دست ضعیف جہل مین دونون ترکیب شرح شارح علیہ الرحمہ ممکن ہین لیکن بیان اضافت
جو شارح نے کیا قاصر ہی اور دونون ترکیب کے بیان مین اضافت لامی کہنا سامع کے لیے موجب
التباس اور شک کا ہوتا ہی پس ایسا بیان جسمین شبہہ نہ پیدا ہو اور دونون ترکیب کی صورتین جدی اگانہ
اور اضافت مین تفاوت واضح ہو یہ ہی کہ صورت اول مین دست موصوف اور ضعیف صفت

اُسکی اور کسرہ دست مین کسرہ موصوف کا جانب صفت کے ہی جسے کسرہ توصیفی کہتے ہین اور دست
ضعیف مجموعہ مرکب اضافی کی اضافت جانب جہل کے اضافت لامی ہی اور صورت دوم مین یعنے
جب کہ ضعیف جہل سے مراد ایسا شخص لین کہ زبون جہل ہی بجای کسرہ توصیفی دست کی اضافت
جانب ضعیف کے اضافت لامی ہوگی اسواسطے کہ اب ضعیف صفت دست نہین ہی اور اضافت
ضعیف کی جانب جہل کے اضافت مفعول ہی جانب فاعل کے اور اُسکا بیان شرح مین چھوٹ گیا
اور واضح ہو کہ صورت ترکیب ثانی ترکیب اول سے اولیٰ ہی اسواسطے کہ اسمین تقابل جہل کا علم سے
قائم رہتا ہی ابیات

گر صنع ایزدی ز ازل مصلحت نداشت تا ساز د امتیاز تو خاطر نشان علم
الا در آستان حریم فطانتت ذیل ملازمت نزدی بر میان علم

ساز د فعل اور صنع الٰہی فاعل اور امتیاز مفعول اور الا حرف استثنا اور مفہوم بیت اول مستثنیٰ منہ
اور دامن بر میان کسی زدن عبارت ہی اُسکے مستعد کرنے سے کسی فعل کی طرف یعنے صنع الٰہی کو
پہلے سے اگر اسکی مصلحت نہوتی کہ تیری امتیاز علم کو سمجھا دے کہ مادہ علم مین ممدوح کے سوا کوئی
متمیز اور ممتاز نہین ہی تو علم تیرے حریم دانائی کے آستان کے سوا دوسرے کا ملازم نہوتا یعنے
دوسرے کسی کو علم روزی نہوتا اور اس صورت مین تیرا امتیاز بکیفت علم ہونا ای ممدوح غیر معلوم
رہتا اسواسطے کہ تمیز ایک چیز کی جو دو طرف مین متحقق ہو بمقتضاے الاشیاء تعرف باضدادہا نہین
پائی جاتی پس علم اوروں کو بھی نصیب ہوا اور اس تمیز نے صورت دکھلائی کہ تیرے علم کو کسی کا
علم نہین پہونچتا۔ (از مترجم الا حرف استثنا مفید معنی حصر ہی اور چوتھا مصرع جو مستثنیٰ منہ ہی اسکے
متعلق سا اور مصرعین اخیرین جزا اور مصرعین اولین شرطا اور قطعہ جملہ شرطیہ ہی) ابیات

روزی ز روی نسبت اجزا ز یکدگر ترتیب دادمے بہ تصور جہان علم
در دل فتاد سایۂ طبع بلند تو گفتم کہ این سزد بصفت آسمان علم
آشفتہ گشت طبع غیورم کہ ہان خموش زین پس غلط مکن کہ بلند ست شان علم
گر سایۂ طبیعت او مہبطش ہست آن ذرہ وہ مے سزد کہ شود لامکان علم

اس قطعہ چار بیت کے معنی یہ ہین کہ جس روز خیال کے میدان مین کمونات معنی کی تکوین سے
علم کے اجزا کو فراہم کرکے مین ترتیب دیتا تھا اور جہان بناتا اور آراستہ کرتا تھا اور آسمان سکے
لیے درکار تھا کہ دفعتہً میرے دل مین تیری طبیعت بلند کا سایہ پڑا مین نے کہا کہ یہ سایہ بلندی کی

راہ سے اُس جہان کا آسمان ہو تو مناسب ہی میری غیرت مند طبیعت برہم ہو گر بولی کہ بعد ازین غلطی
کرنا کہ علم کی شان بلند ہی اسواسطے کہ تو نے علم کی شان کو ایسا بلند جانا کہ جہان علم کے لیے آسمان
سایہ طبع ممدوح کو تجویز کیا اور تو نہین جانتا کہ اُسکے سایہ طبیعت کے لیے فرودگاہ ہی نہین اور بالفرض
اگر کسی محل پر اُترے تو وہ اُسکی سزاوار ہی کہ لامکان بنایا جاے اور بیت سوم کے مصرع دوم مین
زین پس کی جگہہ زین پی بھی دیکھا گیا اُسکے معنی بھی بعد ازین کہ سکتے ہین جیسے کہ لکھے گئے اور معنی
پی کے سراغ ہین اور مشارالیہ لفظ ازین کا وہ کلام ہی کہ بعد کاف بیان کے بلندست شان علم
واقع ہوا واللہ اعلم (از مترجم۔ نسخہ زین پی غلط مکن کہ بلندست شان علم مشہور اور راجح ہی
اور زین کا مشارالیہ شارح نے بیان کر دیا اور پی غلط کردن اصطلاح مشہور ہی اور ذروہ بالفتح
والکسر بالای ہر چیز و بالاے کوہان کذا فی المنتخب

قصیدہ در نعت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم بیت

آنکہ گر رخش بر افلاک جہاند گردد پشت نسر فلک از نقش سمش سینۂ باز

یہ قصیدہ نعت مین جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے عرض کیا معنی بیت یہ ہین کہ
ممدوح وہ ہی کہ اگر گھوڑا اپنا آسمان پر پھیرے اور اُسکو جولان دے گرگس آسمان کی پیٹھ اُس گھوڑے
کے سم کے نقش سے سینۂ باز یعنے دو رنگ ہو جاے اور اس سے یہ قصد کیا کہ کرگس فلک
جو آٹھوین آسمان پر ایک ستارہ ہی اُسکی پشت سم کی خراش سے دو رنگی حاصل کرے مقصود
یہ کہ اُس گھوڑے کے سم کی صلابت آٹھوین آسمان پر یہ کام کرتی ہی اور کرگس اور باز مناسب
الفاظ ہین اور بجاے نسر بعضے نسخون مین لفظ شیر بھی دیکھا گیا اس صورت مین اضافت
لامی کے اعتبار سے شیر فلک یعنے برج اسد کی پیٹھ سم کے صدمے سے نخ کردہ رنگ ہو جاے گی بیت

آنکہ گر افعیٔ رمحش رود اندر تہ خاک دل محمود برون آورد از زلف ایاز

محمود کا دل زلف ایاز سے ایسا نہین اولجھا ہوا ہی کہ اسکے علاحدگی جو وہان سے بحالت
حیات محال تھی مرنے کے بعد ممکن متصور ہو اور اب دونون خاک مین دفن ہین اُسپر
نظر کر کے کہتا ہی کہ ممدوح کے نیزہ کا افعی اگر خاک کی تہ مین گھس جاے محمود کے دل کو کہ اُسکا
زلف ایاز سے نکلنا از قبیل محالات ہی باہر نکال لاے یعنے امر محال کو موجود کر دے۔ نیزہ کو
افعی سے اسلیے تشبیہ دی کہ خاک کے نیچے جانا افعی کا کام ہی اور نیزہ صورت مین افعی سے بہت

مشابہ ہے ۔ بیت

شعاع خاطر او راچہ شد ز چشمۂ مہر — گریۂ غایۂ او راچہ اثر خندۂ راز

مصنف خاطر ممدوح کی روشنی کی تعریف کرتا ہے اور لفظ چہ عنبر ترکیب مین سوال کے طریق پر ہے اور چشمۂ مہر اُسکا جواب ہے اور مصرع ثانی کی طرز ترکیب بھی مثل اول مصرع کے ہے یعنے جو کچھ اُسکا قلم لکھتا ہے تمام راز لکھتا ہے بیت

تا بدار نیر رایت تر زمین مرغا نرا — سایہ بر چشمۂ خورشید فتد در پرواز

قاعدہ کلیہ ہے کہ جب ہوا مین جانور اڑتا ہے سایہ اُسکا کہ نادر ہے زمین پر کہ کدورت رکھتی ہے آفتاب کی چمک سے کرتا ہے اور اس بیت مین روشنی راے کی تعریف ہے تو کہتا ہے کہ اگر تیری راے کا ستارہ چمکے آفتاب زمین کے موافق تیرہ اور مکدر نظر آئے اور زمین آفتاب کی مانند روشن ہوجاے اور سایہ مناسبت مذکور کی وجہ سے آفتاب کی طرف گریگا ۔ بیت

اعتبار صدف از نسبت دُرست بلی — انوری گر بود از منہ منم از شیراز

بیت کے معنی ظاہر ہین مگر ترکیب اسطرح کہنی چاہیئے کہ لفظ بلے اس دعوے کے قبول کرنے کے واسطے ہے جو صدر بیت مین ذکر ہوا اور مصراع ثانی کا مفہوم دلیل دعوے کی صورت ہے ۔ اور بعض نسخون مین بجاے لفظ بلے کے وُلے دیکھا گیا اس تقدیر پر تقریر اسطرح ہوسکتی ہے کہ اعتبار صدف کا موتی کی نسبت سے ہے مگر مین شیراز کے سیپ کا موتی ہون اور انوری منہ کانو کے سیپ کا موتی ہے اور اس صورت مین موتی کی قدر سیپ سے پیدا ہوئی اور نسخہ پہلا اور تقریر اُسکی بہتر ہے ۔

قصیدہ در منقبت شیر دلدل سوار سپہ سالار گفتہ ۔ بیت

این بار گاہ کیست کہ گوینہ نے ہراس — کای اوج عرش سطح حضیض ترا مماس

یہ قصیدہ تعریف مین شیر دلدل سوار سپہ سالار میدان کارزار امیر المومنین علی رضی اللہ تعالے عنہ کے عرض کیا اور تمہید اُسکے بارگاہ آسمان جاہ کی صفت مین کی ہے اور لفظ کای مصرع دوم از روی ترکیب حرف ندا ہے اور بارگاہ منادی اُسکا ۔ اوج عرش مبتدا اور مماس اُسکی خبر اور مماس کے معنی ایک دوسرے سے ملا ہوا اور سطح کے معنی بام اور معنی حضیض پستی بام ہے یعنے اے بارگاہ عالیجاہ عرش برین کی بلندی تیرے بام پست کو مماس یعنے لاحق ہے ۔ بیت

منقار بند کردہ ز پستی ہزار جا — تا اولین دریچہ آن طائر قیاس

یعنے قیاس کا پرند جو بلند پروازی مین مشہور اور معروف تھا اُسنے بارگاہ رفیع الشان کی پہلی
کھڑکی تک پہونچنے مین سستی اور تکان سے ہزار مرتبہ چونچ بند کرلی۔ بیت

ز سایہ اش لباس سیہ کرد از علو ❊ ز کردہ نور مہر زر اندودہ اش لباس

یعنے بارگاہ اسقدر بلند ہو کہ کسی چیز کا سایہ اُسپر نہین گرتا اسواسطے کہ بلند چیز کا سایہ پست چیز پر پڑتا ہے
اور بارگاہ سے بلند کوئی چیز نہین ہے اور آفتاب کی دھوپ اُسکے لباس کو زرین نہین کرتی اسواسطے
کہ فلک چہارم مقام آفتاب سے بالاتر ہے۔ بیت

گر بشنود نسیم ہوائے حریم او ❊ بر مغز نوبہار ہجوم آورد عطاس

بشنود فعل اور بہار مصرع دوم مین فاعل اسکی اور معنی بشنود کے ببوید یعنے اگر اُسکے ایوان کی
معطر ہوا کو بہار سونگھے تو اسکو چھینک پر چھینک آنے لگے اور عطاس بمعنی عطسہ ضمہ سے ہے بیت

معجونی از بلادت خصم و شعور اوست ❊ کیفیتے کہ کردہ قضا نام آن نعاس

معجون صیغہ اسم مفعول کا مشتق ہے عجن سے کہ خمیر کرنا معنے اُسکے ہین اور معجون وہ چیز ہے کہ دو یا زیادہ
چیز سے مرکب ہو پس دشمن کی حماقت اور کندذہنی اور اُسکے شعور سے ایک معجون طیار ہوئی کہ
قضا نے اُسکا نام نعاس یعنے اونگھ رکھا ہے۔ لفظ است کا پہلے مصرع مین فعل اور کیفیت فاعل
اُسکی اور نعاس بضم اول غنودگی اور اونگھ۔ (از مترجم) است فعل ناقص اور کیفیت موصوف
با صفت یا موصول مع صلہ یا بعد اُسکا اسم ہے اور معجون معہ متعلقات ما بعد اُسکی خبر ہے اسواسطے کہ
جب لفظ است تامہ ہو اسم اُسکا فاعل کہلاتا ہے اور ممکن ہے کہ کیفیت با متعلقات ما بعد مبتدا کیا جاے
اور لفظ معجون مع متعلقات خود اُسکی خبر اور لفظ است کا حروف روابط سے ہو بیت

با صیقل ضمیر تو چون عکس آئینہ ❊ مرئی شود ز ظل بدن صورت حواس

معنی یہ ہین کہ اگر تیرے دل کا صیقل کر بدن کے سایہ کی تیرگی دور کرے تو اُسمین حواس کی صورت
اسطرح ظاہر اور نمایان ہو کہ جیسے آئینہ مین عکس کسی چیز کا معلوم ہوتا ہے۔ ممدوح کی فطرت شخصی
کی نظر سے نمایش حواس بدن کے سایہ سے ارادہ کی کہ اسمین مبالغہ زیادہ ہے کسواسطے کہ حواس حق
بدن سے محسوس نہین ہوتے بدن کے سایہ سے محال ہین لفظ مرئی مفعول بمعنی دیکھے ہوئے کے
(از مترجم) میرے نزدیک توجیہ بیت کی یہ ہے کہ تیرے دل صیقل کر کے صیقل سے بدن کی
تیرگی جو مثل زنگ تھی اسقدر زدودہ اور دور ہوئی کہ بدن کے روشن ہونے کا تو کیا ذکر ہے بدن کے
سایہ سے سیاہی دور ہو کر ایسا مصفا اور مجلا وہ سایہ ہو گیا ہے کہ حواس موجودہ بدن سایہ بدن سے

الیسا [illegible] اور مرئی ہوتا ہے کہ جیسے آئینہ مین عکس نمودار ہوتا ہے اور اُسمین مبالغہ روشنی ضمیر کا زیادہ تر [illegible] توجیہ شارح کی اور اس توجیہ مین صیقل ضمیر کی جو بدن کی نسبت ہے خوبتر ہے بہ نسبت سایہ [illegible] توجیہ شارح مین ہے اسواسطے کہ دل اور اُسکی روشنی کو بدن سے زیادہ قرب اور تعلق ہے بہ نسبت سایہ بدن کے کما لا یخفی اور لفظ مرئی صیغہ اسم مفعول کا ہے مصدر رویت سے بمعنے دیکھے گئے کے مفعول ظاہر لفظ اسم سہو کاتب سے رہگیا ہے بیت

لیل و نہار صورت شان منعکس شود گر مہ ضیا کند ز ضمیر تو اقتباس

معنی [illegible] لفظ شان فارسی کے محاورہ مین ضمیر جمع ہے اور راجع اُس مرجع کی طرف ہے کہ مقتضی [illegible] کا ہے اور وہ بجز لیل و نہار کے نہین اور اس مقام پر ضمیر مذکور محل ہمدیگر مین واقع ہوئی ہے۔ معنی اسطرح کہ سکتے ہین کہ شب و روز ہمدیگر منعکس ہوجائین یعنے شب روز کو پیدا کرے اور روز حکم شب کا اگر چاند تیرے ضمیر روشن سے روشنی حاصل کرے یعنے چاند تیرے دل سے نور لینے کے سبب اس درجہ روشن ہوجاے کہ آفتاب اُسکے آگے چاند کے مثال نظر آئے اقتباس کے معنی چنا اور شک اس بیت کی عبارت مین مسامحت کو دخل ہوا اسواسطے کہ اگر تقدیر مصرع اول یہ ہوتی لیل و نہار نسبت ہم منعکس شوند مضائقہ نہ تھا۔ (از مترجم۔ اعتراض نادرست ہے اسواسطے کہ جمع مین احاد اور افراد معتبر ہین) — بیت

جاہ ترا سپہر سمندی بود کہ ہست از آفتاب شعشعہ در گردنش قطاس

یعنے مرتبہ تیرا ایسا بلند ہے کہ آسمان اُسکا گھوڑا ہے اور شعشعہ آفتاب سے اُسکی گردن مین قطاس زیبا اور سزاوار ہے۔ آفتاب شعشعہ محمول بر قلب ہے گیہان خدیو کے قبیل سے اور قطاس بضم اول چنور کہ ہاتھی گھوڑے کے سر پر لگاتے ہین اور بعض نسخون آفتاب و شعشعہ واو عاطفہ کے ساتھ ہے درین صورت معنی یہ ہوسکتے ہین کہ مشہور ہے زمان سلف مین چنور کے ساتھ ایک آئینہ اُسکی زینت کو لگادیا کرتے تھے اس حالت مین آئینہ چنور کے بالون مین بعینہ آفتاب اور شعشعہ کے مشابہ ہوگا اور بو فراس جو بیت آیندہ مین واقعہ ہوا نام شاعر ہے

قصیدہ در منقبت امیر خافقین ابو الحسنین کرم اللہ وجہہ بیت

منم آن سحر بیان کز مدد طبع سلیم بنود ناطقہ نام سخنم بے تعظیم

یہ قصیدہ منقبت مین امیر شرق و غرب حضرت ابو الحسنین رضی اللہ عنہ کے کہا اور تمہید اُسکی

اپنی فخر سے کی اور معنی بیت یہ ہی کہ مین وہ جادو بیان ہون یعنے ایسی باتین جادو کی بھری کہتا ہون
کہ قوت ناطقہ اپنی طبع سلیم کی مدد سے میرے سخن کا نام بلا تعظیم نہین لیتی بیت

منم آن مایۂ فطرت کہ گر انصاف بود — با وجودم نتوان گفت باندیشہ فہیم

عالی فطرتان منصف پر پوشیدہ نہو کہ ہر چیز سمجھنے کے لیے مبدء اندیشہ ہی اور مین وہ سرمایہ فطرت ہون
کہ جہان مین اگر انصاف ہو جب تک مین موجود ہون کوئی اندیشہ کو فہیم نکہے — بیت

گر بیاد سخنم عود بر آتش مانند — حشر اموات شود ہر طرف از نشر شمیم

اہل معنی جانتے ہین کہ اس بیت مین مصنف نے اپنے سخن کی تعریف مین مبالغہ کیا ہی یعنے اگر
میرا شعر جان بخش پڑھکر عود کو آگ پر رکھین تو اُسکی خوشبو جہان تک پہونچے مردے زندہ ہو جائین بیت

از حجاب سخنم بسکہ عرق داد برون — صورت شیشہ بر آورد زلال تسنیم

یعنے میرے سخن کی شرم کے سبب تسنیم سے جو بہشت مین ایک چشمہ ہی اسقدر پسینا نکلا کہ تسنیم کا
پانی شیشہ کی صورت بنگیا اسواسطے کہ شیشہ بظاہر پانی ہی اور حقیقت مین سنگ افسردہ تسنیم
جو آب رکھتا ہی گویا میری لطافت سخن کے آگے اُسکا عرق ہی ورنہ درحقیقت وہ بھی حباب کے
قبیل سے ہی (از مترجم) - زلال کے لفظ سے نکلتا ہی کہ تسنیم کو حجاب اور شرم شیرینی کلام مصنف سے ہی
گو لطافت بھی اُسمین شریک ہو جسکو شارح علیہ الرحمہ نے اختیار کیا ہی اور شیشہ کی صورت جو شفاف
اور اندر سے خالی ہی تسنیم کا بنجانا اس علت سے ہی کہ شرم سخن کی وجہ سے کہ تسنیم اُسکی شیرینی اور
لطافت کو نہین پہونچتا اسقدر پسینا لایا کہ اندر سے خالی ہو گیا — بیت

فوج فوج ست معانی بدلم در پرواز — ہمچو مرغان اولی اجنحہ در باغ نعیم

یعنے میرے باغ دل مین فوج کی فوج معنی کے پرند پرواز کرتے ہین جسطرح باغ بہشت مین مرغان
اولی اجنحہ خواہ ملائکہ مقدسہ مراد ہون یا کہ ارواح اولیاء اللہ بیت

غنچہ از نسبت سحبان بسخن عار کند — گر کنم طرز سخن باد صبا را تعلیم

اہل فصاحت پر اس بیت کے معنی پوشیدہ نہین کہ از روے ترکیب مصرع ثانی کا مفہوم کہ شعر
مقدم ہی حاصل معنی یہ کہ باد صبا جو مربی شگفتگی اور شادابی غنچہ کی ہی طرز سخندانی مجھسے سیکھے
اور تعلیم پاوے اور بعد ازان غنچہ کو شگفتہ کرے تو غنچہ خوش بیانی مین یہ صفت پیدا کرے
کہ سحبان کی نسبت سے جو مشہور فصیح ہی عار اور ننگ کرنے لگے — بیت

آن خردمند حکیم کہ لب بانہ عقل — گیرم اندر حرم جو بر گل نبض سقیم

شناسان سخن پر مخفی نرہے کہ جوہر گل کنایہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ہے جیسا کہ اس کتاب مین بار بار لکھا گیا چونکہ امتزاج اور آمیزش عناصر کے میل سے منزہ اور تبرا ہی بس سقم کو جو اختلاف عناصر کا نتیجہ ہی اُسکے محل مین کہان دخل ہو اسواسطے مصنف کہتا ہی کہ مین وہ دانا حکیم ہون کہ مجھسے جبرئیل معالجہ فطرت کا چاہتا ہی جسکی فطرت علیل تھی خلاصہ یہ کہ میری دانش کو جبرئیل نہین پہونچتا اور لطیفے اسلاح تعریف کرتے ہین کہ کسی حکیم کا کام نہین ہی کہ جبرئیل علیہ السلام کے حضور مین مریض کے معالجہ مین جرات کرے اور مین وہ حکیم ہون کہ اُسکے گھر مین علاج کرنے پر سبقت کرتا ہون اور حرم جبرئیل مین بیمار جسمانی کے فرض کرنے سے تفاوت بین المعنین ظاہر ہی بیت

گر بازیچہ شوم ملزم ارباب کلام خندۂ جوہر فرد است دلیل تقسیم

جوہر شناسان سخن پر پوشیدہ نہین کہ اس بیت مین مضمون بطریق کلام محکی اور مروی کے ہی یعنے حکایت کرتا ہی کہ متکلمین جزو لایتجزی کے اثبات اور حکما اُسکے ابطال پر دلائل اور براہین قاطع لاتے ہین چنانچہ کتب مطول اور مختصر عقائد اور حکمت اُنسے مملو ہین اور ترکیب بیت یہ ہی کہ مصرعہ اول جو متضمن شرط ہی مبتدا اور مصرع دوم کہ جزا کو شامل ہی خبر ہی اور بازیچہ وہ چیز ہی کہ لڑکے اُس سے کھیلین اور ملزم اسم فاعل ہی باب افعال سے بمعنی الزام دینے والے کے اور جوہر فرد متکلمین کے نزدیک وہ جزو ہی کہ تجزیہ کو قبول نکرے اور معنی بیت یہ کہ قطع نظر دلائل صحیحہ اور علل معتبرہ سے اگر متکلمین کو بازی اور کھیل کو دمین الزام دینا چاہون جوہر فرد کہ شدت تنگی کے سبب دہان معشوق سے کنایہ ہی اور جمہور کے اتفاق سے مصداق جزو لایتجزی مشہور ہی اُسکا خندہ تجزیہ پر دلیل واضح ہی واللہ اعلم بیت

زہر خندی کند ار چشمۂ طبعم بہ بہشت در دکان حلاوت نکشاید تسنیم

چاشنی یافتگان سخن پر پوشیدہ نہو کہ مصنف اپنی شیرینی طبیعت کی تعریف مین مبالغہ کرتا ہی اسطرح کہ اگر چشمہ میرے شیرین طبیعت کا بہشت پر زہر خند کرے وہ زہر خند اسقدر شیرینی دے کہ تسنیم چشمہ بہشت اُسکے آگے شرمندگی سے دکان نہ کھولے بس اُسکے شکر خند کو یہین سے قیاس کرنا چاہیے کہ کس درجہ ہوگا بیت

با من از جہل معارض شدہ نا منفعلے کہ گرش مدح کنم این بودش مدح عظیم
کہ بصد قرن دگر امر بدیہی نکند عقل اول بہ براہین شنیدنش تفہیم

اس قطعہ کے معنی بدیہی ہین کہ چندان محتاج شرح نہین منفعل لغت مین وہ ہی کہ دوسرے سے اثر قبول کرے اور نا منفعل جو ایسا نہو اور ویسا ہی رہے جیسے بعض سپاٹ کہتے ہین کہتا ہی کہ مجھسے

ہکو ہر کی جز با دکان
اسقدر رکھا

براہ جہالت ایک نامنفعل مزاحم اور مقابل ہوا کہ اگر اُسکی مدح کہون اسطرح پر تو اُسکے لیے بڑی
تعریف ہو کہ سو قرن کی مدت مین امر یہی کہ بے دلیل ظاہر ہے عقل اول باوجود قوت تفہیم لائق حکم
سے نہ سمجھا سکے ۔ از مترجم ۔ مصرع ثانی مین نسخہ [illegible] مصرع اول مشہور ہے اور اس صورت مین
بیت ثانی دلیل ہوگی اُس دعوے کی جو مصرع دوم [illegible] بیان مدح کا جو نسخہ متن کی رو سے ہی بیت

آنکہ با مرتبۂ ہمت او اوج حضیض — [illegible] دے اندیشہ جسیم

یعنے اُس بادشاہ کی بلند ہمتی اُس مرتبہ ہے کہ بلندی اُسکے [illegible] اور اُسکی طبیعت پر لطافت اور ذکاوت
کے سامنے اندیشہ مین کثافت اور جسامت ہے از روی ترکیب اوج مبتدا ہے اور حضیض اُسکی خبر ہے اور اسی طرح
ترکیب مین کلمہ اندیشہ اور جسیم ہے ۔ بیت

آید از دور چو سیلاب سیاہی بنظر — متأثر شود از برق عتابش چو نسیم

ترکیب مین آید فعل اور نسیم فاعل جو دوسرے مصرع مین ہے فاعل اور سیلاب سیاہ مشبہ حسی بصری
اور نسیم مشبہ جسے عقلی کہ بیشتر اُسکو اثر برق عتاب سے حسے قرار دیتا ہے اور اُسکو استعارہ تخییلیہ کہتے
ہین اور لفظ شود کا مصرع دوم مین فعل اور برق عتاب کہ اضافت بیانی کے اعتبار سے ہی عتاب
مراد ہے فاعل اُسکا یعنے اُسکے غضب کی بجلی سے نسیم جو ہوائے لطیف ہے اثر قبول کرے تو وہ جلکر سیاہ ہوجائے
پھر جلنے مین ایک سیلاب سیاہ نظر آوے جلی ہوا کے بہنے کو کالی سیلاب کا چلنا خیال خوب ہے ۔
از مترجم ۔ برق عتاب مین اضافت تشبیہی ہے اور سوزش اور حرارت وجہ شبہ ہے نہ کہ اضافت بیانی ہے

چشم اشہل بصفت دیدۂ احول گردد — گر حسام تو نگاہش بشگافد بدو نیم

چشم اشہل وہ ہے جسکی پتلی سیاہ اور روشن ہو اسواسطے کہ ولایت مین شہلا وہ نرگس ہے کہ زردی کے
بجاے اُسمین سیاہی ہو نظر بران چشم سیاہ کو کہتے ہین اور یہ افعل التفضیل نہین ہے کسواسطے کہ اخوات اور
امثال اُسکی نظر سے نہین گذرے بلکہ فارسی مین اس وزن پر مستعمل ہے اور احول جو ایک کو دو دیکھے
اور خلاصہ یہ کہ ممدوح کی تلوار موشگاف چشم اشہل کی نگاہ کو کاٹ کر دو ٹکڑے کر ڈالے تو چشم اشہل دو
مین ہو جاے ۔ از مترجم ۔ قاموس مین ہے اشہل محرکۃ والشہلۃ بالضم اقل الزرق فی الحدقۃ و
احسن منہ ان تشوب الحدقۃ حمرۃ ولیست خطوطا کالشکلۃ ولکنہا قلۃ سواد الحدقۃ حتی کانہ یضرب الی الحمرۃ
شہل کفرح واشہل اشہلالا والنعت اشہل وشہلاء بیت

گر بعمان نگرد رای تو در بیناے — نائب مردمک دیدہ شود دُرّ یتیم

رای ممدوح کی تعریف مین مبالغہ کرتا ہے کہ اگر رای تیری دریاے عمان یعنے سمندر کی جانب نظر فرمائے

ہوتی اِس درجہ روشن ہوجاے کہ بینائی اسمین تیلی کی نیابت کو سزاوار ہو اور اسمین یہ رمز ہے کہ گور غیر نور خواب
چشم ہے - بیت

ہر کرا ضربت گرز تو درآید بضمیر — در بدنہا شود از ضربت او عظم رمیم

یعنے جس کسی کے خیال مین تیرے گرز استخوان شکن کی ضرب آوے اور سایہ اُس خیالی ضرب گرز کا
لوگون پر پڑے تمام ہڈیان اُسکی پس جائین بیت

شبہہ نیست درین واقعہ کاصحاب بہشت — من و سلوی نفروشند بر قوم ذمیم

اور یہ بیت قطعہ بند بیت اول کی ہے (از مترجم - بیت اول یہ ہے - بیت

کی دہند اہل محبت نعم لطف ترا — کہ ستانند عوض مائدہ باغ نعیم ترا

اور ذکر اسکا یہ غرض ہے کہ اصحاب کا لفظ جو پہلے مصرع مین فاعل ہے اور نفروشند دوسرے مصرع مین
کہ موخر واقع ہوا مقتضی اسکا ہے کہ فعل بصیغہ جمع لانا جیسے کہ فارسی مین فعل تثنیہ او جمع کا آتا ہے اور مفرد بھی
لاتے ہین پس جائز ہے کہ فعل مفرد ہو اور فاعل بصیغہ تثنیہ و جمع لادین اور ممکن ہے کہ تاویل جمع کی بلفظ واحد کرین
اور نظر اسکے معانی سے اُٹھالین اور جمع کا لفظ مفرد کی جگہ مذکور کرین چنانچہ شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے صم بکم
بجاے اصم و ابکم کے استعمال کیا ہر چند متاخرین اسکی رعایت کم کرتے ہین - (از مترجم شارح علیہ الرحمہ سے
ان توجیہات کا لانا محل تعجب ہے اسواسطے کہ نفروشند کا لفظ مصرع ثانی مین خود بصیغہ جمع ہے نہ بصیغہ مفرد
جسکے لیے ضرورت توجیہ و تاویل کی ہوتی اسکے علاوہ سند مین لانا صم و بکم کا بجاے اصم و ابکم کے
اس مقام پر عجیب تر ہے) بیت

داورا بہر ثناے تو ہمین تعریف بست — کہ عدیم ست عدیلت چو خداوند علیم

اس مین حرف الف جو لفظ داور کے ساتھ متصل ہے اظہار عرض کے واسطے ہے ندا کے لیے مقصود
نہوتا کہ مراد پر زائد نہو جاے اور اس لاف کی تحقیق مین شارحین نے بہت کچھ لکھا ہے - بیت

آنکہ از روضہ لطف تو شود فیض پذیر — کہ بود غیرت فردوس ز بس ناز و نعیم ×

گر بشمشیر سیاست بدو نیمش سازند — نشود تا ابدش سلب حیات از ہر نیم

بیت اول کا مصرع دوم جملہ معترضہ ہے اور اسکو حشو متوسط بھی کہتے ہین یعنے جسنے تیری مہربانی کے
باغ سے فیض حاصل کیا ہے اور وہ باغ ایسا ہے کہ بہشت کو اُسکے ناز و نعمت سے رشک ہوتا ہے اگر
اُسکو سزا کی تلوار سے دو ٹکڑے کر ڈالین تو اُسکے ہر ٹکڑے سے حیات کا قطع محال و ممتنع ہو حال
آنکہ وہ ٹکڑے ہونے کے بعد زندگی محال ہے اور یہان ہر ایک ٹکڑے کو جو دو عالم کا حکم ہوگا

ای کہ در عالم اجسام حکیمانہ اگر — رفع افساد عوارض کنی از طبع سلیم

تعریف

گفتگوئے کہ بتان را بہ نگہ سے باشد — پیشتر از دل عاشق شنود گوش صمیم

معنی اسکے ارباب حکمت پر پوشیدہ نہین اور وہ یہ ہین ای ممدوح اگر جان ابدان مین حکیمون کی طرح
اپنی طبیعت صحیح سے تو بیماریون کے فساد کو دور کرنا چاہے تو جو بات چیت معشوق لوگ نظر کی زبان
کرتے ہین اور عشاق باہمی مناسبت اور محرمیت سے سن لیتے ہین بہرے تیرے لوگ عاشقون کے
دل سے پیشتر اُس گفتگو کو سماعت کرلین حاصل یہ کہ بہرے اعلے درجہ کے کان والے اور شنوا ہوجائین

ای کہ بانسبت سیر فلک عزم تو چرخ — سنے نصیب از حرکت آمدہ چون حلقہ میم

خط ثلث مین میم کے سرے کو گول لکھتے ہین اور سفید نقطہ اُسکے بیچ مین چھوڑتے ہین اسلیے
حلقہ میم اسے کہتے ہین لیکن اور حرفون کے دائرہ برابر اُسے حرکت نہین ہے اسلیے کند ہی اور کمزور ہی ہین
مشبہ بہ آسمان کا مقابل سیر عزم ممدوح کے ہوا ہے

آسمان نہین حصر شکوہ تو کند — درمیان گیرد اگر دائرہ را نقطہ جیم

یہ کلام تعلیق المحال بالمحال ہے یعنے نوان آسمان جو تمام دنیا کو گھیرے ہوے ہے تیرے شکوہ پر انبوہ کو
حاوی ہو اگر جیم کا نقطہ جیم کے دائرہ کو کہ محیط اس نقطہ کا ہے احاطہ کرے یعنے یہ محال ہے تو وہ بھی محال
اور ناممکن ہے

ابیات

شکر للہ کہ از ان جمع نیم گرچہ زمن — ہمہ اقوال قبیح آید و افعال ذمیم

خود داری

کہ بصد حیلہ اگر راہ کنم در بزمے — دلم از غصہ شود ہمچو دل پستہ دو نیم

گرچہ معنی کنم از سفلہ نہادان تاخیر — ورچہ بر صدر نشینان بنہایم تقدیم

ان تینون بیت کے معنی ایک دوسرے سے ملے جلے ہین اور مصنف نعمت کا شکریہ جناب
الٰہی مین ادا کرتا ہے یعنے اللہ تعالی کا شکر ہے مین اُس گروہ سے نہین ہون ہرچند کہ مجھسے برے فعل
سرزد ہون کہ سو مکر چکر سے اگر کسی مجلس مین پہونچون گو میری عادت کسی مجلس مین جانے کی
نہین ہے اگر جاتا ہو بھی تو میرا دل رنج کے مارے بیتاب ہوجاوے کہ کسواسطے دنیا کے سفلہ لوگون سے
پیچھے رہون اور کس لیاقت کے برتے پر جان سکے مسند نشینون سے نہ بڑھکر بیٹھون سا سو اسلیے
کہ اُس جماعت مبتلاے بلا کا حال یہ ہے کہ جب کہین جائین تو پیچھے بیٹھنے مین اپنی ذلت سمجھتے ہین اور
مسند نشینون سے بڑھ چڑھ کے نہین بیٹھتے کہ اتنی لیاقت نہین اور اسی افسوس مین رہتے ہین
اور بعضے نسخون مین بجاے بنہایم کے نشایم دیکھا گیا درین صورت تقریر اسطرح ہوسکتی ہے

اور دنیا کے صدر بیٹھنے والون پر کس وجہ سے بڑھکر نہ بیٹھون اور یہ ثبوت رنج کے لیے سب قریب ہی
کہ سفلون سے اگر نیچے بیٹھون تو مرتبہ میرا گھٹتا نہین اور شرفا لوگون سے اونچا رہون تو کچھ رتبہ میرا بڑھتا
نہین پس مین ان لوگون سے نہین کہ ان باتون کا منصوبہ باندھا کرون

قصیدہ در مدح شاہزادہ سلیم گوہر دیہیم

صباح عید کہ در تکیہ گاہ ناز و نعیم — گدا کلاہ نمد کج نہاد و شہ دیہیم
نشاط طبع بحدے کہ نشنود دانا — بجز ترانۂ اطفال و ترہات ندیم

یہ قصیدہ مشتمل آب تسنیم شاہزادہ سلیم کی مدح مین کہا ہی جو تاج سلطنت کا گوہر ہی اور بیت اچھا کہا ہی
اور تمہید اسکی عید کی خوشی کے لوازم سے بیان کی یعنی عید کے صبح کو کہ ہر ایک شخص اپنے ناز و
نعمت کے مقام پر خوش و خرم تھا فقیر ہی تو نمد سے کی ٹیڑھی ٹوپی دیکر اپنی امنگ مین سرشار ہی اور
بادشاہ ہی تو اپنا تاج رکھے ہوئے سلطنت کے نشہ مین چور ہی۔ خوشی اسقدر کہ دانا لوگ بچون کے
گیت غزلیات اور مصاحبون کی ہزلیات کے سوا جو محض بیہودہ ہی دوسری بات پر کان نہ رکھین
یعنی خوشی کے مارے اپنی دانائی کا پاس نہین کرتے اور بالکل مصاحبون کا انداز اختیار کر لیا۔
ترکیب مین پہلی بیت کا مضمون دوسری بیت کے مضمون پر محمول ہی کہ وہ مبتدا ہی اور یہ خبر۔
(از مترجم۔ ترکیب شارح محل تامل ہی۔ صباح عید موصوف اپنی صفت مابعد کے ساتھ ظرف
متعلق بیت ثانی ہو سکتا ہی یا مبتدا اور خبر اسکی محذوف بتقدیر لفظ بود یا ہست کے) بیت

بر از معانقۂ نازکان تلبس شجاع — لب از مصافحۂ شاہدان ہبوسہ کریم

یعنی عاشق لوگ بیدھڑک معشوقون سے ملتے جلتے اور انکو گلے لگاتے تھے اسواسطے کہ عید سے پہلے
یہ نازک بدن اس بات سے جو کتے تھے اور ملتے کم تھے اور عاشقون کو گلے سے نہین لگاتے تھے اب
یہ حال ہی کہ عید کی خوشی مین عاشقون سے ملتے ہین اور انکو گلے بھی لگاتے ہین اور عاشقون کے
لب معشوقون کے دست بوسی سے سخی داتا ہو گئے اسواسطے کہ پیشتر بوسے کی آرزو انکے لب پر آتی تھی
مگر خوف کے سبب دے نہین سکتے تھے اب خوب بوسہ بازی کرتے ہین بیت

بچشم وہم زفیض شگفتہ روئی ہر — نمود چہرۂ امید داشت صورت بیم

اس بیت سے ظاہر ہوا کہ جاندارون کے نفوس احوال کی صورتون کو دیکھتی آنکھون تک لاتے ہین
اور انکے خوف مین ڈراتے ہین اور وہ در اصل کچھ نہین ہوتین اسواسطے کہتا ہی کہ زمانے کی شگفتہ روئی

سے فیض سے ڈر کی شکل وہم کی نظر مین امید کی صورت دکھلائی پڑتی تھی یعنے خوف نے اُس درجہ امید کا رنگ پکڑا تھا کہ وہم کو بھی امید کے سوا دوسری صورت نظر نہین آتی تھی **بیت**

حسن تعلیل

نہیب ہیبت او در مشیمۂ تقدیر ۔ شکست گوہر گفتار بر زبان کلیم

معنی یہ ہین کہ ممدوح کی ہیبت کا خوف ایسا ہی کہ کلیم کی زبان پر تقدیر مین اُسنے بات کا موتی توڑ ڈالا اسواسطے کہ اُسکی ہیبت تقدیر مین اثر رکھتی ہی (از مترجم ۔ برہان مین نہیب کے معنی ترس اور بیم ہین اور منتخب ہین ہیبت کے معنی ہین ترسیدن اور بزرگ داشتن پس نہیب بیت مین اضافت مثل کی طرف نہین رہی جو ممنوع ہی الا مشیمہ تقدیر سے مراد عالم مثال لینا مناسب ہی اور جو دنیا عالم شہادت کے مطابق مگر لطیف غیر قابل خرق والتیام ہی اور موجودات پہلے اُس عالم مین ہوتی ہی اُسکے بعد اس عالم شہادت مین آتی ہی اور معنی بیت یہ ہونگے کہ ممدوح کے بزرگ داشت کا خوف ورائے عالم شہادت عالم مثال مین بھی اثر رکھتا ہی اور یہ انتہا کا شاعرانہ مبالغہ ہی اور مضمون بیت حسن التعلیل کی قسم سے ہی) **بیت**

بعہد معدلت او کہ عاملان فساد ۔ ز بس ہدایت التعطیل فارغ اند ز بیم

کشیدہ فتنۂ معزول سر بزیر لحاف ۔ دریدہ ظلم فراموش طبل زیر گلیم

اس بیت کے معنی یہ ہوسکتے ہین کہ تیرے انصاف کے زمانے مین فساد کے عامل بیکاری کے سبب تنبیہ اور تادیب کے ڈر سے فارغ ہین اور فتنہ اور ظلم کہ دونون عمال فساد سے ہین معزولی کی وجہ سے ایک نے سر لحاف ہین چھپالیا اور دوسرے نے کنبلی کے نیچے نقارے کو پھاڑ ڈالا ۔ زیر گلیم کنایہ طبل خاموش یعنے بے آواز نقارے سے ہی ۔ اور ظلم ترکیب مین موصوف اور فراموش صفت کہی ۔ از مترجم ۔ بہار عجم کتاب مصطلحات ٹیکچند بہار مین ہی طبل در زیر گلیم زدن و نہان کردن و زدن و کردن و ماندن پوشیدہ رکھنا اُس امر کا ہی جو نہایت درجہ ظاہر ہو لیکن طبل دریدن اصطلاح ہی راز کے کھلجانے اور رسوا ہونے سے پس بیت اول کے معنی یہ ہین ممدوح کے انصاف کے زمانہ مین کہ فساد کے عمال اس سبب سے کہ انکو ہدایت منجانب ممدوح بیکار رہنے کی ہی اور وہ تعمیلاً فساد کرنے سے باز رہے بخوف اور نڈر ہین اور بیت دوم ظلم فراموش وہ ظلم کہ پہلے زمانہ مین واقع ہوا اور بہت مدت اُسپر گذری تو خاطر خلایق سے فراموش ہوگیا ہو اور بیت دوم کے مصرع ثانی کے معنے یہ ہوئے کہ اُسکے عہد معدلت مین سابق کے ظلم جو خاطر خلق اللہ سے مدت دراز کے گذر جانے سے فراموش اور کسی کو یاد نہ رہے تھے ظا

ر فاش ہوتے ہین کہ سزا یاب آنکے مرتکب ہون اور یہ محاورہ فارسی اس قبیل سے ہی کہ اردو مین
ین فلانے کے سر پر خون بول رہا ہی اور ہر ایک مصرع بیت دوم کا فی نفسہ جملہ فعلیہ ہی اور ایک دوسرے پر
معطوف ہی واو عطف کا دونون کے درمیان مقدر ہی بیت

بروے از منہ گر آستین بر افشاند شود بسبی تموج زمان حال قدیم

نی بیت یہ ہین کہ زمان حال جو ماضی اور استقبال کا ایک واسطہ ہی اور زمان ماضی مین زیادہ
انے ہونے اور قایم نہ رہنے کے سبب اسکی حالت او حیثیت کے بقا پر حکم کم ہو سکتا ہی اور حکیمون نے
لکی تشبیہ آب روان سے قرار دی ہی کہ چلتے پانی مین آنے والے قطرون کو گذرے ہوئے قطرون سے
نہین کر سکتے اسی طرح حال کو ماضی سے علاحدہ نہین کر سکتے ۔ اور آستین افشاندن کنایہ دو چیز
اول ناچیز ۔ دوم رد کرنا اور یہان پر دوم مراد ہین یعنے ممدوح اگر زمان حال کو رد کرے تو زمان حال
انے کی روش سے ماضی مین داخل ہو یعنے اسکا داخل ہونا سب کو معلوم ہو جاوے جو پہلے کسیکو
علوم نہین ہوتا تھا ۔ از مترجم شارح کی توجیہ سے زمان حال کا قدیم ہونا نہین نکلتا اسواسطے کہ ممدوح کے
ن حال کو رد کرنے سے تموج ہوا اور اسکا زمان ماضی مین چلا جانا معائنہ او تمیز ہوا اس سے قدامت
ن حال کی ظاہر نہین ہوئی اسواسطے کہ قدیم اصطلاحی حکما کا وہ ہی جسکی بدایت اور نہایت نہو اور
رض اگر زمان حال زمان ماضی مین داخل ہوکر کالواحد ہو جاوے تب بھی اسکی نہایت لمتقی زمان استقبال
جود ہی مین اس بیت کی توجیہ مین کہتا ہون کہ ہر چند دونون معنی آستین افشاندن کے جو شارح نے
ے کتب مصطلحات فارسی کے مطابق ہین مگر اسکے معنی کا حصر انھین نہین ہی بلکہ آستین افشاندن
ینے کے معنی مین بھی آتا ہی جیسے کہ سعدی علیہ الرحمہ کے ان اشعار سے مستفاد ہی ؎ شنیدم کہ در
سے شتر + بیفتاد و شکست صندوق در + بہ یغما ملک آستین بر فشاند + وزانجا بتعجیل
ب براند + اور یہ اشارہ حکم کا آستین سے قریب اسکے ہی کہ جسطرح ہاتھ کے اشارہ سے حکم دیتے ہین تو
ت کے یہ معنی ہونگے کہ ممدوح کا حکم اسطرح کا نافذ اور روان ہی کہ زمان حال کو ماضی اور استقبال کے
یان جو مثل نقطہ کے بہت ہی چھوٹا اور جزو لایتجزی ہی حکم دے تو وہ زمان قدیم ہو جاوے جسکا اور نہ چھور
اور یہ ایک مبالغہ شاعرانہ ہی اور ادعاے محض اسکے ثبوت کی ضرورت نہین ہی بیت

زفیض لطف تو شاید کہ بے سرایت عشق شود باہل محبت دل کرشمہ رحیم

ے معشوق کے ناز کا دل بدون اسکے کہ عشق کا اثر ہو عاشق پر مہربان ہو جاوے ۔ از مترجم
ل معنی اسکے یہ ہی کہ تیری مہربانی کا فیض اپنے اثر پہونچانے مین اسقدر غالب ہی کہ ناز معشوق کا دل

جو عاشق کی نسبت عشق کے اثر بغیر کبھی موم نہیں ہو سکتا تھا اب بغیر اُسکے مہربان ہو گیا ہے بیت

زیجود کان کرست آن نفایس اسست کہ احتیاج گوہر گرفتہ است و نسیم

لف و نشر مرتب

اس بیت کی ترکیب میں آورد فعل کرم اُسکا فاعل اور دوسرے مصرع میں احتیاج فاعل گرفتہ کا ہے اور گوہر و سیم مفعول یعنے تیرے کرم نے وہ پاکیزہ اور خوش آئین چیزیں ظاہر کی ہیں کہ جواہر اور چاندی کی محتاج کسی کو نہیں رہی اسطرح کے کلام کو حشو ملیح اس مطلب کے لیے کہنا چاہیے اور حرف کاف کو احتیاج متعلق قرار دینا لازم ہے بیت

ملند تخییل کو نہ بسنگا ھے

ہمای قدر تو اوجی گرفتہ در پرواز کہ دام کسب شرف باز چید عرش عظیم

بیان معنی یہ ہے کہ یای مجہول لفظ اوجی میں موصولہ ہے اور دوسرے مصرع میں باز چید فعل اور عرش فاعل اُسکا ہے یعنے تیرے مرتبہ کا ہما اسقدر اونچا اوڑا ہے کہ بڑے عرش نے جو بزرگی حاصل کرنے کے لیے جال بچھایا تھا اُٹھا کر تہ کر رکھا اس خیال سے کہ ایسے اونچے چڑھے ہوئے ہما کا نیچے اُترنا خیال میں نہیں آتا

ملند تمثیل زنزادۂ دل و طبع اگر شود آگاہ باصل خویش بناز دز شرم دُرِ یتیم

استعارہ

بیت کے معنی یہ پیدا ہوتے ہیں کہ شود پہلے مصرع میں فعل اور دُرِ یتیم کہ موصوف اور صفت کا مجموعہ ہے فاعل اُسکا ہے یعنے میرے دل اور طبیعت کے قیمتی نتیجہ سے اگر موتی خبر پائے تو اپنی اصل کی طرف رجوع کرے یعنے پھر پانی ہو جائے اور بعض نسخوں میں بناز د کی جگہ بنازند لکھا ہے مگر اس نسخہ کا مہمل ہونا ظاہر ہے اور مہمل کہنا لفظ شرم کی خواہش سے ظاہر ہے راز مترجم شارح سے تعجب ہے کہ ایسے نسخہ کا ذکر کیا جسکے سبب سے شعر بمعنی اور ناموزون ہوتا ہے اور یہی نسخہ کہیں لکھا ہے مگر بناز د ہے

قصیدہ در رشتۂ نصیحت عشاق کشیدہ بیت

عادت عشاق چیست مجلس غم داشتن حلقۂ شیون زدن ماتم ہم داشتن

یہ قصیدہ نصیحت میں لکھا ہے اور ترکیب میں عادت عشاق چیست سوال کے لیے ہے اور مجلس غم داشتن جواب کے لیے اور اکثر ہوتا ہے کہ شاعر آپ ہی سوال کرتا ہے اور آپ ہی جواب دیتا ہے یعنے عاشق کے عادت ہے غم کی مجلس کرے اور ماتم کا جلسہ کرنا اور رنج اور درد کا گھر مچانا بیت

حمد غم و نعت درد بر لب دل و دو حسن شہر دل و باغ جان وقف الم داشتن

غم اور دکھ کی تعریف کو جو ہونٹھ اور دل و سینا دل پر لازم کر لینا ہے اور حمد کی خصوصیت درد کے لیے اسواسطے ہے کہ حقیقی درد اور غم خدا اور رسول خدا کی معرفت ہے اور دل و جان کو اسمین کھپانا بیت

باخطا آزادگی سند سگے آموختن   بادل بے آرزو چشم کرم داشتن

بازار عشق کے درم ناخریدہ لوگون کی روش ہی کہ آزادی اور خود مختاری کی سند ہاتھ مین ہی اور غلامی کر رہے ہین اور باوجودیکہ معشوق کے سوا دوسرے کی آرزو اُنکے دل مین نہین معشوق سے کرم کا انتظار کرنا یعنے وہی معشوق چاہنا اُنکا کام ہی ۔

بیت

از ابدی ذوق غم روی زیان تافتن   وز ازلی بیع درد سود سلم داشتن

ترکیب مین لفظ ابدی ذوق غم کی صفت کہ موصوف پر مقدم ہی یعنے غم کے ذوق سے کہ پایدار اور ہمیشہ ہمیش کو ہی اُس سے نقصان کا منہ پھیرنا یعنے اُس غم مین زیان نہ سمجھنا اور اسی طرح لفظ ازلی بھی صفت اپنے موصوف بیع درد سے مقدم واقع ہی یعنے درد بیع سابق کی ہی اور اس بیع سود سلم یعنے نفع پورا جاننا ۔ سود سلم اُسکو کہتے ہین کہ مثلا ایک گای خریدین جسکے پیٹ مین بچہ ہو اور بچہ اُسی قیمت مین ٹھہرے یا کسان کو بیع کو دین اور دو چند اُسکے ذمہ مقرر کرین ۔ داز مترجم سلم کی یہ تعریف اور یہ معنی اسی شرح مین دیکھے گئے ۔ اور اصل یہ ہی کہ جب سود اس آیۃ کریمہ کے نزول سے حرام ہوا احل اللہ البیع وحرم الربوا ترجمہ حلال کیا اللہ تعالی نے خرید فروخت کو اور حرام کیا سود کو تو عوض نقصان ظاہری کے اللہ جل شانہ نے اپنی رحمت سے مسلمانون کے فائدہ کے لیے بیع سلم کی اجازت بخشی جب آیہ کریمہ یا ایہا الذین امنوا اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ اور وہ خرید پیداوار آیندہ فصل کی ہی زر نقد فورا دیکر اس شرط کے ساتھ کہ جنس بکی ہوئی کے قسم سے بازار مین برابر موجود ہو اور جنس اور وزن معینہ تبدیل نہونے پاے مثلا آج کے دن گیہون بازار مین روپیہ کا بیس سیر بک رہا ہی اور مزارع کو روپیہ دیکر اُسے پچیس سیر گیہون فصل کٹنے پر لینا ٹھہرا یئن اور بعد ازان گیہون کے بدلے نہ دوسری جنس لین اور نہ پچیس سیر کا تیس سیر ۔ پس فائدہ سلم کا مشہور اور ضرب المثل ہو گیا ہی اور مصرع ثانی کے یہ معنی ہین کہ درد کی خرید جو قدیم اور ازلی ہی اور اُسکے سبب ابتدا سے دکھ اور تکلیف ہی جھنیل پڑتی ہی اُسکو یہ سمجھنا کہ اسقدر فائدہ اُس سے حاصل ہوا کہ جسقدر خریدار کو روپیہ پہلے دیکر معاملہ بیع سلم مین ڈیوڑھے اور دوگنے کا نفع حاصل ہوتا ہی

بیت

حسن عبادات را برقع نسیان زدن   زشتی اعمال را لوح وقلم داشتن

کسی چیز پر برقع بھول کا ڈالنا اشارہ اُس چیز کے بھول جانے سے ہی اور کسی چیز کے لیے کاغذ قلم طیار رکھنا اشارہ اُسکے اظہار اور افشا سے ہی ۔ بیت کے معنی یہ ہین کہ عابد ان صفا عبادتی

اور سجدہ گزاران ذی اخلاص سے کے طریقہ مین اسپنے حسن عبادات پر نظر کرنا اور اسکے سبب ناز
اور افتخار کرنا خود پرستی ہی اور اسپنے اعمال کی برائی کا اقرار کرنا اور اعتراف عاجزی کا نیک کام ہی
مین کہ ہم چاہتے ہین مگر ہمسے نہین ہو سکتا در حقیقت افعال بد سے بری ہونا ہی بیت

درۂ دوزخ ز شوق جرعۂ کوثر زدن   برلب کوثر ز شرم حسرت نم داشتن

کوثر بہشت مین ایک چشمہ لطیف ہی اور اسکا پانی پینا بہشت کے سوا دوسری جگہ نہین ہو سکتا لیکن
کہتا ہی کہ چشمہ عشق کے سیراب دوزخ کی حرارت اور کوثر کے پانی کو اسطرح پی جاتے ہین اور کوثر
کنارے شرم کے مارے ایک چلو پانی کا ارمان رکھتے ہین یعنے کوثر کا پانی موجود ہونے پر پانی کے
آرزومند ہین اس وجہ سے کہ انکو آب کوثر سے لب تر کرنے مین شرم آتی ہی (از مترجم) میرے
نزدیک معنی بیت کا یہ لباس بہتر ہی کہ گروہ عشاق کا یہ مرتبہ اور یہ مقام اور انکی طلب اور انکا
شوق ایسا ہی کہ دوزخ کے طبقہ اسفل السافلین مین آب حمیم اور خون اور ریم کو جو وہان دوزخیون
تعذیب سخت اور تکلیف اور ناگوارائی شاقہ کی غرض سے بلاتے ہین اس لطف اور مزہ سے
بلا اکراہ اور بے تکلف پیتے ہین کہ گویا کوثر کے میٹھے مزہ دار گھونٹ چسکے لے لیکر نوش کر رہے ہین
اور شرم انکی ہی تو اس حد کہ صریح کوثر کے کنارہ کھڑے ہین اور نہایت سہل ہی کہ جسقدر چاہین
جی بھر کے آب کوثر کو جو نہایت سرد اور شیرین ذائقہ دار ہی جام کے جام چڑھا جائین لیکن شرم کے
مارے ایک بوند کو ترستے ہین اور ہاتھ اٹھا نہین بڑھاتا کہ کسیقدر پانی اس چشمہ کا لیکر پیاس کو
بوجھائین اور آسودہ ہون بیت

ہم ز غبار کنشت عطر کفن ساختن   ہم ترازوے دین سنگ حرم داشتن

کنشت کاف کے زبر سے بتخانہ - یعنے بتخانہ کے گرد غبار کو حنوط اور کفن کی خوشبو کرنا ارباب
توحید کو جبر ایمان ہی اور حرم کے پتھر کو کہ حجر الاسود ہی دینداری کی ترازو مین رکھنا مراد کا پلہ جھکانا ہی
یعنے اسکے نیکی کسوٹی سے دونون کو نیک سمجھا ہی - (از مترجم) مصرع ثانی مین ترازوی دین کی
جگہ ترازوی دیر کا نسخہ دونون مصرعون کا پلہ برابر کرتا ہی اور توجیہ اسکی بعینہ مثل مصرع اول کے ہی

در دہن بحث عیش ناوک لا دوختن   در کمر درس عشق دست نعم داشتن

ترکیب مین اضافت دہن کی بحث کی جانب اور اضافت بحث کی جانب عیش لامی ہی اور مقدمہ کی
بحث اس مقدمہ کے ثبوت کی مفید ہی تو عیش کی بحث ثبوت عیش کا نتیجہ دیگی اور ناوک در دہن
دوختن منہ بات سے بند کرنے کا اشارہ ہی یعنے لا کا تیر کہ اضافت بیانی کے اعتبار سے ہی

لامرادہی بحث عیش کی ہنہ مین سیناعیش سکے نکرنے سے مرادہی اور کمر کی اضافت درس کی طرف بھی اضافت لامی ہی اور علی ہذالقیاس درس کی اضافت عشق کی جانب ۔ یعنے تحصیل عشق کی کمرگاہ مین قبولیت کا ہاتھ دنیا مدرسہ عشق کے دو زانو بیٹھنے والون کا کام ہی ۔ (از مترجم دہن بحث اور کمر درس دونون کی ترکیب مین اضافت تشبیہی ہی نہ اضافت بیانی جو شرح مین بیان ہوئے بحث عشق کو تشبیہ شخص سے دی جسکے لوازم سے لا و نعم کا کہنا ہی اور اسی طرح درس عشق کی تشبیہ شخص سے جسمین ہاتھ دینا لوازم سے ہی اور ناوک دوختن جو نسخہ شارح نے اختیار کیا ہی وہ اچھا نہین اسواسطے کہ مصطلحات فارسی کی کتابون مین موجود نہین اور نہ کہین مستعمل پایا گیا البتہ ناوک دوختن آیا ہی اور اگر باے موحدہ مقدر مانین تو معنی مشرحہ راست آسکتے ہین مگر اس صورت مین لفظ در کا دردہن مین بیکار ہوا جاتا ہی پس مناسب ہی کہ بجاے دوختن کے نسخہ ریختن کا اختیار کیا جاے اور ناوک ریختن محاورہ فارسی ہی جیسا کہ بہار عجم مین لکھا ہی اور وہ ناوک انداختن کے معنی مین ہی یعنے تیر کا پھینکنا اور اسوقت معنی مصرع کے یہ ہونگے بحث عیش مین لاکا تیر مارنا اور اُسکو زخمی اور بیکار کرنا کہ بار دیگر عیش کی بحث نکرے جو عشق کی شان سے بعید ہی) بیت

در جگر اشتہا آب ہوس سوختن ۔۔۔ وز اثر امتلا درد شکم داشتن

ترکیب کی رو سے جگر کی اضافت اشتہا کی جانب اضافت لامی ہی اور آب ہوس مین اضافت بیانی اور در جگر اشتہا آب ہوس سوختن اشارہ اشتہا کا اقتضا دور کرنے سے ہی یعنی اشتہا کو مارنا اسواسطے کہ حکیمون نے ثابت کیا ہی کہ جبتک جگر کے آس پاس پانی رہتا ہی جگر قرار کے ساتھ ہوتا ہی اور جب پانی سوکھ جاے دوسرے پانی پہونچنے تک جگر گرم اور پیاس کی طرف مائل ہوتا ہی اور از اثر امتلا درد شکم داشتن کے یہ معنی ہین کہ اشتہا یعنے بھوکھ کے موجود ہوتے ہوئے کہنا کہ پیٹ مین گرانی اور پیٹ مین درد ہی ۔ اس صورت مین جملہ مصرع ثانی حرف عاطفہ واو کے وسیلہ سے منجملہ مصرع اول ہوگا اور ممکن ہی کہ یہ جملہ جداگانہ ہو جیسا کہ پہلے ذکر ہوا یعنے جامع اضداد ہونا کسواسطے کہ صاحب اشتہا اور صاحب امتلا ہونا عشاق سے امر غریب اور عجیب ہی ۔ (از مترجم میرے نزدیک جگر اشتہا اور آب ہوس دونون مرکب مین اضافت تشبیہی ہی نہ لامی اور نہ بیانی جیسا کہ غور کی نظر کرنے سے واضح ہی اور دونون جملہ جداگانہ نہین بلکہ معطوف اور معطوف علیہ ہین) بیت

خامہ تراشی ستم نامہ خراشے گناہ ۔۔۔ سادہ وسنگے زخشم بہ لوح وقلم داشتن

خامہ تراشی اور نامہ خراشی مین یاے معروف مصدری ہی اور نامہ خراشیدن سے مراد نامہ لکھنا ہی ۔

یعنے صاحب استعداد ہونا اس زمانہ مین اپنے اوپر ظلم کرنا اور گناہ کرنا ہی اور دوسرے مصرع مین لف و نشر مرتب ہی مراد یہ کہ تختے کو سادہ اور بغیر لکھا اور قلم کو بغیر تراشے اور بغیر قط لگائے رکھنا بہتر ہی۔

قصیدہ در فخر خود گفتہ بیت

من کیستم آن سالک کونین سیرم — کز بختہ جوہر قدس است خمیرم

ملا عرفی نے یہ قصیدہ اپنے فخر مین کہا ہی۔ اور معنی بیت کے یہ ہین کہ من کیستم بطریق سوال ہی جسکا جواب خود سائل دیتا ہی اور سالک پر حرف آن ایک نشان اسلوب جواب کا ہی کہ وہ سالک کونین سیر ہی اور کاف دوسرے مصرع مین اسکے بیان کے لیے اور سیرم میم کے زبر سے سیرگاہ اور کونین سیر سالک کی صفت ہی یعنے مین وہ راہرو ہون کہ دو جہان میرے سیر کے نیچے ہی اور بختہ ایک چیز صاف کی ہوئی جو کہ طعین ہو یا چھلنی مین چھان کر بھوسی اُسکی الگ کر دین اور جوہر قدس سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہی یعنے مین خلاصہ اور لب لباب جبرئیل کا ہون کہ اُسکو چھان بین کر اسکے سیدہ سے خمیر میرا طیار کیا ہی۔ بیت

بر صفحۂ تصویر جلال ست مثالم — در پردۂ تقدیر محالست نظیرم

تصویر کے صفحہ پر مثال کے حلال ہونے سے مصنف نے شاید یہ قصد کیا ہو کہ صفحۂ تصویر مین کہ اُس سے مراد ذہن ہی میری مثال حلال ہی اور خارج مین اجزاے کونیہ سے متمثل نہین ہون یعنے میرا وجود عقلی ہی نہ حسی۔ اور بعضے نسخون مین حلال کی جگہ جلال جیم عربی سے لکھا ہی اس صورت مین صفحہ کے معنی دو طرح کہہ سکتے ہین تنکیراً یا تعریفاً۔ تنکیراً بر صفحہ کہ تصویر کے لیے بنا ہین اور تعریفاً تین طرح مراد ہو سکتی ہی اور ہر ایک طرح فی نفسہ ایک خاص ارادہ کا فائدہ دیتی ہی یعنے اگر صفحہ تصویر سے تختہ مراد لین تب بھی مناسب ہی اور اگر دل مراد لین کہ صفحۂ خاطر کی تصویر سے معقولات کی صورتین اُسپر کھنچے ہین یہ بھی درست ہی اور اگر لوح محفوظ کا ارادہ کیا جاے کہ اعیان خارجیہ کی صورتین اُسپر لکھی ہوئی ہین اور زیادہ لایق ہی۔ بہر حال صفحہ تصویر مین اگر میری مثال بنا ہین جلال ہی اور یہان خبر کہ جلال ہی مقدم ہی مبتدا پر کہ لفظ مثالم ہی اور پردۂ تقدیر میری نظیر اور ہمسر سے خالی ہی جو اپنے پیچھے طرح طرح کی نظیرین رکھتا ہی۔ غرض یہ کہ مصرع اگر قبول کرون صورت جلال سے تصویر ہون اور اگر تقدیر مین کہین تو میری نظیر محالات سے ہی واللہ اعلم راز مترجم حلال نسخہ اول مشہور راجح ہی اور میرے نزدیک معنی صاف اور حسن تقابل کے ساتھ یہ ہی کہ

صفحہ تصویر پر میری مثال حلال یعنی روا اور ممکن ہی اور نظیر میرا بردہ تقدیر مین غیر ممکن ہی چہ جائے
کہ دنیا مین ہو ــ اور ہر چند جلال جیم عربی کے نسخہ مین کسیقدر ہی معنی مندرج ہون لیکن محال کے مقابل
بجز حلال کے جلال نہین ہوسکتا ہ بیت

چون حسن کشند جام صفا رنگ شرابم ۔ چون عشق دہد رنگ جبین آب زریرم

معنی کے شراب نوشون پر ظاہر ہی کہ شراب حسن کو تیز کرتی ہی اور اسی سبب سے شعرا اسکو آئینہ
حسن کہتے ہین ؎ چیست دانی بادہ گلگون مصفا جوہری + حسن را پروردگاری عشق را
پیغمبری + ترکیب مین چون حرف شرط اور کشند فعل اور جام صفا مفعول اور رنگ شراب جزائے
شرط ہی اور شرابم کا میم متکلم ہی ــ اور ارباب عشق جانتے ہین کہ عشق آسودہ لوگون کے سرخ
و سفید چہرہ کا زرد کرنے والا ہی اور زریر ایک گھانس ہی کہ اسکا رنگ جامہ کو دیتے ہین اسی رنگ آسکا
نام ہی ــ یعنے اگر عشق چاہے کہ عاشق کا منہ زرد کرے اُس رنگ کا مادہ مین ہون حاصل مطلب
دونون مصرعون کا یہ کہ حسن اور عشق دونو کے مطلب مقصود کا علت ہون بیت

آنجا کہ وفا تشنہ شود چشمۂ خونم ۔ وانجا کہ صفا غسل کند آب غدیرم

اہل وفا پر ظاہر ہی کہ وفاداری کی آبرو خون ریزی مین ہی یعنے جہان وفا پیاسی ہو مین لہو سے
وفا کو سیراب کردون مطلب یہ کہ وفاداری کے موقع پر جان تک حاضر کردون اور جہان صفائی
خواہشمند پاکیزگی کی ہو تو اُسکی لطافت کا سبب بھی مین ہون بیت

در قامت عاشق شکن آموز کمانم ۔ در غمزۂ معشوق کشایش دہ تیرم ؎ بلند تحمیل

ارباب عشق پر ظاہر ہو کہ عشق مین زیادہ غم کھانے سے آدمی اس درجہ خم ہو جاتا ہی کہ اُسکی تشبیہ
کمان سے دیتے ہین اور عاشق کے قد کو کمان کا خم سکھاتا ہون یعنے جیسے کمان خمدار ہی اُسی طرح
عاشق کے قد کو خمدار کر دیتا ہون اور اصحاب شوق جانتے ہین کہ معشوق کا غمزہ تیر کا کام کرتا ہی
اسلیے کہتا ہی کہ تیر کا کام میرے غمزہ مین رکھا ہی ــ داز مترجم ــ دوسرے مصرع کی عبارت شرح میں
ظاہرا سہو کاتب ہوا ہوا اور معنی مصرع دوم یہ ہین کہ معشوق کا غمزہ جو عشاق کے دل پر تیر لگاتا ہی
اُسکی کشایش اور اُسکے پھینکنے کا مبدا اور سبب مین ہون اور میرے ہاتھ مین آسکا کام ہی ۔ بیت

در ہندسۂ فقر و فنا صفر الوفم ۔ در مزرعۂ عز و علا ابر مطیرم

اصطلاح اہل ہندسہ مین حساب کے تختہ پر مرتبے بیشی کے صفر تین ہین چنانچہ ایک صفر ہندسہ کو
دس کے مرتبہ تک اور دو صفر سو کے مرتبہ کو اور تین صفر ہزار کے مرتبہ تک پہونچاتا ہی مصنف

اپنے فقر و فنا پر نظر کر کہتا ہی کہ جہان فقر اور فنا کا ہندسہ ہی وہان پر مین ہزارون کا صفر ہون یعنے
بہت ترقی دیتا ہون اور عزت اور بلندی کی کھیتی مین برستا ابر ہون کہ اُسکی سرسبزی کا باعث ہی
اور مطیر میم کے زبر سے صیغہ صفت مشبہ کا معنی برسنے والا۔ بیت

در کوزۂ لذت شکنان چشمۂ زہرم   در کاسۂ کودک نشان جرعۂ شیرم

مصنف اپنی شیخت کا اظہار اس بیت مین اس راہ سے کرتا ہی کہ ہر ایک چھوٹے بڑے سے موافق
ہون کہ تلخکامون کے کاسہ مین جو لذت کو دور کرتے ہین چشمۂ زہر کا ہون یعنے اُنکی طبائع کو پسند ہون
اور شکر خورون کے پیالہ مین جو بچون کی سی طبیعت رکھتے ہین اور ایک گھونٹھ کے خاطر لڑائیان
اور جدائیان لیتے ہین میٹھے دودھ کا گھونٹھ ہون بیت

آنجا کہ ادب نغمہ طراز ست سمیعم   آنجا کہ ہنر جلوہ فروش ست بصیرم

یعنے جہان ادب راگ گاتا ہی اور نکتہ ظاہر کرتا ہی قبول ادب کی نظر سے خوب کان لگا کر سنتا ہون
اور جہان ہنر کے جلوے ہوتے ہین اُسکے مقبول ہونے کے لحاظ سے ٹکٹکی باندھ کر اسے دیکھتا ہون بیت

پای طلبم در روش سعی تمام   دست ادبم در کشش کام قصیرم

ظاہر ہی کہ جسقدر طلب کے راستہ طی کرنے مین کمی نہو مناسب ہی اسلیے کہتا ہی کہ مین خود طلب کا
پانون ہون اور چلنے کی روش مین کامل ہون اور ادب کا تقاضا ہی کہ مطلب کے کھینچنے مین
جتنا ہاتھ کوتاہ ہو بہتر ہی اسلیے کہتا ہی کہ مین ادب کا ہاتھ ہون اور مطلب کے حصول مین قاصر ہون
از روے ترکیب پاے کی اضافت طلب کی جانب پہلے مصرع مین اضافت لامی کہنی چاہیے یا اضافت
عام کی خاص کی طرف ہر ایک وجہ بن سکتی ہی اور در روش سعی تمام کا مجموعہ صفت اُس پانون کی ہی
یا حرف عطف کا مقدر مانین اور جملہ مستانفہ اسکو کہین اور مصرع دوم کی ترکیب مصرع اول کے مطابق ہی بیت

چون سجدۂ بت گرم شود ناصیہ سوزم   چون تیغ صنم کند شود بیہدہ میرم

یعنے بت کا سجدہ اگر گرم ہو یعنے کام مین آئے اور رواج پائے تو مین ناصیہ سوز یعنے سرگرم سجدہ
ہون یا اس کثرت سے پیشانی سجدہ کے لیے زمین پر رکھون کہ وہ جلنے لگے اور جب صنم کی تلوار
کند اور کھوٹی ہو جاے مین یون ہین مر جاؤن اسلیے کہ معشوق کے حضوری مین جان سے
گذر جانا ہمیشہ کی زندگی حاصل کرنی ہی ہر چند دوست قتل نکرے مین خواہ نخواہ اپنے تئین ہلاک کرا دون بیت

با ناطقہ گلریزم و با سامعہ گلچین   یا وا ہمہ نابالغ و با عاقلہ پیرم

ناطقہ ایک قوت ہی مونہہ کی جانب والی جسکے کلام سے موتی گرتے ہین اور پھول جھڑتے ہین

اسواسطے کہتا ہے کہ مین ناطقہ گلریز ہون یعنے میری گویائی کی قوت سے پھول جھڑتے ہین اور سامعہ
ایک قوت ہے کہ مناسب آوازون کا سننا اُسکا اقتضا ہی پس کہتا ہے کہ مین سامعہ گلچین ہون یعنے میری
قوت سامعہ شمایم ریاحین سے ملی ہوئی ہے اور واہمہ ایک قوت ہی وسوسہ کی بہانے والی کہ اُسکی
قوت اور اُسکا غلبہ قوت عاقلہ کے لیے باعث ضعف ہی اسواسطے کہتا ہی کہ مین قوت واہمہ کے
ساتھ نابالغ ہون یعنے اُس سے کم ملتا جلتا ہون اور بہت الگ رہتا ہون اور چونکہ بوڑھے کو
بہت تجربہ سے دانائی زیادہ ہی کہتا ہی کہ عاقلہ کے ساتھ بوڑھا ہون یعنے میری قوت عقل زیادہ
پختہ تدبیر بین ہی (از مترجم یاد اہمہ نابالغ شرح مین مخالف موقع ہی مناسب ہی کہ اسکے برابر کے
جملون سے موافق بیان معنی کیا جاسے اور وہ ظاہر ہی —) بیت

از کلک بنان لوح خراشندہ ماہم وز تیغ زبان خامہ تراشندۂ تیرم

لوح خراشیدن تختے پر نقش یا رقوم کا لکھنا ہی اور اضافت لوح خراشندہ کی ماہ کی جانب اضافت
بمعنی من ہی یعنے جب اُنگلی کے قلم سے لکھتا ہون چاند کی تختی کرتا ہون اور تیر فارسی مین عطارد کو
کہتے ہین اور منشی فلک ہی پس اُسکو قلم تراشنے سے مناسبت تمام ہی اور تیر خدنگ کو کہتے مین اور
تیر دبیر فلک بھی ہی اور کلک بھی جو مناسب تیر ہی اور اضافت خامہ تراشی تیر کی طرف بھی اضافت
بمعنی من ہی پس خامہ تراشی تیر کے لیے مناسب ہی یعنے تیغ زبان کے تیرے سے عطارد کہ دبیر
فلک ہی اُسے قلم بناتا ہون — بیت

درکند ہی شمشیر زبان قاتل سیفم در پردہ اندیشہ خرد پوش ظہیرم

یعنے جب میری زبان کی تلوار کند ہو سیف الدین اسفرنگی کو جو اپنے زمانہ کا رئیس الشعرا تھا قتل
کرتا ہون اور ظہیر ایک شاعر ہی فاضل غرا کہ متقدمین کے جمہور شعرا کا پیش رو تھا یعنے اپنی فکر
پردہ مین اُسکی عقل کو چھپا لیتا ہون کہ اُسکا نغمہ میرے برابر نہین ہو سکتا — بیت

در اوج سخن بہر فرود آمدن طبع بر داشتم این نغمہ کہ اعشی و جریرم

اعشی اور جریر دونون شاعر معتبر اور فصیح عرب کے تھے اسواسطے کہتا ہی کہ میری طبیعت
بلندی اور ہوا ے سخن مین بہت چڑھ گئی ہی اُسکے اُتارنے کے لیے یہ بات کہتا ہون کہ مین اعشی
اور جریر ہون اُسکے اوج گیری کو اس پستی کی نسبت سے قیاس کر لینا چاہیے — بیت

در آب و ہواے چمن خلد سرو رم ور لبت و کشادہ در فردوس صریرم

یعنے چمن کی آب و ہوا جو سرو بہشتی ہی مصنف کہتا ہی کہ وہ مین ہون اور صریر اُس آواز کا ہم

جو کواڑون کے کھولنے اور بند کرنے سے پیدا ہوتی ہی یعنے بہشت کے دروازہ کھولنے اور
موندنے کی آواز مجھے سمجھنا چاہیے بیت

توفیق جو صورت شکن قوت دستم — تحقیق چو معنے طلب جوش ضمیرم

معنے توفیق کے ہین مہیا اور موجود ہونا اسباب مطلوب کا کہ ارادہ کے موافق ہو اور کسی چیز کے
توڑنے والے کو ہاتھ کی طاقت ضرور درکار ہی یعنے جب توفیق کی خواہش ہو کہ صورت کو
توڑ ڈالے مین ہاتھ کے لیئے طاقت ہون اور اسکی شکست کا سبب ہون اور دل مین جوش کا
آنا باعث ہی معنی کے ظہور کرنے کا اور تحقیق کے مطالب اور مقاصد سے معنی کے سوا
اور غرض ثابت نہین یعنے تحقیق جب معنی کی طالب ہو تو مین دل کا جوش ہون یعنے معنی کی
پیدائش مجھسے ہی —

قصیدہ ایضاً در تحریص مخاطب جانب ہمت بیت

گر مرد ہمتی ز مروت نشان مخواہ — صد جا شہید شو دیت از دشمنان مخواہ

بلند ہمتی

یہ قصیدہ مصنف صاحب ہمت سے مخاطب کو جانب ہمت متوجہ کرنے کے لیے واقع ہوا ہی
بیت کے معنی ظاہر ہین کہ مروت کا نشان ڈھونڈھنا یعنے مروت کی امید کسی سے رکھنے اور مارے
جانے کے بعد دشمن سے خونبہا چاہنا ہمت کا خون کرنا اور بلند ہمتی کے درجہ سے اترنا ہی بیت

لب تان ز جاج دو ر جگر افشان و نم مجو — بشکن سفال و در دہن انداز و نان مخواہ

شیشہ جگر پر چھڑکنا ہلاکت کا موجب ہی یعنے اپنے تئین ہلاک کر اور پانی تلاش نکر - پانی کی حاجت
یا اس ارادہ سے ہی کہ جب ایک سخت شی کو نگلجاتے ہین تو اسکے اوپر پانی پیا کرتے ہین کہ گلے سے
اترنے یا معدہ کی تہ مین بیٹھنے مین اس سے سہولت ہو یا کہا جاے کہ پانی کی تلاش نکر لیکن شیشے
آب سے نوالہ گلے سے نیچے اتار جیسے کہ دوسرے مصرع کی وضع اس انداز پر ہی اور شیشہ کی تشبیہ
اوپر بدلیت پانی سے بہت مستحسن ہی جیسے ٹھیکری کا بیان کیا کہ اس سے نفس کو تسلی دینا اور
روٹی کا نہ مانگنا اہل ہمت کا آئین اور قانون ہی بیت

خاک از فلک بخواہ و مراد از زمین مجوی — ماہ از زمین بجوی و وفا از آسمان مخواہ

آسمان سے خاک چاہنا عقل کے خلاف ہی اسواسطے کہ آسمان مین خاک نہین ہی یا آنکہ یہ غرض ہی
کہ آسمان سے خاک کی خواہش کر ملیگی لیکن زمین سے مراد طلب کر کہ نہ ملیگی اور اسی طرح دوسرے

مصرع مین زمین سے چاند کا مانگنا محال غیر ممکن کا طالب ہونا ہی اسواسطے کہتا ہی کہ جیسے اسمحال کو
نہین پا سکتے وفا کو آسمان سے نہین حاصل کر سکتے ـ **بیت**

کہ بے شہادت از در عشقت روان کنند ۔ تیغ کرشمہ و دل نامہربان مخواہ

یعنے اگر تجکو عشق کے دروازہ سے الٹا بغیر شہید کیے پھیر دین چاہیے کہ تو وہان سے سیدھا
چلا آ ناز کی تلوار اور معشوق کا دل نامہربان کی تمنا نہ کر تا کہ شہادت مین معشوق کا بھی ممنون نہو **بیت**

طاؤس ہمتی سر منقار تیز کن ۔ یعنے کہ بال و پر مکن و سائیان مخواہ

مراعاۃ النظیر

مور کا سائبان اُسی کی دم سے بن جاتا ہی اسواسطے کہ مستی کے وقت مور اپنی دم چھتر کے موافق
سر پر پھیلاتا ہی اسواسطے کہتا ہی کہ ای مخاطب تو ہمت کا مور ہی چونچ سے دُم کے پر نوچ ڈال اور
سائبان کی خواہش نکر **بیت**

آہوی عصمت ار بگریزد ز صید گاہ ۔ گیرائی از کمند و شتاب از کمان مخواہ

یعنے پاکدامنی کی ہرنی کہ اضافت بیانی کے اعتبار سے یہی عصمت مراد ہی تیری شکار گاہ سے اگر بھاگ جاے
اُسکے پکڑنے کے لیے تقاضاے وقت سے کمند کی گرفت اور کمان کی عجلت کا احسان نہ لے
جیسے کہ ہرن کو کمند سے پھاندتے ہین اور کمان کا حلقہ اُسکے گلے مین ڈالتے ہین اور بعضے نسخون
مین بجاے کمان عنان دیکھا گیا اور یہ باگ کی جلدی کے مناسبت سے ہی ـ **بیت**

گر ناگہت بروے ہوس دیدہ وا شود ۔ بہر خراش تیزی نوک سنان مخواہ

جو آنکھ ہوس کی صورت دیکھے وہ پھوڑ دینے کے لائق ہی اسواسطے کہتا ہی کہ اگر اچانک تیری آنکھ
ہوس کی صورت پر جاے اُسکے کوچ دینے کے لیے نیزہ کی انی کی تیزی مت مانگ یعنے نقصان
تحمل کر جو ہوس کے دیکھنے سے پہونچے لیکن سنان کا منت کش اور احسانمند نہو ـ **بیت**

دستان زنے و بال فشانی کہ دلکش است ۔ از کلک طالع من و زاغ کمان مخواہ

چہچہا اور ترنم اور بازوون کا پھٹ پھٹانا کہ پرند کی خوشی کی علامت ہی اسواسطے کہ تفریح کے
وقت جانور ایسا ہی کرتے ہین میری قسمت کے چکور یعنے خود قسمت سے اور کمان کی زاغ
یعنے گوشہ کمان کو کہتے ہین طلب نکر جسطرح زاغ کمان سے چہچہانا اور بازوون کا پھٹ پھٹانا نہین
بن پڑتا میرے نصیب کے چکور سے بھی اسکی توقع رکھنی چاہیے زاغ بال افشانی تو مضائقہ نہین
پر داستان زنی زاغ کی نسبت درست نہین ملا میر نے اسی معنی کا خیال کیا ہوگا کہ اپنے محاکمہ
مین عرفی پر خوردہ گیری کی میری خاطر مین اسکے سوا دوسری توجہ ہی یعنے لف و نشر مرتب کہین

دستان زنی بلبل کی طرف اور بال افشانی زاغ کی طرف نسبت کورن یعنے جسطرح زاغ کمان سے
بال افشانی ممکن ہی ویسے طایع کے کبک سے داستان زنی محال ہی اور بال افشانی کو مستی اور
نشاط سے بہ نوان سے نسبت کرنی وجہ پسندیدہ ہی واللہ اعلم

قصیدہ در مدح نامور خانخانان ہیت

خود گر دیدہ بر بندی چہ گویم کام جان بینی ۔۔۔ ہمان کز اشتیاق دیدنش زادی ہمان بینی

یہ قصیدہ دو مطلع کا مصنف مدعی معرفت ظاہر و باطن نے خانخانان ناموری کی تعریف مین بہت خوب
لکھا ہی اُسکے مطلع کی تمہید بطور وعظ کے سلوک کی راہ مین کی اور بیت کے معنی یہ ہین اگر اپنی
آنکھ تو بند کرے یعنے خودی سے تو نظر اُٹھائے اور اپنے تئین موجود نہ جانے مین تو کیا کہون
تجھے کیا نتیجہ حاصل ہو بس اپنی جان کا مقصود اور محبوب نظر آئے اور جسکے دیکھنے کے اشتیاق
سے تو دنیا مین آیا اور وہ ذات خالق کل اشیا ہی اُسی کو دیکھیگا اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالی نے
آدم علیہ السلام کو خلعت اپنی مشاہدہ کی قوت کی استعداد کے نقش سے سنوار کر پہنایا ہی اور دنیا مین
روح کی تکمیل کو بھیجا تاکہ وہ نظارہ جمال بیزوال الہی کے لائق ہو اور آیہ کریمہ من کان فی ہذہ اعمی
فہو فی الاخرۃ اعمی یعنی جو شخص اس دنیا مین اندھا ہی وہ آخرۃ مین بھی اندھا ہی اُسکا مصداق ہی
اس تقریر مین کام جان بینی جواب استفہام چہ گویم کا تھا چونکہ شاعر خود مجیب ہی اسطریق سے بیان کیا
اسی واسطے تقریر مین کیا نتیجہ حاصل ہو ازاد کیا گیا کہ وہ تتمہ استفہام کا ہی اور دوسرے مصرع کا
مضمون بدل کام جان سے ہوگا یا یہ کہ کام جان کو مفعول چہ گویم کا کہین اور اُس مفعول سے انکار
کرین اور مفہوم مصرع ثانی کی مقبولیت کا اقرار کرین واللہ اعلم ۔ بیت

زر ناقص عیارت بیش از این کیمیا منما ۔۔۔ کہ ہم زر ہم محک را شرمسار امتحان بینی

یعنے اپنے کم درجے کے سونے کو پیشتر اس سے کیمیا یعنے مرشد کامل کے پاس لیجاو غرض عیار
کامل کی تلاش کر کے سونے اور کسوٹی دونون کو امتحان سے شرمندہ دیکھو یعنے فرصت کے
زمانے مین نقد کو کامل کر لینا چاہیے تاکہ آزمایش کے دن کہ بازپرس کا وہی وقت ہی سونا کہ وہ تو ہی
اور کسوٹی کہ قابلیت تیری ہی امتحان مین شرمندہ نہون ۔ بیت

تو سلطان غیوری لیک از کمند خصم بدگوہر ۔۔۔ بکش زان بیشتر خود را کہ جور آسمان بینی

تو بادشاہ صاحب غیرت ہی دشمن یعنے نفس بد ذات شریر کی کمند سے باہر نکل آ قبل اسکے کہ تو ستم آسمان کا

ظلم دیکھے اسواسطے کہ آسمان کا ظلم تیری رسوائی کا باعث ہوگا اور یہ سلطنت کی غیرت کا تقاضا نہیں ہے

روان از خشم و شہوت در عذاب بہر بنی تا کے   دو گرگ میش پرور را جگر خوار شبان بینی

روان را سے پہلے کے قسم سے جان کے معنی مین تحقیق ہوا مطلب یہ کہ غضب اور شہوت کی بدولت کہ تیرے نفس سبعی اور شہوی اور راو زا ہستیار سکے مانند ہین جان یعنے نفس ناطقہ کو عذاب مین رہنا تو کب تلک پسند کریگا یعنے ذات کو آلات کے کام مین رکھتا ہی شرم نہین آتی اور مصراع دوم مصراع اول کی تمثیل ہی اور دو بھیڑیئے سے غصہ اور خواہش مراد ہین اور بھیڑ سے کنایہ بدن ہی اور چرواہہ سے جان کو تشبیہ دی یعنے یہ دو بھیڑیئے بھیڑ کو پالتے ہین اور بھیڑ کی عوض چرواہے کا کلیجہ کھاتے ہین اسواسطے کہ غضب اور شہوت کی شدت سے روح کو ہلاکت ہوتی ہی۔ بیت

طرب پای بر سر زن کہ جنت را خجل یابی   ہوس را دست بر دل نہ کہ دوزخ را طپان بینی

یعنے ظاہر کی خوشی کو پامال کر کہ بہشت جو خوشی کا مقام ہی تیری اس نے پروائی سے شرمندہ ہو اور ہوس جسکے سبب تو دوزخ کے لائق ہوتا ہی اسکے دل پر ہاتھ رکھ یعنے ساکن کر اسواسطے کہ ہاتھ کسی کے دل پر رکھنا کنایہ اسکی جنبش روکنے سے ہی پس دوزخ کو اس ہوس سے اپنی لذت کے سبب خوشی سے تو اُچھلتا دیکھیگا۔ بیت

بہ نزہتگاہ معنی میہمان شو تا ز استغنا   مگس را باوزن دست بر اطراف خوان بینی

باطن کے عالم تنزیہ مین چاہیے کہ تو مہمان ہو تا کہ شدت نے پروائی سے مکھی جو کھانے سے حرص کے مارے نہین ہٹتی نیکھا ہاتھ مین لیے خوان کے کنارہ تو دیکھے کہ ہرگز کھانے کی طرف اسکو رغبت نہین ہی۔ بیت

زبان از شکر منعم تا بہ بندی سعی عرفان کن   کہ قدر نعمتش پروانہ عزل زبان بینی

یعنے اگر تیری خواہش ہی کہ نعمت دینے والے کے شکر سے زبان بند کرے یعنے زبان کوتاہ اور آلود کو اداے شکر کے لائق تو نجانے تو چاہیے کہ تو معرفت کو حاصل کرے تا کہ اسکے نعمت کی قدر کو پروانہ اپنی زبان کی معزولی کا دیکھے کسواسطے کہ جب تک معرفت کے مرتبہ کو تو پہونچیگا بیہودہ زعم تجھے ہوگا کہ میری زبان کوتاہ بیان اسکی نعمت کا شکر کر سکتی ہی۔ بیت

اگر خواہی کہ باشی عیب جو شاگرد ہمت شو   کہ نام ہر چہ بروی عیب آنش بر زبان بینی

یعنے اگر تیری خواہش ہو کہ تو عیب جوئی کا شیوہ کرے ہمت کا شاگرد ہو اسواسطے کہ ہمت کی تعلیم سے جس شی کا نام زبان پر آئے اُسی کا عیب تیری زبان پر ہوگا کسواسطے کہ بعد ازین جو چیز تیری ملحوظ ہوگی اُسپر تجھے قناعت نہوگی بلکہ اُسکو تو عیب لگائیگا اور اس قسم کی عیب جوئی داخل کمال

سالک ہی ۔ بیت

سر روحانیان داری بلی خود را ندیدستی   بخواب خود در آتا قبلۂ روحانیان بینی

یعنے اگر تیری خواہش ہی کہ تو فرشتہ بنجاسے ہان اپنے کو تو نے نہین دیکھا اور نہ پہچانا ہی اپنے خواب مین تو آ یعنے اپنے تئین محو کر تا کہ فرشتون کا قبلہ تو نظر آسئے کہ البتہ انسان کامل ملائکہ کا مسجود ہی ۔ راقم مترجم ۔ اس بیت کی شروع شرح مین لفظ اگر سہو کاتب سے ہوگا اسواسطے کہ اصل بیت مین نہین اور نہ معنی اگر کے وہان درست آتے ہین جیسا کہ ظاہر ہی اور بیت کے معنی یہ ہین کہ ای مخاطب تیری خواہش اور تیری تمنا ہی کہ فرشتہ بنجاسے ہان یہ تعجب کی بات نہین اسلیے کہ تو نے اپنے تئین نہین دیکھا ہی ۔ بیت

مخور دم کز زبال الشبہ کمتر سے نہد خود را   کہ چون فال خراب از ندیل ہان بینی

دم فریب کے معنی مین ہی اور فاعل فعل نہد کا وہی نفس ہی جو کہ اوپر کی بیت مین مذکور ہی معنی اگر نفس حیلہ ساز مچھر کے پر سے بھی کمتر یعنے عاجز و ضعیف بنے جا ہیے کہ تو اُسکے دم مین نہ آئے کسواسطے کہ اگر وہ شریر خرابیان کرنے پر آوے تو ایک مست ہاتھی نظر آئیگا وہان کے معنے مست الا یہ لفظ ہاتھی اور اژدہا کے سوا دوسرے کی صفت مین نہین آتا ۔ بیت

زبیرون خیمہ در گوش و افغان بر کشد   اگر در نفس خود را ستعاشی از بیان بینی

دوسرے مصرع کا مضمون شرط ہی کہ آخر مین واقع ہوا اور مصرع اول کا مضمون جزا ہی مطلب کہ اگر نفس الامر مین خوشی اپنی بیان سے تو دیکھے یعنے اپنی تعریف سے تو چاہیے کہ باہر سے روئی کان مین تو رکھ لے تا کہ تعریف اپنی تو کسی سے نہ سنے اور دل سے دہائی تھوڑی دے یعنے تلخو ظاہر کر ۔ المطلع الثانی بیت

بخواب خود درا تا قبلۂ روحانیان بینی   ہر بین در آئینہ تا آئینہ صد ہا نوابا بینی

ان دونون مصرعون کو دو بیت اول سے لیکر دوسرا مطلع مصنف نے قرار دیا ہی سے اسطرح ہی معشوق سے خطاب کرتا ہی ای علوی اصل شوخی ہر کہیں جسکے خمیر مین ناز و افتخار داخل ہی تیری نظر اپنے اوپر نہین ہی سزاوار تیرے یہ ہی کہ اپنے خواب مین تو آئے اسلیے کہ ظاہرا اپنے اوپر تیری نظر خواب مین اپنے تئین دیکھ تا کہ فرشتون کا قبلہ تو اپنی ذات کو دیکھے اور اسے معنی کے مطابق تقریر دوسرے مصرع کی ہی اور یہ خطاب معشوق کے سوا راست نہین آتا کہ گریز اور تخلص کے وقت تمہید اور تشبیب سے مصنف کہتا ہی کہ راگ گانا موقوف کر اور غزل کہنے سے علاحدہ ہو اور وعظ و نصیحت

قدم رکھ بیت

ہلاکم میکند گردون و غمگین میشوی آری تو نتوانی کہ بر احباب دشمن مہربان بینی

محبوب کی سنگدلی مین مبالغہ ہی یعنے آسمان مجھے مارے ڈالتا ہی تو غمگین ہوتا ہی مین جانتا ہون
کہ تجھسے یہ نہین ہو سکتا کہ عاشقون پر دشمن کو کہ آسمان ہی مہربان دیکھے کسواسطے کہ احباب کا
ہلاک ہونا آسمان سے خاص تیری ظلمون سے ہی اور نے شفقتی کی وجہ سے اس امر کو تجھ سے
نہین کرتا بیت

تو محبوب جہان و انگہ مدارا با ورم نا ید تو شمع انجمن باشی و پروانہ جان بینی

اس بیت کے معنی مین تعلیق بالمحال ہی یعنے تو جہان کا محبوب ہو اور پھر صلح کا امکان شباں گمان
کرین مجھے اسکا یقین نہین ہوتا اسواسطے کہ جس مجلس مین تو شمع بنے پروانہ کی زندگی متصور
نہین ہی بیت

دلت الماس ہمت بود اگر دریابی اکنونش ترنج زر دست افشار پرویز جہان بینے

ارباب ہمت پر معنے بیت واضح ہی کہ تیرا دل ہیرا تھا کہ دنیا کی رعایت کی ہوس سے نہین کٹتا تھا
اور اب اگر تو غور سے اُسے دیکھے تو وہ دنیا کے بادشاہون کے ہاتھ کا کھیل اور اشغولہ معلوم ہوگا
یعنے قیمت سے اُتر گیا اور شرح معنی ترنج زر دست افشار کی اُس قصیدہ مین کہ نرگس اُسکی
ردیف ہی لکھی گئی بیت

نشان جان ہمی جوئی نشان از بی نشان یابی مکان دل طلب کن تا مکان و لامکان بینے

دل کھوئے ہوؤن پر جو نے نشان ہو کرنے نشان یعنے ذات بحت کے نشان کا سراغ پا چکے
ہین معنی اسکے مخفی نہین ہین کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کی حدیث کی سند سے جسکے یہ معنی
ہین کہ جسنے اپنا نفس پہچانا اپنے رب کو پہچانا چاہیئے کہ اپنے جان کے نشان کی خواہش مین کوشش کرے
کہ تحقیق جان سے نے نشان کے نشان کو کہ مطلب اصلی ہی پہونچنا آسان ہو اور دل کے
مقام پر آگاہی حاصل کر کہ اپنا مکان لامکان مین تو پائیگا بیت

ز چنگ دی و فردا رستہ ام با منت امروز تو این دولت کجا یابی کہ ہستی در زمان بینے

یعنے مشہور تین زمانے ماضی مستقبل حال کی قید سے مین آزاد ہو گیا ہون یعنے گذشتہ اور آئندہ کی
گرفتاری سے بلا منت حال کے چھوٹ گیا اور جو شخص موجود کا احسان نہ اُٹھائے ظاہر ہی کہ
وہ گذرے اور آئیگا منت کش کیا ہوگا اور تجھے یہ دولت کہان نصیب کہ اپنی ہستی کو زمانے

دیکھتا ہے کہ زمانہ کا مقید ہے - بیت

بچشم مصلحت بنگر نظام ملک ہستی را کہ ہر خاری درآن وادی درفش کاویان بینی

کہتا ہے کہ مصلحت کی نظر سے دنیا کے انتظام کا ملاحظہ کر کہ اُسکے جنگل مین ایک ایک کانٹا درفش کاویان یعنی شی عظیم تعجب انگیز ہے - درفش کاویان ایک نیزہ کا نام ہے کہ کاوہ نامی ایک لوہار نے اُسے طیار کیا اور سبب اُسکے بنانے کا یہ تھا کہ جب ضحاک بادشاہ ظالم نے کاوہ لوہار کے دو بیٹے قارن اور قباد کو جان سے مار کر اپنے شانہ کے سانپون کو دیا جب قارن اور قباد کی نوبت آئی تو کاوہ ہندوستان کی طرف چلا گیا اور فریدون کو ضحاک کے ڈر سے لیکر ہندوستان کی طرف بھاگ گئے تھے اور گاے کے دودھ سے اُسکو پالا جب کاوہ لوہار نے فریدون کو دیکھا اُسکے ساتھ ہوا اور وہان سے آگے بڑہا اور اپنی جماعت کا حال اُس شخص سے کے حضور مین عرض کیا جو نیرنجات یعنے طلسمات کے عمل مین مشہور معروف تھا اُس عامل نے نقش صد در صد کا اس پوست چرمین پر لکھا کہ کاوہ اپنی کر مین بندھا رکھتا تھا اور حکم دیا کہ اسکو ایک نیزہ پر باندھکر جھنڈا کھڑا کرے بہت لوگ جمع ہو جائینگے کاوہ نے ایسا ہی کیا خلقت گروہ کی گروہ جوش کرتی ہوئی کاوہ کی ہمراہ ہوئی اور فریدون ضحاک پر چڑھ گیا اور غالب آیا ضحاک مارا گیا اور فریدون کو بادشاہی ملی اسکے بعد یہ رسم ہو گئی کہ جو بادشاہ لڑائی پر جاتا وہ نیزہ مذکور کو برکت کی نظر سے آگے بڑھاتا تھا اور فتح پانے کے بعد بہت سے جواہر اور موتی بیش بہا اسمین باندھ دیتا - درفش کسر اول سے تحقیق کیا گیا ہے بیت

تو از ملک عراق واژگون کن عادت پیشین اگر خواہی کہ حسن رونق ہندوستان بینی

ملک عراق سے مراد سفیدی ہے جو درحقیقت سیاہ رو ہے اور ہندوستان سے معنی کا ملک وسیع مقصود ہے یعنے اگر تیری خواہش ہے کہ باطن کے شہر کی تو سیر کرے تو لازم ہے کہ اپنے وطن کی روش اور راہ کو تو ترک کرے بیت

ازان تاراج بینی در بیابان کاندرین کشور بآبادی چو آئی راہ زن را دیدبان بینی

بیابان سے عرصہ محشر اور کشور سے دنیا مراد ہے یعنے دنیا کی آبادی مین کہ فی الحقیقت ویرانہ ہے جب تو آئے نفس اور شیطان کو کہ دو بٹ مار تیرے دائین بائین لگے ہوئے ہین تو غفلت سے اُنکو نگہبان خیال کیے ہوئے ہے اور وہ غفلت کے پردہ مین تیری طہارت اور پاکدامنی کے اسباب کو لوٹے لیے جاتے ہین اور جسوقت قیامت کے میدان مین کہ واقعی شہر آباد ہے ترا گذر ہو تو پائیگا کہ ہمارا مال و اسباب اُڑا لے گئے ہین - صاحب فرہنگ جہانگیری نے لفظ کشور کو فتح اول سے تحقیق کیا ہے بیت

تو سر تا دیدۂ بر شعلہ می تازی ز خاکستر بہ بینی حسن خاکستر چو در روشنگران بینی

ظاہر ہے کہ جاڑا کھایا ہوا شعلہ کی طرف دوڑتا ہے کہ اُس سے گرم ہو جاے اسواسطے کہتا ہے کہ تو نے دنیا کا ہلکا درمعلوم
کیا ہے لہذا اُسکے علاج کے درپے ہے کہ جاڑے کے لحاظ سے آگ کی خواہش ہے اور راکھ کی تجھے قدر نہین اگر
آئینہ دل کے صیقل کرنے والون کے جا جاوین تو جانئے تو راکھ کا حسن دیکھے کہ اپنے تئین گلا جلا کر
دل کے شیشہ کو کیسا صاف شفاف کرتی ہے پس خاکساری اور نیازمندی کرنی لازم ہے **بیت**

مرو در عرصۂ دانش ز آسیب تنک فہمان　　یقین را در پناہ پردہ داران گمان بینی

محبت والے جانتے ہین کہ عقل مکار ایک کانٹا ہے جسکے پانو مین وہ لگتا ہے راستہ چلنے سے آ سے بازرکھتا
اور عقل والے اپنے قیاس ہی کے سبب ہمیشہ زعم اور پندار مین گرفتار رہتے ہین اور وہ پندار مقصود ہے
اسلیے مصنف منع کرتا ہے کہ عقل مندون کے جگھٹ مین نجانا کہ وہان شک کی آڑ مین یقین ہے یعنے
شک غالب ہے **بیت**

مشوش خواہمت آنجا کہ بینی رہبر خستہ　　در آتش خواہمت جاے کہ دستی بر عنان بینی

کہتا ہے کہ جہان کوئی عاجز راہ کا چلنے والا تجھے ملے وہان تجھے متفکر چاہتا ہون یعنے میری خواہش ہے
کہ تو دلسوزی اُسکے لیے کرے اور آگ مین تجھے لوٹنا چاہتا ہون یعنے تو بیقرار ہو جسوقت کہ ایک شخص کے
ہاتھ کو اپنی باگ مین تو دیکھے دست در عنان کے دو معنی ہین اول مزاحم دوسرے سائل یہان
اخیر معنی مراد ہین۔

قصیدہ در مدح ابو الفتح گیلانی بیت

بسکہ لذت دوستم یک لخت دل　　بر متاع صد نمکدان میزنم

یہ قصیدہ حکیم ابو الفتح گیلانی کی تعریف مین کہا ہے اور بیت کا مطلب یہ ہے کہ بہت ہی لذت
مجھے عزیز ہے دل کے ایک ٹکڑے پر سو نمکدان جھکا دیتا ہون اور ایک لخت کی خصوصیت
اسواسطے ہے کہ دل کے سب ٹکڑون کو بہت زیادہ نمکدان درکار ہین اور عاشق کے دل کا ٹکڑے
ٹکڑے ہونا ظاہر ہے اور دل کے اوپر نمکدان کا خالی کرنا بظاہر سوطرح کے رنج کا آمادہ ہونا ہے لیکن
ہمت کے لوگ ایسے رنج اور درد کو بڑا آرام جانتے ہین اور اگر لخت کو دل کا مضاف نکرین یہ
معنی ہونگے کہ لذت کے پانے کے لیے دل کو برابر نمکدان پر جھکاتا ہون ۔ کلمہ یک لخت اکثر محاورہ مین
یکسرہ اور یکبارہ کے معنی مین آیا ہے مگر پہلی تقریر بہتر معلوم ہوتی ہے **بیت**

آن خلیلم من کہ فصل الحذر　　بر دہان دوست مہمان میزنم

حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ علیہ کا یہ قاعدہ تھا کہ مہمان بغیر کھانا نہ کھاتے اور اگر کسی
متنبہ پرہیز پر کرنا چاہیں تو الحذر کا کلمہ کہتے ہیں مراد یہ کہ بچو اور پرہیز کرو یعنے میں وہ خلیل ہون کہ
مہمان کے منھ پر الحذر کا قفل لگاتا ہون اک تنبہ اپنے ہم کاسہ اور ہم نوالہ ہونے پر کرتا ہون اس
سبب سے کہ غذا جو مین کھاتا ہون جسکی حقیقت پہلی بیت مین ذکر کی چھپا نہین سکتا بیت

جاہ را کوس بلند آوازگی بر خمر از بام نسیان میزنم

دستور ہی کہ دور آواز پہونچنے کی غرض سے نقارہ کو اونچے مقام اور چھت پر بجاتے ہین اسلیے
کہتا ہی کہ شہرت کے نقارے کو فراموشی اور نسیان کے بام پر بجاتا ہون یعنے شہرت اور جاہ کو مین نے بھلا دیا ہی
اور اس مقام پر بامعنی اضافت ہی اور جاہ مضاف الیہ کوس بلند آوازگی ہی بیت

بحر طوفان خیز دردم موج زن از تحتہ کہائے شریان میزنم

بحر طوفان خیز دردمیم متکلم کے ساتھ مرکب تامہ ہی یعنے دریای طوفان خیز دردمستم اور دریاے
طوفان خیز دردمین خون کی لہر مناسبت ہی خلاصہ رگون کی حرکت اور جنبش سے خون کی لہر
مارتا ہون نشتر نہین مارتا بیت

زہرہ سے دزدد نواے خون چکان زخمہ چون بر عود افغان میزنم

عود ایک ولایتی باجے کا نام ہی اور افغان کو اس سے استعارہ کیا یعنے شور اور افغان کے
باجے کو جب مضراب سے چھیڑتا ہون تو آواز اسکی ایسی پر تاثیر ہی کہ زہرہ جو آسمان کی مطربہ ہی
میری آواز درد انگیز کو کہ بہت ہی دلمین تاثیر کرتی ہی چورا لیجاتی ہو بیت

تا بکے ہر ہو د دم در سومنات تیشہ بر پاے ایمان میزنم

یعنی کب تک بتخانے مین ڈھونڈتا پھرون کہ بڈھونڈتا ایمان اسلام کے پانوپر کلہاڑے کا مارنا اور ایمان سے درگذر کرنا ہی
اور اس ترجمہ مین تقاضا نہین نکلتا مگر یہ کہ اُس سے رجوع کیجاے اور اس سے یہ بہتر ہی جو بعضے کہتے ہین
کہ کب تک آوارہ رہون سومنات مین کہ کفر کا عبادتخانہ ہی ایمان کے پانون پر کہ خلاف اور منافی
مین ہی اور ہر طرف اپنی نے وقعتی سے نازش کرتا ہی کلہاڑی مارون یعنے راضی سومنات سے ہون بیت

بت پرستان سے فریبند م سے شیشہ بر سنگ ایشان میزنم

اس بیت کا حاصل یہ ہی کہ بت پرست لوگ مجھے پھسلاتے ہین کہ خوب بت پرستی کر مگر مین انکے
داؤ مین نہین آتا اسواسطے کہ فریب دینے کے وقت شیشہ کو انکے پتھر پر پٹک دیتا اشارہ انکے
فریب کے قبول نہ کرنے سے ہی ان شیشہ توڑنا صحبت کے برہم کرنے کی چال ہی اور شیشہ

برسنگ زدن سے دوسرے معنی بھی ظاہر ہوتے ہین کہ شیشہ سے مراد دل ہو پتھر پر کہ بت سے
مراد ہی جنکا اشارہ بت پرستی کا گرویدہ ہوا ہی یعنے یہ لوگ فریب دیتے اور بہکاتے ہین اور اپنی
مراد حاصل کرنے کی نظر سے انکے دم مین نہین آتا - یہ ارادہ بیت سابق کے ارادہ سے مناسب ہی
واللہ اعلم - (از مترجم - شیشہ برسنگ زدن کنایہ عاشق کے منغص ہونے اور بھید کے ظاہر ہونے
سے ہی جیسا کہ بہار عجم مین پایا گیا پس محاورہ کے موافق معنی بیت کے یہ ہین کہ بت پرست لوگ مجھے
پھسلاتے اور فریب دیتے ہین لیکن مین انکا راز فاش اور خود انکو رسوا کرتا ہون) بیت

بسکہ کج پنداشتم نقش درست خندہ بر بازیچہ پنہان میزنم

پنداشت فعل اور میم متکلم اسکا فاعل اور کج صفت فعل مذکور کی کہ مقدم واقع ہوئی اور نقش درست
موصوف مع صفت مفعول اسکا ہی - یعنے مصنوعات کہ صانع ازل نے پیدا کیے ہین سب کے
نقش درست ہین غفلت کی راہ سے ان درست اور سیدھے نقشون کو مین نے ٹیڑھا مانا
اور یہ خیال کھیل اور بازیچہ کے سوا نہین ہی اسواسطے کہتا ہی کہ مین اس جاننے پر کہ بازیچہ ہی ہنستا ہون
اور دوسری ترکیب یہ بھی ممکن ہی کہ پنداشت فعل اور میم متکلم اسکا فاعل اور کج اسکا مفعول مقدم
اپنے فعل یا فاعل پر اور نقش درست مفعول ثانی یعنے دنیا کو جو ٹیڑھی صورت ہی مین اپنی نادانی
سے اس کج کو نقش درست خیال کرتا ہون اور وہ خیال کرنا ایک کھیل ہی پوشیدہ اس کھیل پر
ہنستا ہون اور پہلی تقریر اور ترکیب کسی قدر بہتر ہی - (از مترجم - شارح نے پنہان کا فائدہ ظاہر
نہین کیا پس معنی اسطرح کہنے چاہئین کہ ہمیشہ مین کج کو نقش درست یا نقش درست کو کج تصور کرتا تھا
اب جو اسکی تمیز ہوئی کہ مجھسے غلطی ہوئی کہ حق کو باطل یا باطل کو حق کو جانتا رہا تو اپنی نوبت پر ہنستا ہون
اور پنہان اور چھپ کر اسواسطے کہ اگر ظاہر مین ہنسون اور میری اس غلطی سے لوگ واقف ہون تو
ندامت ہوگی کہ سب نے جان لیا کہ مین نے عمر اپنی لغویات مین صرف کی اور شارح کے آخر فقرہ سے
نکلتا ہی کہ خود معنی بیت مین متردد اور فکر اسکی ڈانوان ڈول ہی کہ ایک توجیہ پر بھی اسکو اطمینان نہین) بیت

بسکہ بر پیش ست پایم ہر قدم دشنہ بر خار مغیلان میزنم

یعنے مین محنت کا مبتلا کہ بلا کے جنگل مین آوارہ پھرنے والا ہون بسکہ ہر قدم مین پانون کانٹے کی
نوک پر رکھتا ہون تیغ ارمان کی چھری ببول کے کانٹون کے گلے پر پھیرتا ہون اسواسطے کہ ببول کی
کو اپنی خاطر مین نہین لاتا اور اسکو ملائم جانتا ہون اور بعضے نسخون مین پیش پاسے
فارسی سے لکھا ہی اس صورت مین دشنہ مارنا پانون سے کہ آگے بڑھ کر جاتا ہی رفتار مین ببول کے

کانٹون پر ظاہر ہو مگر پہلا نسخہ واضح ہی — بیت

کعبہ در آغوشش دل دارم وے　　فال آتشگاہ گبران میزنم

یعنے کفر کا طالب ہون اسلیے کہ فال کسی چیز کے لینی اسکے طلب کرنی ہی حاصل بیت یہ کہ اسلام کا
بھید حاصل کر لیا کفر کا بھید ڈھونڈھتا ہون یا یہ معنی کہ اپنی آوارگی کا اظہار غرض رکھتا ہون یعنے
کعبہ کو بغل مین لیکر کوئی شخص آتشگاہ کی تمنا نہین کرتا لیکن مین آوارگی سے ایسا ہی کرتا ہون

می فشاند بر لبم خون مراد　　عطسۂ کز مغز ایمان میزنم

می فشاند فعل اور عطسہ فاعل کہ موخر واقع ہوا اور خون مراد مفعول اسکا ہی اور چھینکنے مین
خون کا آنا ممکن ہی کسواسطے کہ خون کے جوش یا دوسری بیماری سے یہ امر ظاہر ہوا ہی اور خون
مراد سے ضائع ہونا مراد کا ہی یعنے ایمان کے دماغ سے جب چھینک لیتا ہون وہ مراد کہ
ایمان کی قرارگاہ مین ٹھہری ہوئی تھی اُس مراد کا خون ہونٹھون پر آتا ہی اس صورت مین مراد
مجازی کہ اُسکا قتل اور تلف ہونا عین مراد ہی غرض ہوگی خلاصہ ناکام اور نامراد ہونے پر ایمان
رکھتا ہون کہ نہ کوئی مقصد پورا ہوا نہ کوئی مراد ملے — بیت

دست شیون در گلستان نشاط　　بر سر گلہاے خندان میزنم

مین ماتم کا دوست اور خوشی کا دشمن اگر باغ مین گذر کرون ہنستے پھولون کے سر پر ماتم کا ہاتھ مارتا ہون و
اور جہان کہین خوشی کی بہار ہو مین شگفتہ نہین ہوتا ہون بلکہ اُس مقام کو نزاغم اور رنج کا گھر بنادیتا ہون
خلاصہ یہ کہ ہنستے پھولون کو ماتمی کرتا ہون اور اُنکو کہرام مچانے پر لاتا ہون بیت

شیشہ از زہر ہلاہل شد تہے　　کاسہ در خون شہیدان میزنم

شہیدون کا خون زہر ہلاہل سے زیادہ موثر ہلاک کرنے مین ہی اسواسطے کہ خون کا پینا باعث
ہلاکت ہی علے الخصوص خون شہیدون کا جو اللہ تعالے کی راہ مین مارے گئے اور اُس خون کی
حرمت اور تعظیم زیادہ ہی اور صورت یہ کہ زہر کا شیشہ چڑھا کر مین نے خالی کردیا اب شہیدون کے خون سے
کہ شربت مرگ ہے جام کو بھرتا ہون اور اُسی زہر کو خوشگوار شراب جانتا ہون — بیت

عقل میگوید گل ایجاد او　　بر سر تقدیر امکان میزنم

عقل کا مقولہ ہی کہ ممدوح کے پیدا کرنے کا پھول تقدیر امکان کے سر پر کلغی کی طرح
رکھتی ہون یعنی وجود ممدوح سب موجودات کی پیدایش پر مقدم ہی کسواسطے کہ ممدوح کی عقل ممکنات حشمت
مین وہ شی ہی جسکو فلسفی علت اولے کہتے ہین یہی وجہ ہی کہ اس مقدمہ مین عقل اختیار ہوئی — بیت

عشق سے گوید عبیر جیب او　　بردماغ پیر کنعان بیز نم

پیر کنعان سے اشارہ یعقوب علیہ السلام سے ہی اور وہ قصہ مشہور ہی کہ جب یوسف علیہ السلام کو کنعان سے مصر مین لیگئے اور یعقوب علیہ السلام نے اُنکے فراق مین حزن کا گھر اختیار کیا اور برابر رویا کرتے ایکدن عشق کی ہوائے مصر سے یوسف علیہ السلام کے پیراہن کی خوشبو لیجا کر اُنکے دماغ تک پہونچا دی ــ اسواسطے کہتا ہی کہ ممدوح یوسف علیہ السلام کا مرتبہ رکھتا ہی اور عشق اس قصہ کے مناسبت سے مخصوص ہوا

قصیدہ در مدح خانخانان گفتہ و تتبع انوری کردہ مطلع قصیدہ انوری اینست

اے قاعدۂ تازہ ز دست تو کرم را　　وے مرتبۂ تو زبان تو قلم را

قصیدہ عرفی ــ

اے داشتہ در سایۂ ہم تیغ و قلم را　　وے ساختہ پیرایۂ ہم فضل و کرم را

معنی یہ ہین کہ ای ممدوح تلوار اور قلم کو ایک دوسرے کے سایہ مین تونے رکھا ہی کہ تلوار تیری قلم کے سایہ مین ہی اسواسطے کہ قلم کے منصب سے زیادہ منزلت حاصل کی اور قلم تیری تلوار کے سایہ مین ہی اسواسطے کہ تلوار کی تیزی اور کاٹ سے قلم کا حصہ بڑھا ہی اور یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ تلوار تیری قلم کے سایہ مین ہی یعنے انتظام سیاست مدنی کا کہ تلوار سے مضبوط ہی تیری تدبیر کے ساتھ وابستہ ہی اور اسی طرح قلم کے زیر سایہ تیغ ہونے سے تیری تدبیر سیاست سے متعلق ہی حاصل یہ کہ تو صاحب قلم ہی اور تو ہی صاحب سیف اور مصرع کے معنی ظاہر ہین مگر چونکہ فضل اور کرم کے معنی قریب قریب ہین اسواسطے اس مصرع کا لفظ ہم اول مصرع کے ہم سے مقابل نہین ہوتا اسواسطے کہ لفظ فضل کا کرم کے ساتھ بہت بخشش کے معنی مین آتا ہی اور علم و دانش کے معنی مین کم الا جب کہ لفظ فضل علم کے ساتھ مذکور ہو تو فضیلت علم کے معنی دیتا ہی ــ بیت

جم مرتبہ خانخانان کز اثر نطق　　چون گل ہمگی گوش کند جذر اصم را

اس بیت مین مصنف نے ایک الف خانخانان کے نام سے کم کر دیا ہی اور اسقدر تخفیف نام ممدوح شعر مین رکھنے کے لیے تجویز جائز رکھی ہی خلاصہ معنی جذر حساب مین دو قسم کے ہین جذر ناطق اور جذر اصم جذر ناطق وہ ہی کہ ایک مجذور فرض کرین کہ جذر اُسکا قاعدہ کے موافق مضروب فیہ مین ضرب دینے سے مجذور فرضی کے بتلانے پر ناطق ہو جیسے سولہ مجذور کا چار جذر ناطق ہی اور جذر اصم جو کہ ایسا نہو جیسے ستو یا دوسرے مجذور قرار دین کوئی جذر

نہین کہ اُس محذور تک ہونچی ۔ مصنف کی غرض یہ ہے کہ ممدوح کی نطق مین یہ خوبی ہے کہ خدا اصم کو شنوا
اور سامع کردیتی ہے (از مترجم اصم بہرے کو کہتے ہین) **بیت**

جاوید ہمے بخشد واز نایہ نگاہد — رشح قلمت ثروت اصناف امم را

اس بیت مین بخشد فعل اور رشح قلم فاعل اور ثروت مفعول اور اضافت ثروت کی اصناف امم کی طرف
تجویز کیجاے تو اس تقدیر پر شک کی بات یہ ہے کہ خلائق کے اقسام اور اصناف کو جو ثروت حاصل ہے
اُسکی موجودگی ممدوح کی بخشش سے پہلے ہو اور یہ مقام تعریف کے منافی اور برخلاف ہے مگر تاویل
کیجاے کہ جو ثروت اصناف خلائق کو حاصل ہے ممدوح کی دی ہوئی ہے اور ارادہ حصول ثروت کا ممدوح
کی بخشش کے بعد کیا جاے مگر اسمین تکلف ہے اور فک اضافت مین فصاحت نہین بے تصنع کہتا ہون کہ
عرفی کے قلم سے سہو ہوا اور معنی کا چہرہ خراشیدہ ہوگیا اور ثروت بالفتح ثاء مثلثہ بمعنی تونگری ہے
(از مترجم ۔ شارح علیہ الرحمۃ کو سہو ہوا کہ بخشیدن متعدی بدو مفعول ہے ترجمہ اعطاء کا جیسے کہ
اعطیت زیدا درہما بخشا مین زید کو ایک درم اسی طرح فعل بخشد کے بھی دو مفعول ہین اس بیت مین ایک
مفعول ثروت دوسرا مفعول اصناف امم اور ثروت جو ایک مفعول ہے بلا کسرہ اضافت کے پڑھیا جائیگا
اور مصنف اسمین سہو سے پاک ہے) **بیت**

گنجینۂ احسانش تنگ نا یہ نگردد — گر تا ابد انعام دہد صفر رقم را

پوشیدہ نرہے کہ صفر اہل حساب کی اصطلاح مین نقطہ جوفدار کو کہتے ہین یعنے ایسا نقطہ کہ اندر سے
خالی ہو ہ اور اُسکو عدد کے برابر داہنی طرف رکھتے ہین اور وہ رقم کی بیشی کا باعث
ہوتا ہے جیسے اکائی کو دہائی سیکڑے اور ہزار سے کے مرتبے تک ہونچانے کے واسطے مثلاً ایک کے
عدد کو لکھین اور اُسکے برابر ایک نقطہ رکھین دس ۱۰ ہو جاے اور اگر دو نقطہ رکھین تو سو ۱۰۰
اور تین نقطہ رکھین تو ہزار ہو جائین ۱۰۰۰ ۔ حاصل معنی یہ کہ اگر رقم پر صفر ہمیشہ تک انعام
دیتا چلا جاے جس سے اُسکا مرتبہ زیادہ ہو اُس صفر سے خزانہ احسان کم نہو اور اس صورت مین
ضمیر شین کہ لفظ احسان سے متصل ہے بطریق اضمار قبل الذکر راجع صفر کی طرف ہوگی اور
اس بیت کو مؤید بیت سابق کہینگے اور بعضے اس ضمیر کو راجع ممدوح کی طرف کرتے ہین اور
معنی بیت کے اسطرح سے کہتے ہین اگر ممدوح رقم کو ہمیشہ تک صفر انعام کرے کہ اوس بخشش
زیادہ ہوتی سے احسان کا خزانہ کم نہو **بیت**

چرخ از شرف خاک درت ساخت طلسمے — کز درگہت آن سنج نبود راقسم را

طلسم ایک صورت ہی کہ عمل نیرنجات سے بناتے ہین اور اسکا فائدہ یہ ہی کہ کوئی اوسکی حد سے بڑھ نہین سکتا اور دوسری طرف اُسکے نہین جاسکتا پس آسمان نے تیرے دروازہ کی خاک سے ایک طلسم طیار کیا ہی کہ اوسطرف قسم نہین جاسکتی یعنے وہین رہجاتی ہی خلاصہ یہ کہ تیرے دروازہ کی خاک مقسم ہی۔ داز مترجم – شرح کی عبارت بیان معنی مین قاصر ہی۔ قسم اُسی کی کھاتے ہین جسکی عزت اور بزرگی زیادہ ہوتی ہی آسمان نے جو ممدوح کے دروازہ کی خاک سے طلسم بنایا جسکے اُسطرف قسم نہین جاتی اس سے شاعر کا یہ ارادہ پایا جاتا ہی کہ ممدوح کی خاک درانتہای عزت اور بزرگی کی ہی کہ اُس سے آگے بڑھکر اور کسی کو حاصل وہ عزت دنیا مین نہین ہی جسکی قسم کھائی جا پس مراد یہ نہین کہ خاک ممدوح مقسم بہ ہوگیا بلکہ ذکر لازم یعنے قسم کا ہی اور ملزوم اُسکا یعنی عزت اور بزرگی مقصود ہی یعنے ممدوح کی بزرگی کو دوسری چیز دنیا مین نہین پہونچی اور وہی اعلی رتبہ کا بزرگ اور معزز ہی **بیت**

بگرفت ز انفاس تو در معرکہ لاف شادی طرف شادی و غم جانب غم را

یعنے تیرے انصاف کی اقتضا سے کہ محافظ افراد موجودات ہی معرکہ لاف و گزاف مین جہان ایک دوسرے پر غلبہ اور تصرف کرنا چاہتا ہی خوشی نے اپنی طرف اختیار کی ہی اور غم نے اپنی طرف یعنے جو مقام خوشی کے لائق ہی اُسی کی طرف خوشی مائل ہی اور جو موقع غم کے سزاوار ہی اُسی طرف کو رجوع کرتا ہی اور بجائے بگرفت صیغہ مثبت کے نگرفت بصیغہ منفی بھی لکھا ہی درینصورت طرف کے معنی حمایت اور جانبداری کے صادق آئینگے داز مترجم – شرح مین موافق نسخہ انصاف کے معنی بیان ہوے بہتر ہی کہ متن مین بجاے انفاس کے لفظ انصاف درج ہو اسواسطے کہ انفاس کا لغت مین انصاف مدلول نہین ہی **بیت**

آگہ نیم از شبہ تو دانم کہ نزادہ است دوشیزۂ از دودۂ شبہ تو عدم را

یعنے تیرے مثل کے خاندان سے ایک لڑکی پیدا نہین ہوئی یعنے تیرے ہمسر کے وجود کی علت نے عدم مین وجود حاصل نہین کیا پس ممدوح کے مثل اور مانند سے ناواقفیت اور لاعلمی پر چند بعد کے لفظ سے شبہ کے مگرانے کی موجودات ممکنہ کا توہم ہوتا ہی لیکن وہ فرضی برای گفتن ہی وگرنہ ضمن وجود کے عدم کا ارادہ ہو ظاہر ہی کہ اُسکا خاندان بھی قبیل عدم سے ہوگا۔ داز مترجم میرے نزدیک معنے آگہ نیم کے وہ نہین ہی کہ شارح نے بطور نتیجہ لکھے پس آگاہی مانند ممدوح کے تسے مجہول ہوگی اسواسطے کہ مقصود مصنف کا آگہ نیم از شبہ تو سے یہ نہین ہی کہ اسکو جہل ممدوح کے

شبہ سے ہی بلکہ قطعی اُسکو علم شبہ کے عدم کا ہی الا اُسکے عدم کا بیان بلاغت کے ساتھ کرنا چاہا
اور تعبیر اُسکی اُسطرح کی مجھے شبہ ممدوح کی خبر نہین کہ وہ ہی یا نہین لیکن یہ یقینا قطعی طور جانتا ہون
کہ خاندان شبہ مین دختر یا کرہ بھی پیدا نہین ہوئی پس ظاہر ہی کہ جب محل شبہ کی پیدائش کا عدم سے
وجود مین نہین آیا تو شبہ ممدوح بطریق اولے ممتنع الوجود ہو گا اسواسطے کہ والدہ بغیر معمولاولد نہین
ہوتا اور اس بیان پر بلاغت کو یہ بیان سادہ اور صریح نہین پہونچا کہ مثل ممدوح کا موجود نہین ہی
اور اس حکم نفی شبہ مین حالانکہ قطعی ہی وہ لطف نہین ہی جو مضمون بیت مین ہی ابیات

از عدل تو گر طبع جنین معتدل آید ‖ آن عہد رسد عالم فرتوت و فرم را

کز گم شدگی در قلم وہم نیاید ‖ امکان رقم صورت مفہوم ہرم را

جنین جیم عربی کے فتحہ سے بچہ خام کہ ماں کے پیٹ مین ہو اور جو خام پیدا ہوا اُسے افگانہ کہتے ہین اور اُسکی
طبیعت اعتدال کے غیر قابل ہوتی ہی اسلیئے عدل کی تعریف مین مصنف کہتا ہی کہ ای ممدوح تیرے
عدل کی اقتضا سے طبیعت جنین یعنے بچہ خام کے اگر اعتدال حاصل کرے تو عالم کا بوڑھاپا اور
کبرسن ایسے شباب اور تازگی سے بدل جائے کہ اُسکے مفہوم کی صورت مفقود ہوجانے کے سبب سے وہم کا
قلم بھی نہین لکھ سکتا بیت

گر جاہ حسودت بہنر ہندسے افتد ‖ در مرتبہ نقصان رسد از صفر رقم را

ہندسے وہ ہی کہ ہندسہ کے علم مین مشاق خوب ہو اور صفر وہ نقطہ ہی کہ اُس سے رقم کی فزونی
ہوتی ہی حاصل یہ کہ تیرے دشمن کا جاہ جس سے نقصان لازم ہی صاحب علم ہندسہ ہو اُسکے
اثر سے صفر بجائے افزونی نقصان رقم کو پہونچائے ۔ بیت

ہر تشنہ کہ لب ماند بر آب لبش خورد ‖ از بسکہ فشردہ است کف جود تو یم را

ترکیب مین لفظ ماند فعل اور تشنہ فاعل اور لبش مین جو ضمیر شین ہی راجع تشنہ کی طرف ہی
اور خورد بھی فعل اور فشردہ بھی فعل ہی اور کف جود فاعل اُسکی اور یم کہ فاعل ہی فعل خورد کا
اس فعل کا مفعول ہی اور کلمہ را کی ضمیر کہ پہلے مصرع مین ہی اضمار قبل الذکر کی قسم سے ہی اور مرجع اُسکا
لفظ یم ہی حاصل معنی یہ کہ تیری بخشش نے دریا کو ایسا خشک کر دیا کہ اگر کوئی پیاسا آدمی اپنی
سیرابی کی خاطر دریا پر لب کو رکھے دریا اپنی خشک لبی کے سبب پانی کی خواہش پیاسے
آدمی کے لب سے کرے ابیات

آن روز کہ ایثار شجاعت نگذارد ‖ نے بہرہ ز تیغت مگر آہوی حرم را

ہر عطسہ کہ از مغز کمانِ تو بر آید ریزد بگریبانِ بقا خونِ عدم را

یہ قطعہ جو ممدوح کی صفت خونریزی اور سفاکی میں لکھا ہی اور عدم سے قتل کا قصد بقا مین کیا ہی واقعی ارادہ امر غیر ممکن کا کیا اسواسطے کہ بقا کا محل عدم ہونا ایک وقت مین بطلان ایک طرف کا محل و حال سے بداہتہ چاہتا ہی لیکن مبالغہ بطور ادعا کیا کہ معنی سے تصور کو وجود کے منقش مکان سے عدم سے کارخانہ مین پہونچایا اور مغز کمان کی چھینک اُس آواز کی طرف اشارہ ہی کہ تیر لگانے کے وقت نکلتی ہی اور یہ استعارہ ناپسندیدہ ہی جو مصنف نے باندھا حاصل معنی یہ کہ جب ان تیری تلوار کہ اُسکا جوہر شجاعت ہی حرم کعبہ کے ہرن کے سوا کسی کو بغیر قتل کیے نہ چھوڑے جو آواز کہ تیری کمان سے کھینچنے کے وقت پیدا ہو نیستی کا خون ہستی کے گریبان مین گرائے یعنے نیستی کو اگر ہستی کی حمایت مین بھی پناہ لے وہان بھی قتل کر ڈالے اہل معنی باریک بین پر پوشیدہ نہین کہ عدم کی خونریزی سے تو ہم اسکا ہوتا ہی کہ نفی کی نفی اثبات کو چاہتی ہی اور ممکن ہی کہ بقا کو دشمن ممدوح کے عدم سے مراد رکھین اس سبب سے کہ وہ دشمن جب کہ زندگی کو طیار ہی تو گویا وجود کا حکم عدم رکھتا ہی بیت

آنجا کہ نہیب تو تب لرزہ کند عام انگشت متحرک نگرد نبض سقم را

ارباب سخن پر ظاہر ہی کہ تپ لرزہ کا منشا غلبہ صفرا اور حرارت خون کا ہی اور سقم سین کے کسرہ سے بیماری ہی لیکن صراح اور قاموس مین نہین پایا گیا شاید یہ نسخہ سہو ہو اور جو ہو تو معنی یہ ہین کہ جہان کہین تیرے خوف سے تپ لرزہ عام ہو کر سب مین پھیل جائے اندھا موجودات کے انگشت کو نہین دیکھ سکتا نبض بیمار کو زیادہ اُچھلنے اور تڑپنے سے متحرک دیکھے اور بعضے نسخون مین بجائے سقم لفظ بقم آیا ہی اور بقم ایک لکڑی ہوتی ہی جس سے لال رنگ نکلتا ہی اور ہندی مین مجیٹھ بولتے ہین اس صورت مین یہ معنی ہو سکتے ہین کہ مجیٹھ کے رگ و ریشہ مین وہ رنگ خون خشک کے مانند ہی باوجودیکہ وہ خون خشک ہی تپ لرزہ کے سبب جو تیرے خوف کے باعث پیدا ہوا ہی اندھا مجیٹھ کی نبض کو پھڑکتے ہوئے دیکھ لے ۔ قید عام کے وسیلہ سے اس قسم کے معنی کو بنا سکتے ہین ہر چند کہ عموم نبض کا پہلے معنی مین بھی نوع انسانی کے افراد کی نسبت پایا جاتا ہی مگر مبالغہ و اغراق اسمین زیادہ ہی بیت

سلطان غم از عدل تو بگریختہ بگذاشت در سینۂ اعدای تو او تاد خیمہا

اس بیت کے معنے دو فائدہ دیتے ہین ایک غم کا جہان سے بھاگنا ممدوح کے عدل سے اور

دوسرے دشمنون کا ہلاک اُس سے ہوتا جسکے سینون مین خیمون کی میخین ٹھوکر گیا ہی

ازبسکہ بود یاد تو در طینت اشیا   نسیان تو شرمندہ کند شہرت جم را

اس بیت کے معنے کہ سہو کے خمیر یا بہ سے بنی ہین اسطرح ہوتے ہین کہ تیرے یاد کی کثرت زیادہ اشیا مین جزو بدن ہوگئی ہی اگر تجھے فراموش بھی کرین وہ بھول یاد کی اُس درجہ پر ہوگی کہ جمشید کی شہرت اُسکے آگے شرمندہ ہو بعد ازان کہ یاد کا اثبات اس مرتبہ کیا ہے پھر نسیان مصنف کے نسیان سے متصور ہی (از مترجم) شعراء عجم کے خیالات اسی قسم کے مبالغہ اور محالات سے بھرے ہوئے ہین شارح علیہ الرحمۃ کو ضرورت اعتراض کی نہین تھی (بیت

ازبسکہ ز رائے تو ستد داروی صحت   عیسے لطبابت بنشانید ستم را

اس بیت مین ممدوح کی رای صحیح کی تعریف کرتا ہی لفظ ستد ترکیب مین فعل اور ستم فاعل اُسکا اور حضرت عیسے علیہ السلام طبابت کے ساتھ آئے اسواسطے کہ ہر پیغمبر ایک پیشہ کے ساتھ مخصوص ہی خلاصہ معنی یہ کہ بیماری نے تیری رای سے جو صحت کی دوا افراط سے حاصل کی ہی تو اُسکو عیسے علیہ السلام نے اور بیمارون کے اچھا کرنے کے لیے بھلایا یعنے اپنے اوپر اُسکو ترجیح دی اور ستد کا فاعل عیسے علیہ السلام کو بھی کہہ سکتے ہین اور کچھ بہتر ہی اور ستد اول حرف کے کسرہ سے اور دوم کے ضمہ اور دال کے سکون سے صیغہ ماضی

بمعنی گرفتہ ہی۔ بیت

رامشگر عدل تو صد آہنگ مخالف   بنواز د سنے زیر کند کوک نہ بم را

عدل کی تعریف کرتا ہی اور عدل کا مقتضا ہی کہ ہر شی کو اُسکی حد پر نگاہ رکھے یعنے ای ممدوح تیرے عدل کا گویا سوراگ ایک دوسرے کے مخالف گائے تو بھی زیر اور بم کو باہم خلاسے اور یہ بات تیرے عدل کے سوا دوسرے سے مشکل ہی کوک دو چیز کا ملانا (از مترجم) ہم سوئے ستار کو کہتے ہین کہ صنوبر یہ ہی ازجہانگیری) بیت

مولیست عدیل تو کہ در گم شدن او   دست ملے ہنود ماحی نسیان عدم را

ممدوح کے عدیل اور ہمسر کے غیر ممکن ہونے مین مبالغہ کرتا ہی کہ اسکی محویت موجودات سے ایسی ہی کہ نسیان عدم اور فراموشی عدم کے بغیر محو کیے ذہنون سے جاتا رہا ہی اضافت ماحی کی نسیان کی طرف اضافت بیانی ہی اور اضافت نسیان کی عدم کی جانب اضافت لامی

اور ماحی کے معنے محو کرنے والا اور مٹانے والا۔ اور بعضے نسخون مین لفظ عدم کی جگہ قلم کا لفظ لکھا ہی اس صورت مین قلم سے مراد لوح کا قلم ہوگا اور نسیان اشارہ سہو قلم کی طرف اور نسیان اور عدم کے درمیان واو عاطفہ دیکھا گیا اس صورت مین نسیان اور عدم دو ماحی قرار دے جا سکتے ہین اور ہر ایک کو بنفسہ اُسکی صلاحیت ہی ابیات

زد کوس حیات ابدی خصم تو چون دید ۔ سرمایہ ہستی ز وجود تو عدم را

تقدیر بپیرایہ کاہش اجزاء وجودش ۔ اکسیر فنا داد گدازش گر غم را

جب کہ ممدوح کا وجود موجب ہستی دشمن ہی اگر ہمیشہ کی زندگی کا دعوے کرے تو بجا ہی اور جب حال ایسا ہو تقدیر اُسکی نیست نابود ہونے کے لیے دوسری فکر کرے کہ فنا کی کیمیا غم کے سونار کو سکھلا دی۔ اکسیر فنا مین اضافت بیانی ہی اور اسی طرح ترکیب گداز شگر غم مین خلاصہ غم ہمیشہ اُسکا لازم غیر منفک ہی کہ یہ زندگی اوسکی مرنے سے بدتر ہو جاے اور لفظ فنا لانے سے بقاے عدم کا توہم ہوتا ہی اُسکے دفع کرنے کے لیئے ایسا بیان کرتے ہین کہ فنا اور عدم مین تفاوت ہی کہ فنا بعد وجود کے ہوتا ہی اور عدم وجود سے پہلے بھی ثابت ہی جیسا کہ محتاج تفصیل نہین ہی۔ (از مترجم۔ اکسیر فنا اور گداز شگر غم مین اضافت تشبیہی ہی نہ اضافت بیانی) ابیات

انصاف بدہ بوالفرج و انوری امروز ۔ بہر چہ غنیمت نشمارند عدم را

بسم اللہ زاعجاز نفس جان دہ شان باز ۔ تا من قلم اندازم و گیرند قلم را

ان دو بیتون کو تمام معنی مین پوری مشارکت ہی اور چونکہ حکیم اوحدالدین انوری اور ابوالفرج رونی اس زمین مین بیشتر قصائد کہے ہین مصنف ممدوح سے خطاب کرتا ہی کہ ای ممدوح انصاف دے کہ انوری اور ابوالفرج آج کے دن کہ مین شاعری کے ملک مین صدر نشین ہون اپنا ملک عدم مین ہونا کسواسطے غنیمت نہ جانین اور بسم اللہ اپنے دم مسیحی جان بخش کے اعجاز سے انکو زندہ کر تاکہ مین قلم رکھدون اور وہ دونون اپنی لیاقت کے اظہار کے لیے میرے سامنے قلم اٹھائین اور بسم اللہ کا کلمہ ایک کام کرنے کی تکلیف دینے کے لیے بولتے ہین ۔ بیت

من مدح کرم لیک نہ ہر جائے و طامع ۔ گردن ننشوم منت ہر بذل کرم را

گردن شدن براے منت کے معنی کرم کا قبول کرنا۔ اسلیے کہ منت کی نسبت گردن سے محاورہ مین آتی ہی اور بجاے ننشوم ننہم بعضے نسخون مین دیکھا گیا اس صورت مین معنے

صاف ہین اور بہتر نسخہ اول سے - بیت

امکان بود امکان کہ ہمہ عجز و نیاز ست　　سرمایۂ فطرت چہ سلاطین چہ خدم را

اس بیت مین ایک لفظ امکان معنی مین گنجایش رکھتا ہی اور امکان دوم تاکید کے لیے ہی - عجز و نیاز ترکیب مین خبر ہی کہ مقدم واقع ہوئی اپنی مبتدا پر کہ لفظ سرمایۂ فطرت ہی یعنے ممکن ہی کہ پیدایش کا مایہ بادشاہ ہو یا فقیر سب کے واسطے عجز اور نیاز ہی بیت

صنعت گہ شان چشم و دل خصم تو بادا　　تا صنعت تحلیل بود آتش و نم را

شان فارسی مین ضمیر جمع کی ہی اور وہ بصورت اضمار قبل الذکر ہی اور آتش و نم کی طرف راجع ہی اگرچہ آگ اور پانی دو چیزین ہین لیکن اس اعتبار سے کہ منطقی تثنیہ کو جمع کہتے ہین اسواسطے جمع کا حکم رکھتے ہین اور تحلیل کے معنے گلانا حاصل یہ کہ آگ اور پانی کے گلانے کی صنعت کا کارخانہ تیرے دشمن کا چشم و دل ہو اور نسبت آتش و نم کی چشم و دل کے ساتھ نسبت لف و نشر غیر مرتب ہی (از مترجم - خود فارسی زبان مین تثنیہ اور جمع کا صیغہ ایک ہی ہی پس اصطلاح منطق کا ذکر کرنا درکار نہین ہی)

قصیدہ در مدح حکیم ابوالفتح بیت

امتناع حصول شوکت تو　　نشتر سینۂ فریدون باد

یہ قصیدہ حکیم ابوالفتح کی تعریف مین لکھا ہی اس بیت مین ترکیب کی رو سے اضافت امتناع کی حصول کی طرف اضافت مصدر جانب فاعل ہی اور اسی طرح اضافت حصول جانب شوکت کے غرض یہ ہی کہ فریدون کی شوکت ضرب المثل ہی مصنف کہتا ہی تیری شان و شوکت کا فریدون کو مل سکنا سینۂ فریدون کو زخمی کرتا ہی یعنے فریدون کو تیری شوکت حاصل نہین ہی - ابیات

انقطاع حیات دشمن تو　　جوہر دشنۂ شبخون باد

ہر سرابے کہ در جہان عطاست　　از نم خامۂ تو جیحون باد

یعنے جو بخشش کہ کہنے کے واسطے ہی اور عمل مین لانا اسکا محال ہی تجھسے وہ بخششین ہوئی ہین یعنے سراب کا جیحون ہونا اشارہ معدوم کے موجود ہونے سے ہی اور یہ کیفیت بدل جانا حس بصری کو شبہ مین ڈالنے والا ہی (جیحون بالفتح نام رودیست در بلخ از کشف اللغات

سراب بروزن خراب زمین شوره را گویند که در آفتاب می درخشد و از دور بآب می ماند از برہان قاطع

هر شراسے که در خم اشیاست — بلب نامه تو مقرون باد

یعنے تمام حقیقت اور ماہیت چیزون کی تیرے نامے کے نزدیک ہواے حقایق موجودات کے
تیرے نامہ کے مضامین ہون بیت

علم بر فطنت تو مفتون ست — عقل فعال نیز مفتون باد

یعنے علم ایک محبوب ہی کہ فطنت اُسکی دیوانی ہی مگر فطنت تیری وہ معشوق ہی کہ علم اُسپر عاشق
ہوگیا ہی عقل فعال آسمان ماہ کا نفس ہی کہ اُسکو واہب الصور کہتے ہین وہ بھی تیرا دلداده

صورت از بینش تو ممنون ست — لوح محفوظ نیز ممنون باد

پہلے مصرع مین صورت سے مراد دنیا اور کائنات ہی یعنے دنیا اپنے نظام و قیام کی نظر سے
کہ تیری بینش اور دید سے حاصل ہی تیری بینش سے احسان اٹھانے والی ہی مصرع ثانی مین تائید ہی
اس مطلب کی اور لوح محفوظ نفس کل سے مراد ہی اور اُسے عرش بھی کہتے ہین اور وہ
صورت ہاے افریدہ کا اُٹھانے والا اور قبول کرنے والا ہی اگر ایک چیز کا حامل اور قابل کسی
چیز کا ممنون اور احسانمند ہو تو محمول اور مقبول اُسکا بدرجہ اولے زیر منت ہوگا واللہ اعلم بیت

دورهٔ روزگار دولت تو — جسم و جان باد لفظ و مضمون باد

یعنے زمانے کی گردش کو تیری دولت سے وہ نسبت ہو کہ بدن کو جان سے اور لفظ کو مضمون سے
یعنے لازم اور ملزوم ہو بیت

گر نہ ظل تو ابره اش باشد — قاقم صبح شب اکسون باد

اس بیت مین سایہ ممدوح کی روشنی مین مبالغہ کیا ہی جسکو صورت کے اعتبار سے تیرگی
لازم ہی ابره اش مین ضمیر شین اضمار قبل الذکر اور قاقم صبح کی طرف راجع ہی کہ مصرع
دوم مین ہی اور قاقم پوستین سفید اکسون ریشمی سیاہ کپڑا اور معنی ظاہر ہین بیت

روح خصمت کہ زندہ در گورست — در تہ پاے فتنہ مدفون باد

یعنے تیرے دشمن کا وجود گویا قبر ہی اُسکی روح جو زندہ درگور ہی فتنہ کی پایمال ہو یعنے علاوہ اسکے
کہ وہ زندہ قبر مین ہی فتنہ کی بھی پایمال ہو بیت

وعدہ در روزگار ہمت تو — دلش از عمر کوتہ خون باد

ای وعدہ کا دل خون ہو اور وعدہ مرجاے حاصل تیری ہمت کے سامنے وعدہ نہین ہے عمل

تو دیتا ہی ۔ بیت

دشمنت خستہ باد کو بہ عبث　　جادوئے بابلش در افسون باد

دشمن تیرا خراب خستہ ہو اور اسمین بھی اُسکی ترقی کرکے کہتا ہی ہرچند دشمن کو خستگی ہی بابل کا جادو بھی اُسکے افسون مین ہو ۔

قصیدہ در مدح ابوالفتح گیلانی گفتہ است بیت

زہے نگاہ کہ ہوائے دلم نقاب کشاد　　فلک بگلشن حسرت نوخت و داد بباد

یہ قصیدہ بھی حکیم ابوالفتح گیلانی کی مدح مین کہا ہی اور تمہید اُسکی زمانے کی شکایت سے اُٹھائی ہی اس بیت کے معنی یہ ہین جس مقصود کے منھ پر سے کہ میرے دل نے پردہ اُٹھایا آسمان نے اُس پردہ سے انجام کو حسرت دکھلائی بیت

زمانہ غیر الم نامہ نیست تصنیفش　　دلم ز صفحہ فہرست برگرفت سواد

بیت سے اُسکے معنے ظاہر ہین ۔ تصنیفش مین ضمیر شین راجع جانب زمانہ ہی کہ الم نامہ کے سوا دوسری تصنیف اُسکی نہین ہی اور مین نے اس کتاب کی فہرست سے مطلب اُسکا اُٹھا لیا ۔ بیت

چہ خیزد از نفس سرد من بہل یکروز[1]　　کہ زمہریر بجوشد ز کرہ حداد

نفس سرد نفس بے اثر کو کہتے ہین اور زمہریر کرہ ہوا سے کو کہتے ہین کہ کرہ مائی اور کرہ اثیر کے درمیان ہی اور منشا اُسکی برودت ہی اور زمہریر کی تحقیق مین گفتگوئین ہین مناسب مقام اسی قدر کافی ہی اور حداد لغت عرب مین لوہار کو کہتے ہین حاصل یہ کہ کیا پیدا ہوا یعنے ای آسمان مجھسے کیا بن آسکے اور تیرا مین کیا کرسکتا ہون تھوڑی مہلت اور فرصت دی اور دوسرے مصرع مین اپنے عجز کو تمثیلاً بطور تعلیق بالمحال کے کہتا ہی کہ سردی کی امید لوہار کی بھٹی رکھنی فضول ہی اسی طرح بدلا لینے کی خواہش مجھسے ای فلک نے فائدہ ہی اور بعضے نسخون مین بجاے بجوشد منفی کی بجوشد بصیغہ مثبت دیکھا گیا اس صورت مین معنے کی تقریر یہ ہوسکتی ہی کہ ای آسمان میری ٹھنڈی سانس سے کیا ہوسکیگا بیدردی مت کر اور ایک دن کی فرصت دے کہ لوہار کی بھٹی یعنے میرے سینہ سوزان سے زمہریر اُبلنے لگے ۔ بیت

گر فہم آنکہ ز قربان منع دل بکنم　　کہ مہربان شود این عمر نوح وا این فریاد

[1] کرہ نہین کورہ است بعدی کسیلا

این دو توجیہ دور از کار است

مقول ہے کہ مین خاموش رہون اور فریاد نکرون کون ہے جو مہربان ہو - این عمر نوح و این فریاد کے معنی یہ کہ اگر ہزار سال فریاد کرون ممکن نہین کہ کوئی مہربانی کرے - داز مترجم اس بیت مین نسخہ زین فریاد صاف اور بے تکلف ہے) بیت

بہ بخت بی اثرم آن کند خجالت عجز　　کہ ضعف باہ محل زفاف با داماد

ارباب فکر پر پوشیدہ نہو کہ اس بیت مین مصنف نے اپنے عاجز نصیب کو نامرد کے ساتھ تشبیہ دی اور زفاف کسر اول سے دولہن کا دولہہ کے گھر بھیجنا ہے اور داماد شوہر کے معنی اور باقی تقریر ظاہر ہے - بیت

ازان ز دست ہنرہای خویشتن نالم　　کہ بر ظہیر ازین شیوہ ہیچ در نکشاد

استعارہ ہنر کی نسبت جو اس بیت مین ہے بعضے لوگ اعتراض کرتے ہین انکے اعتراض پر ہنسی آنی چاہیے کس لیے کہ نالہ کردن از دست چیزے کسی چیز سے تنگ آنا ہے اور وہ چیز عام ہے کہ بُری ہو اور معنی یہ ہین کہ مین اپنے ہنر کے ہاتھ سے اسواسطے نہین روتا ہون کہ مین کیا ظہیر فاریابی کو بھی اس ہنر سے کچھ فائدہ نہلا اور بعضی کتابون مین بجاے نمی نالم کے ہمی نالم دیکھا گیا اس تقدیر پر بھی مطلب ظاہر ہے - مگر نسخہ اول اولے ہے ابیات

بدین صفت کہ بعہد حیات بکشایند　　ہزار چشمہ خون از دلم بہ نیش عناد

چہ دل کشاید از نیم کہ بعد ازین گویند　　کہ بودہ است فلان داہم استاد

ازینکہ بعد بریدن تمام شانہ شود　　گرہ کشادہ نگردد ز طرہ شمشاد

یہ تینون شعر قطعہ بند اور آپسمین ایک دوسرے سے مربوط ہین اور پہلی بیت مین کلمہ بدین صفت مبتدا کے موقع پر ہے اور مفہوم دوسری بیت کا خبر اسکی ہے اور لفظ بکشایند بیت اول مین فعل اور فاعل اسکا مقدر ہے کہتے ہین کہ ابنار زمان کی طرف اشارہ ہے اور روانی کلام قرینہ بھی اسپر دلالت کرتا ہے اور تیسری بیت مین مصراع اول مبتدا ہے اور مصرع دوم خبر اور وہ بیت مقدمہ بالا کی تائید مین ہے حاصل تینون بیت کا یہ ہے کہ ہرگاہ میری زندگی مین زمانے کے آدمی میرے دل کا خون نکالتے ہین مرنے کے بعد اگر مجھے استاد کہین تو کیا فائدہ ہوگا جسطرح درخت شمشاد کو پہلے آری سے کاٹ کر گرا دین اور اسکی لکڑی سے کنگھی بنادین تو شمشاد کی زلف سے گرہ نہین کھلتی اور شانہ شمشاد کی لکڑی کا بنانے مین ہے بیت

اگر تقصر جلالش رود بپایہ شمار　　کہ نیم پایہ بود زان شمار ہیچ شداد

عجب مدان کہ قدم سودہ باز پس گردد ٭ ہم از بدایت سلم نہایت اعداد

اس قطعہ مین مصنف نے چاہا ہے کہ ممدوح کی بزرگی کی تعریف کرے کہتا ہے کہ اسکی بزرگی کے محل کے کہ ساتون آسمان اسکی نسبت آدھی پایہ برابر ہین درجے شمار کرین تو معلوم ہو کہ آخری شمار اس کے محل کے زینے کے پہلے پایہ پر ختم ہو جا بیت

بسیر مرتع جاہ تو آہوان حرم ٭ بدور سفرہ خلق تو گربہ ہاے زباد

مرتع جاہ مین اضافت بیانی ہے اور آہوان حرم مین اضافت لامی اور اسی طرح سفرہ خلق مین بھی لامی ہے اور زباد بالکسر ایک قسم کی خوشبو ہے کہ بلی سے وہ حاصل ہوتی ہے اور بعض کا قول ہے کہ وہ بلی کی منی ہے حاصل یہ کہ حرم کے ہرن جو کمال عزت سے اپنے امن کے مقام پر رہتے ہین وہان سے نکلکر تیرے مرتبہ کی چراگاہ مین سیر کرتے ہین یعنے اس چراگاہ مین اس سے زیادہ امن کا مقام خیال کرتے ہین اور چونکہ حرم کے ہرن کا ذکر امن امان کے مقام کرنے مین بجاے لفظ جاہ کے اگر حفظ ہوتا تو استعارہ غیر معیوب اور معنی بھی خوب حاصل ہوتے۔ از مترجم شارح علیہ الرحمۃ نے دوسرے مصرع کی شرح فروگذاشت کی اور پہلے مصرع کی شرح مین خود اسکو تردد ہے اور صحیح نسخہ اس بیت کا اسکی نگاہ سے نہین گذرا اور وہ یہ ہے۔ بسیر مرتع قدر تو آہوان حرم ٭ بدور سفرۂ خلق تو گربہ ہاے زباد ٭ دونون مصرع دولخت ہین یعنے اپنے اپنے معنی کے ساتھ جداگانہ معنی یہ ہین کہ تیری قدر اور عزت کی چراگاہ مین حرم کے ہرن تفریح کو آتے اور سیر کرتے ہین چونکہ یہ تفریح گاہ معمولی مسکن سے کہ حرم ہی قدر مین بڑھ کر ہے جو موجب حفظ ہے وجہ انکے سیر کی ہے اور تیرے خلق معطر کے دسترخوان کے ارد گرد گربہ ہاے زباد جنکے عرق سے عطر مشہور پیدا ہوتا ہے اکتساب بوی خوش کے لیے گھومتے ہین۔ مرتع جاہ اور سفرۂ خلق مین اضافت تشبیہی ہے)

نثار مقدم اندازۂ تو چشم ملوک ٭ غبار دامن آوازۂ تو گوش بلاد

غبار دامن اور دامن آوازہ اور گوش بلاد سب ترکیبون مین اضافت لامی ہے یعنے شہر کے کان تیرے دامن آوازہ کے غبار ہین یعنے جسطرح غبار دامن پر بیٹھ جاتا ہے اور دامن سے اتصال پاتا ہے ویسا اتصال پیدا کرنے کے لیے شہرون کی کان غبار تیرے دامن آوازہ کے ہوگئے ہین یعنے کوئی شہر ایسا نہین کہ تیرا آوازہ وہان نہین پہونچا اس سے قطع نظر کہ آوازہ کان کے پاس پہونچتا ہے اور یہان کان کو آوازہ تک پہونچایا استعارہ غبار آلودہ مصنف نے باندھا کہ وہ سخن کے پہونچنے والون کا غبار خاطر ہوگیا۔ از مترجم مصنف نے گوش کو

پہلا مصرع شرح چھوڑ دی

بعجب تو مدار

آوازہ تک خلاف دستور نہین پہونچا یا جیسے شارح علیہ الرحمۃ معترض ہین بلکہ خود گوش بلاد شہرت خوش
آیندہ ممدوح کے اشتیاق مین اُسکے دامن سے غبار کی طرح لپٹے رہتے ہین کہ جو بات ہو جلد سُن لین
پس جرح شارح کی مندفع ہے۔ اور استعارہ بھی غبار کدورت سے پاک ہے اسوجہ سے کہ عرفاً خبر اور شہرت
اسکا اعزاز اور افتخار ہوتا ہے کہ کانون تک پہونچین اور مقبول ہون اور عمدہ اثر پیدا کرین اور اسواسطے
شہرت کو درجہ خادم کا ہے اور کان کو مرتبہ مخدوم کا لیکن یہ شہرت ممدوح کی ہے لہذا آئین نسبت
معمولی منعکس ہوگئی یعنے شہرت ممدوح مخدوم ہوگئی اور گوش خلائق خادم بنگئے کہ اس باریک
معنی کی طرف استعارہ تخئیلی متوجہ کرتا ہے۔ بیت

نفاذ امر تو گر پنجہ زموم کند کشد انامل وے آتش از دل فولاد

نفاذ حرف اول کے کسرہ سے جاری ہونا اور فتحہ سے بھی آیا ہے وے کی ضمیر دوسرے مصرع مین
پنجہ کی طرف راجع ہے اور انامل انگلی۔ حاصل یہ کہ تیرے حکم سے کمزور زور آور ایسے غالب ہوجاتے ہین
کہ اُنکے غلبہ کرنے مین امور غیر ممکن ممکن اور موجود ہوجاتے ہین (از مترجم۔ معنی مشرحہ کو لفظ
پنجہ منکر ہے اور غرض مصنف یہ معلوم ہوتی ہے کہ اے ممدوح تیرا حکم ایسا نافذ اور رواں ہے کہ آلات نفاذ خواہ
کیسے ہی ضعیف اور کمزور ہون لیکن اپنی قوت سے ظہور محکوم بہ اور مامور بہ کا ہوتا ہے گو وہ محال تھی ہے) بیت

چو راز دار تو گردد ز مردن شیرین ملال راہ نیابد بسینۂ فرہاد

اس بیت مین مصنف نے ممدوح کی ہمت کی جو تسلیم دوست ہے تعریف بیان کی کہ سہل رنجون سے ملال
اُسکی آزردہ نہین ہوتی جیسے کہ فرہاد نے شیرین کے مرنے کا درد پایا اور مرگیا اور فرہاد اگر تیرا محرم راز
ہوتا ہرگز شیرین کے مرنے سے ملول نہوتا یعنے برضا و تسلیم مین خوش رہتا مصرع اول مین گردد فعل ہے
اور مصرع دوم فرہاد اُسکا فاعل ہے اور اسرار پنہانی کے رموز دانون پر پوشیدہ نہ ہے کہ احتمال ہے
کہ مصنف نے ممدوح کی راز داری کی تعریف کی ہو جیسے کہتا ہے کہ فرہاد نے جان دینے مین افشاء راز
کیا اگر محرم راز تیرا ہوتا ہرگز ایسا امر ناپسند نکرتا اور اس توجیہ کا فائدہ معنے اول سے بھی حاصل ہے اسواسطے
کہ تسلیم کا ذکر اسمین ہے۔ اور معنی آخر کی صورت مین بجاے لفظ گردد کلمہ بودی کا پہلے مصرع مین
لفظ بہانہ فرہاد ہوتا اور بجاے لفظ نیابد کے لفظ نکردی کا تو خوب ہوتا۔ (از مترجم۔ بیت مین
اصلاح شارح علیہ الرحمۃ کی حاجت نہین اسواسطے کہ اگر کا لفظ دلیل فرضی مضمون کا ہے اور
شعرا کے مبالغون کے سامنے ایسے لحاظ تقدیم و تاخیر زمانہ کا کچھ وزن نہین ہے) بیت

بباغ طبع تو جوشند طائران بہشت چنانکہ فوج مگس بر دکان بنجہ قناد

چونکہ طبیعت کی تعریف شیرین سے کے ساتھ کرتے ہین اسلیے یہ مضمون باندھا اور طبیعت کو باغ سے تشبیہ پرندون کی نظر سے دی ہی — بیت

اگر صبا بمزاری برد غبار درت　　کنند تہنیت ہم بزیر خاک اجساد

معنی بیت کے یہ معلوم ہوتے ہین کہ ای ممدوح ہوا تیرے دروازہ کی گرد اگر کسی قبر پر لیجاے زمین کے نیچے مُردے اُسمین مبارکباد دین یعنے وہ اسے کہے کہ تمھین ہدیۂ خاک مبارک ہو کہ معجزہ عیسے کا نفس پرورده ہی اور یہ اسکو — لیکن ہم کے لفظ مین شک ہی اور وہ یہ کہ ایک قبر صبا کے غبار پہونچانے سے اجساد مردہ کے باہم مبارکباد کینے کا تعلق صادق نہین آتا اسلیے کہ مزار ایک قبر کو کہتے ہین نہ قبور کو مگر یہ کہ مزار کو مقبرہ پر بولین کہ اُسمین متعدد قبرین ہوتی ہین اور اگر مصرع اول اس طرز پر ہوتا مضائقہ نہ تھا بیت — اگر غبار درت را برد صبا بقبور + لفظ ہم کا جو دوسرے مصرع مین ہی معنی دیتا — دازہ ترجم مزار ظرف کا صیغہ ہی بمعنے زیارتگاہ واحد کی علامت نہین جیسے کہ لفظ قبر کا ہی اسم جنس کہ واحد اور جمع دونون پر صادق آسکتا ہی

پس شارح علیہ الرحمۃ کا شک اور خلجان مرتفع ہی — بیت

بر آسمان ہم حلمت ار نشارد پاے　　بجز دو بُعد میرہن نگردد از ابعاد

حلم کی تعریف گرانی سے کی ہی اور حکما نے تمام عالم کو تین بُعد ثابت کیے ہین طول عرض عمق ظاہر ہی کہ عمق زمین سے آسمان تک ہوا کا جوف ہی یعنے جب تیرا حلم زور سے قوین آسمان پر پانون رکھے آسمان بچک کر زمین سے ایک ہو جاے عمق درمیان سے غائب ہو طول اور عرض فقط رہجاے اور ہر چند گرانی اور عمق کہ جسم اور جوہر ہین قرار دیا اس صورت مین باقی رہیگا مگر یہان پر عمق نمایان کے قائم نرہنے پر اکتفا مصنف نے کی ہی — ابیات

بذکر نام تو وقت دعا جو بر گذرد　　بشارع نفسم فوج فوج از اعداد

برای رفع تقدم عجب ہدان کہ زنند　　صف نات شبیخون بلشکر آحاد

یعنے تیری دعا مانگنے کے وقت میری سانس پر جو دعا سے ملا جلا ہی اعداد گذرین اسواسطے کہ دعا کے ساتھ ہموار کیے جائین سیکڑے کہ اُنکا مرتبہ اکائیون سے پیچھے ہی ہجوم کرکے اکائیون پر جا پڑین اور اکائیون کے آگے بڑھنے کو روک دین اور اُنکی جگہ آپ بڑھ آدین یعنے ایک ایک دعا کے بجاے سو سو دعا کہی جائین استعارہ فوج اور لشکر اور شبخون کا خوب واقع ہوا ہی — بیت

خدایگانا دارم حکایتے برلب　　کہ چون مسیح تو نتواندم بلب ایستاد

اس خطاب کی بیت سے لیکر اُس بیت تک جسکا سرا یہ ہی سن از ستانت الخ تیرہ بیت کا قطعہ حکایت کے طور پر لکھا ہی اور شاعر کی صفائی ذہن پر حسن نسبت دلیل ہی اور محتاج شرح نہین اور اندیشہ کے چہرہ پر استعداد کا رنگ اُڑ جاتا کہ آخر قطعہ مین مذکور ہی اسکے لیے کافی ہی کہ مصنف نے انکار مدعا کا ترک اور اُسکے مان لینے پر قیام کیا ہی — بیت

گرم تو بندہ شمردی زخواجگی صد شکر دگر قبول نکردی زنا کسے فریاد

یعنے ای ممدوح اگر تو نے مجھے خواجگی سے غلام سمجھا شکر ہی اور جو نہین تو اپنی نالائقی سے فریاد ہی — خواجگی کو جو پہلے مصرع مین ہی نسبت ممدوح کی طرف ہی اُسی طرح دوسرے مصرع مین ناکسی کو نسبت مصنف سے ہی — اور بعید نہین کہ اسطرح تقریر کرین کہ اگر تو مجھے غلام سمجھے خواجگی سے سو شکر ہی اسواسطے کہ جسکو تو نے غلام بنایا غلامی اُسکی خواجگی اُسکی ہی اور اگر تو نے رد کیا ناکسی سے فریاد ہی اسلیے کہ جسکو تو نے رد کیا تیرا رد کرنا اُسکی نالائقی ہی — بیت

نہ گوہرست دلے ہست زادۂ دریا نہ جوہرست ولی ہست قابل ابعاد

بیت کے یہ معنی ہین کہ شعر میرا موتی نہین مگر ہی دریا کی پیدائش اس اعتبار سے کہ طبیعت میری دریا کے مانند ہی اور جوہر نہین مگر قابل اَبعاد ہی اسواسطے کہ جو جوہر ہی ابعاد ثلثہ کو قبول کرتا ہی مگر شعر میرا کہ جوہر نہین اور ابعاد کے قبول کرنے کے لائق ہی یعنے اوروں کے شعر جو مفہوم کے ذکر سے ہیچ اور میرے شعر کے لیے جسم ہی اور صورت ہی اور چونکہ جسم اور جوہر کے تین بُعد قرار پائے ہین جیساکہ پہلے لکھا گیا اور مصنف نے بھی ارادہ کیا کہ آواز میرے شعر کی طول نگاہ رکھتی ہی اور مضامین کی وسعت فضاء عرض کا کام دیتی ہی اور غور اور اغراق جو معنی مین ہی عمق کا مرتبہ رکھتی ہی ابیات

بصد مضائقہ نازی قبول میکردم زشاہدان بہشتی سرشت حور نژاد
کنون زغاشیہ بافان ریش اندوزم کرشمہ ہای عروسان خلخ و نوشاد
مگر زمتنے رایت شنیدۂ حالم کہ ریشہای حریفان ہمی دہی برباد

یعنے مین کہ بڑے تکلف اور اکراہ کے ساتھ محبوبان حور شمائل سے ناز قبول کرتا تھا آسمان کی کجروی سے یہ حال ہی کہ داڑھی کے قالین بافون سے حاصل کرتا ہون یہ سمجھکر کہ خلخ اور نوشاد کی دلہنون کے ہین اور اندوزم پہلے مصرع کا دوسرے مصرع سے تعلق ہی پس ای ممدوح حقیقت حال شاید آگاہی تجھے ہوگئی کہ دشمنون کی داڑھیان منڈواتا ہی اور یہ اشارہ ہی کہ حکیم ابوالفتح نے عرفی کے ایک دشمن کی داڑھی منڈواکر ذلیل اور رسوا کیا تھا اور بھی

چند روز اکبر بادشاہ نے ابوالفتح کو حکم دیا تھا کہ اسکا انتظام کرین کہ کوئی داڑھی نہ رکھے اور مضایقہ باب مفاعلہ اور مشتق ضیق سے ہی کہ معنی اسکے تنگی ہین ——

قصیدہ در مدح امیر المومنین گفتہ بیت

بند مرقع نہ بستہ سرمست ٭ نیم پوشیدہ حلہ و بیباک

یہ قصیدہ امیر المومنین رض کی مدح مین کہا ہی اور تمہید اسکی اپنے کلام اور طبع سے اٹھائی ہی اسلیے فاعل نہ بستہ اور نیم پوشیدہ کا طبع ہی کہ آغاز قصیدہ مین اسکا ذکر ہی اور مرقع کا بند نہ باندھنا اور ادھورا لباس پہننا بے ہوشی اور بیباکی کی دلالت ہی — بیت

روے اندیشہ از تو در مقصود ٭ طرۂ دانش از تو در پیچاک

اس بیت مین مخاطب طبع ہی یعنے تیرے فیض سے فکر اپنا چہرہ آئینہ مقصود مین دیکھتا ہی اور خم و پیچ جو زلف کی آرایش ہی تیرے سبب عقل کی زلف مین ہی — بیت

تلخ شد گفت انیت حدس انگہ ٭ از سمک لاف فضل تا بسماک

یہ جواب طبیعت کی طرف سے ہی — انیت بمعنی زہر ہے اور حدس دانائی اور سمک مچھلی کو کہتے ہین اور زمین اُس سے مراد ہی اور سماک ایک منزل کا نام چاند کی اٹھائیس منازل سے کہ ثوابت کے آسمان پر ہی اور مراد اُس سے آسمان ہی اور بیت آئندہ مین (این نہ عیدست و من نہ مادح میر + او نہ صراف نظم و من سباک) عید اور مادح اور صراف نظم پر کلمہ نفی کے لانے سے نہ مقصود نفی ہی بلکہ فارسی مین اثبات کے رتبہ کا طرز ہی (جیسے استفہام اقراری کہتے ہین) سباک گلانے والا اور مقصود مداحی عظیم ہی — بیت

چون دہد لطف او بہ آتش دم ٭ ماہی از کورہ بر کشد سباک

یعنے اسکے لطف کا وہ اثر ہی کہ اگر وہ آگ مین دم پھونکے اور چھو کر دے بھٹی کی آگ مین پانی ہوجاے اور سکہ لگانے والے کو آگ کی بھٹی سے مچھلی کا نکالنا آسان ہو (از ترجم سکہ مین مچھلی کی صورت بناتے ہین) شاعر کی یہ مراد ہی کہ تیرے دم کے لطف سے آگ بھٹی کی پانی ہوجاے اور اُس بھٹی مین سے سکہ کی گلی مچھلی کے بجاے سچ مچ کی مچھلی سکہ بنانے والا نکال لے — بیت

چون کند نام او بخاتم نقش ٭ خامہ دزدد عطارد از حکاک

اس بیت مین از روے ترکیب نحوی کند فعل اور فاعل اسکا حکاک اور دزدد فعل اور عطارد اسکا فاعل ہی اور حکاک وہ شخص ہی کہ نگین وغیرہ کندہ کرے خلاصہ معنی یہ ہی کہ اگر مہر کن ممدوح کا نام

انگوٹھی کے نگینہ پر کندہ کرے قلم کو اُسکے نقش کرنے سے وہ خوبی حاصل ہو کہ عطارد جو منشی فلک ہے
آسمان سے اُتر کر اُسکا قلم چرالیجاوے اور ممکن ہے کہ حسب طرح فعل زدو کا فاعل عطارد ہے فعل کند کا بھی
وہی عطارد فاعل ہو اور معنی شعر یہ کہین کہ عطارد اگر چاہے کہ ممدوح کا نام انگوٹھی پر نقش کرے تو اس
نام کے لیے قلم مہر کن کے پاس سے چرالیجاوے اسواسطے کہ خاتم پر نقش بغیر قلم حکاک کندہ نہین ہوسکتا
حاصل یہ کہ عطارد بڑی تلاش اور اہتمام سے وہ قلم اپنے پاس محفوظ رکھے اگر کسی شخص کو اس مضمون مین
توہم پیدا ہو کہ مہر کن کے قلم چرانے کا ثبوت عطارد کے لیے کیا خیال کیا وہ کیا محتاج ہے کہ دوا اُس سے
کہ تو شاعری مین دخل نہین رکھتا۔ اور ممکن ہے کہ اس طرح تقریر کیجاوے کہ اگر حکاک ممدوح کے نام کو
انگوٹھی پر نقش کرے تو اُسکو ایسا کمال حاصل ہو کہ عطارد کو بھی جو دبیر فلک ہے مجال نہین کہ
اُسکے سامنے مہر لینے سے دم مارے قلم کی چوری کو جو صفت کتابت کے اخفا سے اشارہ ہے اسی تقریر
عطارد سے نسبت کرنی چاہیے بیت

عرش در فخر نامۂ قدرش   آستان را گزیدہ بر افلاک

فخر نامہ اُسے کہتے ہین کہ اُسمین کسی شخص کے اصول و فروع حسب نسب لکھے ہون تاکہ اُسکے تفاخر
نسبی کی دلیل ہو ہندی مین پشت نامہ اور کرسی نامہ کہتے ہین کہتا ہے کہ عرش برین نے ممدوح کے
آستانے کو آسمانون پر ترجیح دیکر قبول کیا اُس فخر نامہ مین آستان ممدوح کو آسمانون سے بڑھکر شمار لیا ہے بیت

چرخ در ملک نامۂ عمرش   حرکت را نوشتہ از املاک

ملک نامہ اُسے کہتے ہین کہ جو کچھ اپنے تصرف مین کوئی شخص رکھتا ہو اُسمین قلم بند اور منضبط کرے
تاکہ اُسکے تصرف کا مصداق اور گواہ ہو اسواسطے آسمان نے اُس ملک نامہ مین حرکات کو لکھدیا
جو آسمان سے وقوع مین آوین بیت

ریح او کز انامل عدل ست   ہفت اندام ظلم را شباک

اس بیت مین کاف کز کا جو بیان کے لیے آیا ہے چاہتا ہے کہ جو کلام بعد آسکے آسکے جملہ معترضہ ہو
بعد اُسکے بھی جو کلام ہو اُسپر معنی کا حوالہ ہو اور آسے دوسری بیت مین لائین جیسا کہ قطعہ مین واقع ہو
اور یہان اُسکے خلاف ہے اور یہ بھی فارسی کلام کے اقسام سے ہے کہ جملہ معترضہ کاف بیان کے بعد
نہ آوے مقصود کے بیان مین دوسری عبارت پر اُسکو ٹھہرالین اور است کا لفظ جو حکم کے واسطے
کلمہ عدل کے بعد واقع ہوا وہ معنی مصرع ثانی کے مفہوم سے مربوط ہے خلاصہ معنی یہ کہ نیزہ ظلم کے ہفت اندام کا
مارنے والا اُسکے انصاف کی اُنگلی کی امداد سے ہے اور شباک مبالغہ کا صیغہ ہے شبک سے سوراخ کرنا

اور یہی طرز آیندہ بیت مین بھی ہو اور اسمین سفاک صیغہ مبالغہ کا ہو سفک سے یعنے بہانا اگر ان
دو بیتون کے قافیے کے بعد ظلم کو محذوف کہین اور تقریر معنی یہ کیجاسے کہ اسکا نیزہ جو انصاف کے پنجہ
کے لیے انگلی ہو ظلم کی رگ ہفت اندام کا چھیدنے والا ہو وجہ پیدا ہوتی ہو اور اگر بجاے کر کے از لاوین
یہ سب تکلف اور تخلل برطرف ہو جاے مگر دیکھا نہین گیا۔ (از مترجم۔ بڑی حیرت ہو کہ جو صاف
معنی کاف بیانیہ کے ساتھ معمولاً پیدا ہوتے ہین شارح علیہ الرحمۃ نہین قبول کرتے کیا عدل سے
ظلم دور نہین ہوتا اور علی ہذا بیت ثانی۔ صاف محاورہ کے ساتھ یہ معنی ہین کہ نیزہ ممدوح کا
جو ایک انگشت انگشتان عدل سے ہو ظلم کی رگ کا چھیدنے والا اور خون بہانے والا ہو جسطرح شارح نے
نسخہ از کا بجاے کر کے نہین دیکھا مین نے ایسی ترکیب نہین پائی فارسی مین جو شارح نے اس بیت مین
لکھی اور رمح جز عدل کی مبتدا پر بلا کدت ظلم کا محمول کرنا کوئی موجب نقص نہین بلکہ عمدہ ہو لیکن رمح کو ان
ظلم پر یہ حمل کرنا کہ انگشت عدل ہو چندان خوبی نہین رکھتا) بیت

جبروتش ہوچہ شد آن نعلین	کہ ز قوس النہار یافت شراک

نسبت نعلین کو جبروت کے ساتھ منسوب کر ممدوح کو پہنانا ایسا ہو کہ خاموشی کے سوا اور تقریر نہین ہو
اسواسطے کہ پاکردن و بپا پوشیدن محاورہ کی سخاوت اور سبکی سی ہو حال آنکہ وہ نعلین جنمین تسمہ نکلنے دیتی
ایسی ہوتی ہین کہ پانو کے اوپر والے رخ کو نہین ڈھکتین اور قوس النہار فلک کے خطوط سے ایک خط ہو اور
شراک ایک باریک تسمہ ہو کہ جوتے کے دونون طرف چسپت رہنے کے لیے باندھتے ہین۔ بیت

آسمان در رفاقت عزمش	بتواضع کند بچرخ سواک

یعنے اُسکے تیز رو عزم کے ساتھ جانے مین تواضع سے آسمان گردش کے وقت دھیمے پانو چلتا ہو
تواضع کرنے والے کا قاعدہ ہو کہ ادب کے سبب پیش قدمی دوسرے سے نہین کرتے جسکا
حق یہ تواضع ہو۔ اور سواک کو سین مہملہ کے فتحہ سے عبدالرشید شاہجہانی نے آہستہ چلنے
کے معنی مین لکھا ہو۔ بیت

چرخ در عرض لشکرش میگفت	نیست بہرام زرک اوراشاک

یعنے آسمان اُسکی فوج کے جائزے کے وقت کہتا تھا کہ بہرام اُسکے بخت کا شاک نہین ہوسکتا
اور معنی شاک شک کرنے والا اور پہلوان مسلح کو بھی کہتے ہین (از مترجم۔ عام نسخہ زرم ہی
بجاے زرک کے اور معنی یہ ہین کہ آسمان اُسکی فوج کے جائزہ کو دیکھکر کہتا تھا کہ ترک فلک اُسکا
مرد میدان اور ہمسر پہلوان نہین ہو) بیت

از خم مدت تو جام نخست ++ جرعۂ دور آخر افلاک

جرعہ دور آخر کی فلک کی طرف اضافت لامی ہی اور جام نخست ترکیب مین خبر کے موقع پر واقع ہی جو اپنی مبتدا سے مقدم ہی اور وہ مفہوم مصرع ثانی کا ہی اور معنی کی تقریر یہ ہی آسمانون کے اخیر دورہ کا گھونٹھ تیری مدت کے خم سے پہلا جام ہی لیئے آسمانون کی انتہا کی ۔۔ کہ طول مین اسکی حد نہین ہی تیری مدۃ العمر کی شراب کا سرا اور کنارہ ہی لیکن جرعہ کو جام کہنا ندرت سے خالی نہین ہی اور احتمال ہی کہ اسطرح کہین کہ دور آخر فلک کے مجموعہ کو مبتدا الیمین اور جرعہ کو خبر مقدم اور یہ بیان کرین کہ پہلے ہی جام مین معلوم کر لیتے ہین یعنے تیری عمر کے غلہ کے شروع مین جان لیتے ہین کہ آسمانون کا پچھلا گھونٹ تیری مدت کے خم سے ایک گھونٹھ ہی مگر بیت آئندہ کی ترکیب تقدیر اول کے موافق ہی واللہ اعلم

از نشاط زمانہ تو حجل ٭٭٭ نشاء روز اول تریاک

جب تریاک کا استعمال کرین تو سب دنون کی نسبت پہلے دن زیادہ نشاء کرتا ہی اسواسطے کہتا ہی کہ تیرے زمانہ کی خوشی کے نشہ سے تریاک کا نشہ روز اول شرمندہ ہی حجل کا لفظ ترکیب مین خبر ہی جو اپنے مبتدا پر مقدم ہی اور وہ دوسرے مصرع کا مفہوم ہی۔ نشاء روز مین اضافت لامی اور روز اول مین اضافت موصوف جانب صفت اور روز اول کی اضافت تریاک کی جانب اضافت لامی ہی۔

بیت

فقرا ز رغناشد اکنون پس کاوش کان کاسب کاواک

ممدوح کی زربخشی سے فقر کی حالت مین دولتمندی آگئی بعد ازین چاہیے کہ کاوش کان کی ہو اور کاسب صفت کان ہی اسواسطے کہ آفتاب سے کسب اور حصول فیض کرتی ہی اور کاواکی کاوش کی وجہ سے کہا۔

قصیدہ در مدح ابو الفتح

بیت

چہرہ پرداز جہان رخت کشد چون بحمل ٭ شب شود نیم رخ و روز شود مستقبل

یہ قصیدہ کہ دو مطلع اسمین ہین حکیم ابو الفتح کی تعریف مین کہا ہی اور پہلا مطلع اسکا مناسبات بہار سے مزین کر کے انوری کے قصیدے کا تتبع کیا اور قصیدہ انوری کا مطلع یہ ہی ؎ جرم خورشید چو از حوت در آید بحمل ٭ اشہب روز کند ادہم شب را ارجل ٭ اور معنی مطلع عرفی کے یہ ہین کہ چہرہ پرداز جہان کنایہ آفتاب سے ہی اور اسکی دو وجہ ہین اول یہ کہ اسکی چمکتی ہوئی صورت تمام ممکنات کی صورتون کو روشن اور آراستہ کرتی ہی دوسرے یہ کہ معدنیات اور نباتات وغیرہ کے حصول صورت مین آفتاب کو کامل دخل ہی جب کہ برج حمل مین آوے رات نیم رخ یعنے کم اور

دن مستقبل یعنے زیادہ ہوجاے اسواسطے کہ مصورون کی اصطلاح مین نیم رخ اُس تصویر کو کہتے ہین کہ
اُسکا آدھا چہرہ کھینچین اور مستقبل وہ تصویر کہ پورا اُسکا چہرہ ہو اور وہ یک چشمی اور دو چشمی تصویرین
ظاہر ہو آدمی جب سامنے بیٹھا ہو اور ایک طرف کو منہہ پھیرے اور اس بیت مین لغزش بہت ہین اسواسطے
کہ رخت کشیدن آفتاب سے مراد تحویل برج حمل ہی جسکی سبب رات کم اور دن زیادہ ہوتا ہی اور علم نجوم مین
ثابت ہوا ہی کہ سال بھر مین دوبار رات اور دن برابر ہوتا ہی اور ساعتون کے دو قسم مقرر کیے ہین
ساعات مستوی اور ساعات معوج - ساعات مستوی وہ ہی کہ رات اور دن بارہ بارہ ساعت
کی قرار دی ہین مگر رات کی ساعتون کے اجزا دن کے ساعات محسوب ہوتی ہین اسی طرح
دن کے ساعات کے ٹکڑے رات کی ساعتون سے شمار مین آتے ہین اور ہر برج کے تیس ۳۰ درجہ
ہین اور تمام آسمان کے تین سو ساٹھ درجہ اور درجہ کو ساٹھ جگہ بانٹین تو ہر جزو کو اُنمین سے دقیقہ کہتے
اور دقیقہ کے ساٹھ حصہ کرین تو ہر ایک حصہ کو ثانیہ اور ثانیہ کو ساٹھ مین تقسیم کرین تو اُنکو ثالثہ کہتے ہین
اور اسی طرح رابعہ اور خامسہ اور مراتب - جب کہ آفتاب برج حمل کے اول درجہ کے نقطہ پر پہونچے
نوروز ہی رات اور دن برابر ہوتے ہین اسکے بعد جیسے جیسے آفتاب اُس برج کے درجے طی کرے
رات چھوٹی ہوتی جاتی ہی اور دن بڑا ہوتا جاتا ہی پھر جب برج میزان کے اول درجہ کے نقطہ پر
پہونچے نوروز ہی اور رات دن برابر بعد اسکے جیسے آفتاب اس برج کے درجے طی کرے دن چھوٹا اور
رات بڑی ہوتی ہی اور اُسکو نوروز دریائی کہتے ہین اور یہان آفتاب کی تحویل سے برج حمل مین
درجون کا طی ہونا مراد رکھا ہی نہ کہ نقطہ درجہ اول سے ملنا جیسے کوئی گھر کے دروازہ پر پہونچے اُسے
مجازاً داخل خانہ بولتے ہین اور تحویل سے مراد حمل کا آغاز نہین ہی بلکہ حمل کا وسط مراد ہی واللہ اعلم -
از مترجم - شارح علیہ الرحمۃ نے جو اصطلاحات کی تفصیل بیان کی ہین وہ تعلق لغزش سے
نہین رکھتین مگر اُسکے ضمن مین یہ بیان کہ سال بھر مین رات دن دو مرتبہ برابر ہوتے ہین شاید
اعتراض کی وجہ سمجھی گئی ہو اسمین شک نہین کہ ایک سال مین دو دفعہ رات دن برابر ہوتا ہی ایک
جب کہ آفتاب برج حمل مین تحویل کرے اور دوسرے جب کہ برج میزان مین لیکن دن کا بڑھنا اور رات کا
گھٹنا صرف اُسی وقت شروع ہوتا ہی کہ آفتاب برج حمل مین آوے - بیت

چشم شب تنگ شد و دائرۂ مردمکش دیدہ روز بہ تدریج برآید احول +

اس بیت کے معنی کہ کو مصنف خود بین کے بھینگی آنکھ کا عجیب نمونہ ہی اسطرح کہہ سکتے ہین کہ ترکیب مین چشم مرجع
ضمیر غائب کا ہو جو مردمکش مین ہی اور اُسکی پتلی کے دائرہ کا تنگ ہونا موجب بیشی روز ہی تاکہ

رات کم اور دن زیادہ ہوا ورد ہ تعجب کی بات یہ ہے کہ بھینگی آنکھ مین اشیاء مرئیہ زیادہ نظر آتے ہین
اور دو چند نظر آتے ہین نہ خود بھینگی آنکھ ۔ اور مصنف نے اسمین ارادہ کیا کہ بھینگی آنکھ مین
افزونی ہو نہ کہ اُسکی اشیاء مرئیہ مین ۔ اور اس خلاف واقع کی ہر چند تاویل ہو سکتی ہے کہ بہ نسبت
اعتبار سے دن کی آنکھ مین افزونی اور بیشی ہے مگر انصاف یہ ہے کہ معنی خوب نہین بنتے (از مترجم
مصنف پر شارح کا اعتراض عین بے انصافی ہے اگر غور سے مضمون بیت مین شارح در آتے تو
کچھ بینی دور ہو جاتی ۔ اصل یہ ہے کہ چشم احول مین ایک شئی مرئی کی دو تصویرین بنتی ہین نہ اصل
شئی دو چند ہو جاتی ہے جیسا کہ شارح کا خیال ہے گو تصویر شئی مرئی کی ہوتی ہین مگر وہ دونون تصویر
ایک شئی مرئی کی آنکھ ہی مین ہوتی ہین جسکو حس مشترک اٹھاتی ہے نہ خارج آنکھ سے اور اس تقریر سے
وسعت اور بسط اور افزونی آنکھ مین ثابت ہوئی نہ خارج مین اور اعتراض شارح علیہ الرحمۃ کا
مندفع ہے) ۔ بیت

مردم دیدۂ آن شب الہ دگر بالصفت ‌‌ ‌ ‌ بہ فتیلۂ دیدۂ این روغن و دیبا بمثل

یعنے رات کی آنکھ کی پتلی کم ہوتی چلی جاتی ہے جس طرح کہ گرمی مین او لاگھٹتا چلا جاتا ہے اور دن کی
آنکھ کی سفیدی ایسی پھیلتی ہے کہ دیبا مین تیل کی چکنائی بیت

خون سودائی شب زائد و فاسد گردد ‌ ‌ ‌ لاجرم نشتر روزش بگشاید اکحل

پوشیدہ نرہے کہ خون سودائی بگڑ کر سیاہ ہو جاتا ہے اسلیئے رات کے حق مین خون سودا کا اراد ہ بہت خوب ہے
جب رات بڑھتی ہے گویا اُسکے خون فاسد مین جوش ہے اب دن کے فصاد نے اُسکی رگ
ہفت اندام مین نشتر لگا کر ناقص خون نکالا الحاصل یہ کہ رات کم ہو گئی اور دن بڑھ گیا بیت

جام یاقوت و مئے لعل بہم بالاید ‌ ‌ ‌ اثر نامیہ چون لالہ و داغش تمثیل

شعراے طباع اس بیت پر نکتہ چینی کرین تو بجا ہے ۔ (از مترجم ۔ برہان قاطع مین ہے پالود
بروزن آسودن بمعنی افزودن و بالیدن و نمو کردن و بزرگ شدن باشد انتہی اور مضارع اُسکا
پالاید جسطرح آسودن کا آساید اور مصنف کہ اہل زبان ہے اُسکو متعدی لایا اور معنی بیت یہ ہونگے
کہ قوت نامیہ کا اثر جام یاقوت اور شراب کو کہ جام مین ہے اسطرح نشو و نما اور بالیدگی دیتا ہے کہ جیسے
لالہ اور اُسکے داغ درمیانی کو جسکے ساتھ جام اور شراب جام دونون ملکر مشابہ ہین ۔ اور پالودن
پیاسے فارسی کے ساتھ بھی افزودن و بالیدن کے معنی مین ہے اور اُسکے سوا صاف کرنے کے
معنی بھی دیتا ہے لیکن اس بیت مین مناسب اثر نامیہ کے نہین ہے مگر معنی اول مین خواہ تازی

سے پڑھین خواہ باے فارسی سے — بیت

نامیہ چون چمن سبزہ دہد اتمامش   ناقص از کارگہ آرند بباغ ار مخمل

بیت کے یہ معنی ہین کہ ہواے مرطوب مین قوت نامیہ کا یہ اثر قوی ہے کہ اگر ادھ بنے تھان مخمل کو کارخانے سے باغ مین اٹھا لائین تو اسکو پورا تھان مخمل کا بنا دے جسطرح کہ سبزہ کی کیاری کو بڑھا کر پورا اور کامل کر دیتی ہے اور اتمامش مین ضمیر راجع مخمل کی طرف اضمار قبل الذکر کے طریق سے ہے — بیت

عرق از شبنم گل داغ شود بر رخ حور   اخگر از لطف ہوا سبز شود در منقل

معنی یہ ہین کہ پھول پر شبنم کا قطرہ ایسا خوب اور خوشنما ہے کہ اسکی حسرت سے حور کے چہرے پر عرق جو نہایت خوبی اور لطافت مین ضرب المثل ہے جلکر داغ بن جاے اور ہوا کی رطوبت اور ملایمت سے انگیٹھی مین چنگاری ہری ہو جاے — بیت

گیرد از فیض ہوا طبع جواہر دارو   خصم اگر سودۂ الماس کند در مکحل

اہل معنی پر مخفی نہ رہے کہ ترکیب مین گیرد فعل اور سودۂ الماس جو دوسرے مصرع مین واقع ہے فاعل ہے اور طبع جواہر دارو مفعول ہے اور جواہر دارو ایک سرمہ ہے کہ آنکھ مین اس سے روشنی زیادہ ہوتی ہے اور جواہرات پیسکر اسمین داخل کرتے ہین اور اسکو کحل الجواہر اور جواہر سرمہ بھی کہتے ہین اور سودۂ الماس آنکھ کو اندھا کر دیتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ دشمن اگر سودۂ الماس سرمہ دانی مین رکھے تو وہ ہوا کے فیض اور فائدہ سے جواہر دارو کی خاصیت حاصل کرے اور بجاے نقصان کے آنکھون مین روشنی بخشے — بیت

بسکہ ہر خار شگفتے کرد عجب نیست اگر   یاسمین بشگفد از نشتر زنبور عسل

شگفے مین یاے معروف مصدری ہے اور معنی بیت یہ کہ اس ہواے گل خیز مین ہر ایک کانٹا پھول بن گیا ہے تو شہد کی مکھی کے ڈنک سے چنبیلی کا پھول کھلتا ہے اور ممکن ہے کہ یاے مجہول شگفے مین تنکیر کی ہو کہ ہر ایک خار نے گل کیا ہے تن زنبور عسل سے بھی چنبیلی کے پھول کھلے — از مترجم — میرے نزدیک دوسرے معنی درست نہین ہین — ابیات

پیش باغ چمن دہر کنون گر رضوان   نسخۂ خلد برین باز کشاید مجمل

صورت خلد ازین باغ مفصل یابد   سیرت این چمن از خلد بہ بیند مجمل

اس قطعہ کے یہ معنی ہین کہ رضوان جو باغ بہشت کا باغبان ہے اپنے بہشت کے نسخہ کو زمانہ کے باغ کے سامنے ظاہر کرے تو اپنی بہشت کی صورت باغ زمانہ سے تفصیل وار پائیگا اور چمن زمانہ کی حقیقت اپنی بہشت مین اجمال کے ساتھ دیکھے یعنے جو کچھ بہشت مین بالاجمال ہے زمانہ کے باغ مین بالتفصیل ہے — بیت

بسکہ از سنبل و گل یافت صفا نزدیک است کز پے بوسہ دو لب را بہم آرد جدول

اس بیت کے معنی یہ ہین کہ یافت مصرع اول مین فعل ہے اور جدول جو دوسرے مصرع مین واقع ہے فاعل اور جدول کے معنی ندی اور اُسکے دولب کھولنے کی صورت ظاہر ہے سنبل اور گلاب کے پھول جو ندی کے کنارہ ہین معشوقون کے مثل ہین اور ندی عاشق اُسکی ہے اور معشوق سے صفائی پانا یہ ہے کہ گرم اختلاط ہوا اور معشوق کا اختلاط عاشق کو آمادہ بوسہ گیری پر کرتا ہے اسواسطے مصنف کہتا ہے کہ ندی نے پھول اور سنبل سے اخلاص اور وفا کا میلان پایا ہے قریب ہے کہ دونون لب بوسہ لینے کے واسطے ملائے۔ بیت

شاید از عذر پرستار پذیرند بحشر بسکہ برداشت صفا صورت عزا و ہبل

اہل معنی پر پوشیدہ نہ رہے کہ عزے اور ہبل دو بتون کے نام ہین عرب کے ملک مین کہ زمان سلف مین کفار کے معبود تھے اور تقریر معنے یہ ہے کہ اسلام کے مذہب مین بتون کا دیکھنا گناہ ہے اور انکا قبول کرنا کفر۔ اب اس فصل مین ہوا کے فیض سے اُن بتون نے اسقدر صفائی حاصل کی اور دناءت اور خساست چھوڑ دی ہے سزاوار ہے کہ انکے پوجاریون کا عذر قیامت کے روز سماعت

انبساطے ست درین فصل کہ نے کار عقل شاید ار باز شود عقدۂ مالاینحل

ارباب فکر پر روشن ہو کہ عقدہ مالاینحل اُس باریک بات کو کہتے ہین کہ عقل کامل سے اسکا بیان مشکل ہو مراد یہ ہے کہ اس فصل مین انبساط تمام پھیل گئی اور بستگی یا عقدہ جو تھی بالکل دور ہو گئی ہے عقدہ مالاینحل آپ ہی آپ کھل جاتا ہے ضرورت نہین کہ عقل اسمین ہاتھ لگائے۔ مطلع ثانی در خطاب معشوق۔ بیت

ای شب ہجر تو در دیدۂ خورشید سبل چشم روح القدس از شوق جمالت احول

معشوق کی طرف خطاب کرتا ہے کہ تیری جدائی کی رات آفتاب کی آنکھون مین سبل یعنے اندھا کرنیوالی ہے خلاصہ یہ کہ آفتاب کو تیرے ہجر کی طاقت نہین اور سبل ایک بیماری کا نام ہے جو آنکھ مین پیدا ہوتی ہے ہمیشہ آنکھ سے پانی جاری رہتا ہے اور جبرئیل تیرے جمال کے معشوق مین بھینگا ہو گیا یعنے بہت ہی آرزومند دیدار کا ہے اسواسطے کہ احول اُسے کہتے ہین کہ ایک کو دو دیکھے اور یہ دوئی زیادہ دیکھنے کی مقتضی ہے۔ بیت

قمرے بہم نزدم دوش کہ در بیت حزن تا صباحم دو دل کوفت تمنای اجل

اہل معنی پر ظاہر ہے کہ پہلے مصرع مین کاف دلیل کے لیے ہے کہ کل رات میری پلک نہ لگی اور ہمیشہ

جاگتا رہا کہ جدائی کے غم خانہ مین صبح تلک موت کی آرزو دل مین رہی یعنے معشوق کی جدائی سے تو موت ہی بہتر ہی بیت

لذت تلخی دردتو اگر شرح دہم نوشدارو بفرستم بسلام حنظل

ارباب عقل جانتے ہین کہ اگر تیرے درد کی لذت ای معشوق مشرح بیان کیجاے نوشدارو کو ضرور ہی کہ حنظل کے سلام کو جاے جو نہایت درجہ تلخ ہی یعنے نوشدارو اسقدر شیرینی اور گوارائی کے مرتبہ سے گرے کہ اندراین کو جو بہت تلخ اور بدمزہ ہی نہایت درجہ کے شیرین خیال کرکے اُسکے سلام کو جاے اب معلوم کرنا چاہیے کہ تلخی جو درد محبوب مین ہی اُسکی لذت کسقدر شیرین ہوگی دار مترجم ممکن ہی کہ اس بیت کی توجیہ اسطرح کیجاے کہ تیرے درد کی تلخی مین وہ لذت اور مزہ ہی کہ اگر اسکو مفصل بیان کرون تو حنظل جو تلخی مین مشہور اور درد کی صفت مین شریک ہی اسکو یہ قدر او منزلت حاصل ہو کہ نوشدارو اُسے راس و رئیس اپنا سمجھکر خدمت اور اطاعت مین حنظل کے حاضر ہو اور جھک جھک کر سلام کرے ابیات

چندازین آتش خس پوش برانگیزی دود ای بخوش جوہری آئینہ حسن تو صقیل

آستینے زوفا برمژہ ام کش تاچند پوشم این چشم تر از حدس خداوند اجل

اصحاب معنی جانتے ہین کہ اس قطعہ مین مصنف نے تمہید سے مدح کی طرف گریز کی ہی اور بنا اُسکی ایک التماس پر کی جو معشوق سے کرتا ہی اور اُسکے قبول مین ترغیب اور تخویف مندرج ہی تقریر اُسکی یہ ہی کہ آتش خس پوش سے اشارہ اپنی طرف کیا ہی اسواسطے کہ قائل اپنے تئین فوراً جلنے کے قابل ایسا ہی سمجھتا ہی کہ جیسے آگ پر پھونس رکھا ہوا اور دیر نہین ہوتی کہ شعلہ اُسمین سے نکلتا ہی یعنے ای معشوق وفاداری سے میرے چشم پرنم سے آنسو پونچھ کہ مین اپنی روتی آنکھ کو اُس ممدوح بزرگ کی عقل اور حدس سے پوشیدہ رکھون جو اپنے اشتغال ذہنی سے مخفی اسرار کو دریافت کرلیتا ہی بیت

میرابوالفتح کہ در سینۂ دولت مہرش آفتابے ست کہ تحویل ندارد ز حمل

اس بیت مین میرابوالفتح بدل ہی اور مبدل منہ اُسکا خداوند اجل کہ اوپر کی بیت مین مذکور ہی یعنے محبت اُسکی دولت کے سینہ مین ایک آفتاب ہی کہ برج حمل سے جو خانہ شرف ہی تحویل نہین رکھتا اور اُس سے باہر نہین جاتا اور خلاصہ تقریر یہ ہی کہ محبت اُسکی دولت کی سینہ مین ایسے شریف درجہ مین ہی کہ آفتاب کو وہ شرف اپنے بیت الشرف مین حاصل نہین۔ آفتاب کے

درجہ کی بلندی حمل مین ظاہر ہی بیت

روی در روی برود سایۂ او با خورشید　　چشم بر چشم کند پایۂ او جنب زحل

یعنے سایہ اُسکا روشن اس درجہ ہی کہ آفتاب کی صورت دیکھے بغیر دعوے برابری کا کرتا ہی اور مرتبہ اُسکا اسقدر بلند ہی کہ مقابلہ زحل کا دوبدو کرتا ہی اور ذرہ اسمین تفاوت نہین۔ بیت

لب او خندہ اگر چشم جہان گریہ زار　　دست او جنبد اگر دست قضا گردد شل

اس بیت کے مصرع اول مین اگر شرط کے واسطے ہی اور لب او خندہ اُسکی جزا ہی کہ ترکیب مین پہلے آئی ہی۔ اور اسیطرح دوسرے مصرع مین۔ یعنے اگر جہان کو آفت گھیرے اور اُسکے سبب گریہ کرے ممدوح کا لب ہنستا ہی یعنے اُس چیز کا غم نہین کرتا کہ لوگون کا مطلوب ہی اور اگر قضا کا ہاتھ بیکار ہوجاے ممدوح کا ہاتھ کام کرتا ہی اور اسمین حسن مقابلہ جاتا ہی مگر یہ کہ مصرع اول کے یہ معنی کہین کہ گریہ جہان کا تلافی اُسکے لب خندان کرتے ہین (از مترجم۔ میرے نزدیک بیت کی دونون توجیہ اور دونون مین حسن مقابلہ قائم رہتا ہی۔ پہلی توجیہ یہ ہی کہ ممدوح اپنی صفات مین ایسا قائم اور مستقل ہی کہ اُسکا لب ہنستا رہیگا اگر جہان گریہ کرے اور قضا کا ہاتھ تھک جاے اُسکا چلتا رہیگا۔ دوسری توجیہ یہ ہی کہ جہان اگر گریہ کرے تو اُسکا لب ہنسکر تلافی کرتا ہی اور قضا کے ہاتھ لُنجے ہوجائین تو اُسکا ہاتھ اپنے جنبش سے سب کام کو درست کرے اور کچھ ہرج کاروبار دنیا مین واقع نہو) بیت

با ہواداری لطفش ہمی زسر سبز ربیع　　بہمن و دی بربایند کلاہ مخمل

بہمن اور دی خزان کے مہینون کے نام ہین اور کلاہ مخمل سے مراد پھول ہین یعنے بہمن اور دی کہ خزان کے مہینے ہین تیرے لطف کی ہوا دار اور رفیق ہون تو ایسے پھول پیدا کرنیوالے ہوجائین کہ بہار پر غالب آئین۔ بیت

در مقامی کہ کند ضرب کنایت بعدو　　ضرب شمشیر ندارد اثر ضرب مثل

رمز شناسان معنی پر ظاہر ہی کہ جہان ممدوح اشارہ سے دشمن کا قتل چاہے وہان تلوار کی ضرب مین اتنا بھی اثر نہین ہوتا کہ ضرب المثل کو حاصل ہی یعنے اُسمین ضرب کا لفظ ہی تاثیر کچھ نہین خلاصہ یہ کہ جب دشمن کا ہلاک اشارہ سے ہو تلوار کی ضرب کی احتیاج نہین۔ از مترجم۔ شارح علیہ الرحمہ جو معنی اس بیت کے بیان کیے حق اُنکا ہی اسکے سوا یہ توجیہ بھی ہوسکتی ہی کہ ضرب مثل از قبیل کنایہ ہی پس ممدوح جہان کنایہ سے قتل دشمن کرتا ہی اور صراحت اسمین نہین ہوتی تو ضرب المثل مین قتل دشمن کے لیے وہ اثر پیدا ہوتا ہی کہ تلوار کی ضرب مین نہین ہوتا۔ بیت

صفوت ذہن تو صراف مطالب چو دلیل | جودت لطف تو کشاف دقایق چو مثل

بیت کے معنی یہ ہین کہ اے ممدوح تیرے ذہن کی صفائی مطالب اور مقاصد کے پرکھنے اور کھرے کرنے مین دلیل کا حکم رکھتی ہے اسواسطے کہ دلیل ایسی چیز ہے کہ جو مطلب کہ خصم کے قبول خاطر ہونے کے لائق نہو اور مخاطب سکوت کا فائدہ نہ دے اُسکو دلیل شایستہ قبول اور سکوت خصم کر دیتی ہے اور دوسرے مصرع کے معنی بھی اسی طرح پر ہین اور مقابلہ لفظی نہایت خوب ہے۔ ابیات

آسمان گفت ندانم کہ علول از چہ نکرد | صور تش بیشتر از صورت عالم محمل

زانکہ چون روز ارادت ز افق سر بر زد | صبحدم دولت او زاد و شبانگاہ ازل

زین سخن جوہر فعال برآشفت و بگفت | کای تنک بہرہ ز فہم رصد علم و عمل

ہم آن بود ز خاصیت یکتائی او | کہ ہیولانہ پذیرد صور مستقبل

اس چار بیت کے قطعہ کے معنی یہ ہین کہ مصنف نے اس قطعہ مین آسمان کو سائل اور جوہر فعال کو کہ نفس فلک القمر ہے مجیب قرار دیا ہے اور بیت اول آسمان کا مقولہ ہے اور ارادت کے دن کا نکلنا اور بلند کرنا افق سے اُسکا تجلی کرنا ہے یعنے ظہور ارادت کے وقت اُسکی دولت ازل سے جو سب اشیا کے پہلے ہے ایسے مقدم تھی کہ جیسے صبح شام سے پہلے ہوتی ہے مراد یہ کہ تمام ایجاد عالم سے مقصود اور علت غائی ممدوح کی ذات تھی اور تخصیص بعد تعمیم کے قاعدہ سے آخر مین اُسکا ظہور ہوا اور اگر پہلے وجود کو قبول کرتا تو غرض حاصل ہونیکے بعد کوئی موجود ظہور کے عالم مین وجود کا پیرایہ نہ پاتا ابیات

چون دماغ فلک از صیت تو مختل گردد | عیسے از مہر نشاید کہ کند دفع خلل

گر جعل درد سر از رائحہ گل یابد | بلبل از بہر مداواش نشاید صندل

اس قطعہ کے معنی ظاہر ہین یعنے آسمان کے دماغ مین تیری شہرت سے خلل پڑے تو عیسے علیہ السلام اُسکے علاج اور دفع کا فکر نکرے اسواسطے کہ جعل کے سر مین پھول کی خوشبو سے درد ہو تو بلبل اسکے دوا کے لیے صندل کو ہرگز نہ گھسے سبب یہ کہ بلبل جو پھول کی عاشق اور دلدادہ ہے کس طرح جعل کی جو پھول سے بیزار ہے غمخواری کر سکتی ہے عیسی بلبل ہے تیری شہرت کے پھول کے لیے اور فلک مقابل جعل ہے اور دوسری بیت اس قطعہ مین تائید بیت اول کے لیے۔ فلک مشبہ اور جعل مشبہ بہ اور عیسے مشبہ اور بلبل مشبہ بہ اور یہ چارون مشبہ حسی ہین اور وجہ شبہ بھی حسی ہے ابیات

جملہ ہم سنگ گہرہای ول و طبع من ست | این جواہر کہ فشاند کف جودت بامل

فاش گویم نکنم شرم ہمانست کہ کرد | اشتیاق کف تو صورت تو معیشن بدل

اس قطعہ کے معنے ظاہر ہین ترکیب مین بیت اول سے مصرع اول کا مفہوم خبر ہی مصرع
دوم کا۔ یعنی تیری بخشش کا ہاتھ جو امیدوارون کو جواہرات دیتا ہی سب میرے دل اور طبیعت کے
گوہر یعنے سخن کے ہم وزن ہین کہ تیرے ہاتھ تک پہونچنے کے شوق نے اُنکی صورت نوعی کو بدلا
یعنے اپنی نوع اور قسم سے گوہر اور جواہر کی نوع مین آگئے ہین اس قطعہ مین اپنے اشعار کی
تعریف اور اُن اشعار کے شوق کی تعریف کی ہی اور وہ شوق ہاتھ کی نسبت ہی بیت

قطرہ ہا کش دم رفتن چکد از پیشانی ٭ شنبم آسا نشنیند گہ سرعت بکفل

دونون ضمیر شین کے دونون مصرع مین گھوڑے کی طرف راجع ہین یعنے ممدوح کا گھوڑا اسقدر سریع السیر
اور تیز رفتار ہی کہ جو پسینا جاتے وقت اُسکی پیشانی سے ٹپکے واپس آنے تک زمین پر نہین گرتا
بلکہ اُسکے پیچھے ہر گرتا ہی جیسے پھول پر اُس گرتی ہی (از مترجم۔ ناظرین کو خیال رہے کہ ازل سے ابد تک اور
ابد سے ازل تک آمد و رفت ہی کہ اوپر کی بیت مین اُسکا بیان ہی۔) بیت

گر بخورشید دہد سرعت خود در یکدم ٭ آید از ثور بترتیب منازل بحمل

نجومیون نے ثابت کیا ہی کہ آفتاب برج ثور سے بارہ مہینے مین داخل برج حمل ہوتا ہی اسواسطے
کہ ہر ایک برج مین ایک مہینے ٹھہرتا ہی اور آفتاب کو اگر گھوڑا اپنی تیزی رفتار دیدے تو وہ ایکدم مین
منزل بمنزل ترتیب کے ساتھ برج حمل مین آن پہونچے یعنے بارہ مہینہ کا راستہ ایکدم مین طی کر ڈالے بیت

گر سر خصم تو بندند بپالش گہ نزع ٭ تا قیامت بگلویش نرسد دست اجل

یعنے ای ممدوح تیرے دشمن کا سر جانکنی کے وقت اُسکے پاؤن مین باندھدین تو اُس جگہ سے پہونچے
کہ قیامت تک اجل کا ہاتھ اُسکے گلے تک نہ پہونچے (از مترجم پس مطروح سوار اُسکا بطریق اولی
اجل کے ہاتھ نہ آیا ہوگا عیاذاً باللہ) بیت

در عنان گردش او تا کرۂ نار و ہوا ٭ طی شود دائرہ بر دائرہ مانند بصل

عنان گردش چابک سوارون کی اصطلاح مین کاوہ کو کہتے ہین کہ گھوڑے کو دم تو ڑنے کے لیے
پھیرتے ہین اور خاک کے کرہ سے آگ کے کرہ تک ایک بڑی مسافت ہی جو ہوا سے بھری ہوئی ہی
اور بصل عربی مین پیاز کو کہتے ہین کہ اُسکا پوست اوپر تلے ایک دوسرے سے لپٹا اور ملا ہوا
خلاصہ یہ کہ اُسکے کاوہ مین کرہ ہوا کرہ آتش تک پیاز کی طرح دائرہ کے دائرہ طی ہون اس
صورت مین میدان سطح ہوا ہوگی۔ بیت

پیر عقل درست کہ تا مرغ در مدحت نزدم ٭ این گمان داشت کہ دور آسمان نیا وردہ مثل

ظاہراً عرفی اپنے تئین غائب فرض کر کے کہتا ہی اور کاف ایک جملہ مستانفہ کے واسطے ہی یعنے عرفی ایسا مغرور ہی کہ جب تک تیری مدح مین سنے نہین کی اسکو زعم تھا کہ نے مثل ہی اب مجھے اپنا مثل جانا اور ممکن ہی کہ کاف دلیل کے واسطے کہین اور فاعل دونون فعل نزد اور برداشت کا وہی عرفی ہو اور معنے اسطرح کہہ سکتے ہین کہ اس سبب سے وہ مغرور ہی کہ جب تک ای ممدوح تیری مدح مین سنے نہین کی گمان اسکا یہ تھا کہ زمانہ مین اسکا مثل نہین ہی اور اب تیری مدح کہنے سے جانگیا کہ میرے مثل مداح تیرے بہت ہین - اور ہو سکتا ہی کہ اسطرح کہین کہ ممدوح کی ذات نے مثل کے وصول سے اپنے غلط دعوے سے باز رہا لیکن غائب اور متکلم کا تناقض ایک زمانہ مین اچھی طرح ؛ ورنہین ہوتا واللہ اعلم

چہ بلا عیب تراشم کہ حسد کم باد ۱ مشنو عیب زر دہ دہی از سیم دغل

چہ بلا عیب تراشم یعنے بہت ہی عیب تراش اور نکتہ چین ہون کہ حسد کا خانہ خراب ہو کہ یہی نکتہ چینی کا مقتضی ہی اور زر دہ دہی زر خالص کو کہتے ہین اور سیم دغل کھوٹی چاندی - یعنے مجھ ناقص سے کاملون کے عیب سماعت نکرو - بیت

ہر کہ با او چو عطارد نبود مرد مصاف صلح و تحسین خوشش آید نہ تہور نہ جدل

یعنے جو شخص اُس عرفی کے ساتھ عطارد کے مانند مرد مصاف نہو سکے یعنے جیسے کہ عطارد اُسکے جنگ کا حریف نہین ہی وہ بھی نہو اُسکو صلح اور تحسین عرفی کے ساتھ بہتر ہی نہ کہ حد سے زیادہ مردانگی اور لڑائی اور جھگڑا کرنا از مترجم - چو عطارد مین لفظ چو تفخیم کے لیے ہی نہ تشبیہ کے لیے جیسا کہ شارح نے خیال کیا اور نظیر اسکی بیت اول قصائد انوری کی ہی ؎ مقدرے نہ بالت بقدرت مطلق ؛ کند تشکل بخاری چو گنبد ازرق ہی بیت

عزت او نہ شہید یست کہ حشرش باشد ورنہ بگریستمے از ستم مدح و غزل

یعنے عرفی کی عزت ایسی مردہ نہین ہی کہ قیامت کے دن بھی اُٹھے جیسے کہ جب مردہ اپنی اپنی قبر اور مرگھٹ سے اُٹھینگے اور اگر ایسا ہوتا تو جو کچھ ظلم اور بیداد کہ مدح اور غزل نے میری عزت پر کی اسکی داد خواہی مین ضرور کرتا - بیت

للہ الحمد کہ تا قدر تو نشناخت نبود جوہر بندگیش چون ہنرش مستعمل

یعنے اللہ کا شکر ہی اس نعمت پر کہ جب تک تیری قدر و منزلت نہ پہچانی اُسکی بندگی اور غلامی کا جوہر ایسا مستعمل نہ تھا جیسا کہ اسکا ہنر شاعری مستعمل - یعنے اسکی بندگی ممدوح کے کام مین نہ آئی تھی اب کہ تیری قدر پہچانی تو غلام تیرا ہو گیا - بیت

در بشارت گرچہ طمع داشت قضا   زان باخلاص تو بشکست غرورش اول

یعنی قضا سخن کے موتی کسقدر چاہتی تھی کہ تیرے اوپر نچھاور کرے اور اسی واسطے عرفی کو پہلے تیرا
مخلص کردیا جس سے غرور اُسکا کم ہوا اور طبیعت کے معدن سے بآسانی گوہر ہاتھ آئے ورنہ اخلاص
بغیر محال تھا کہ عرفی کسی کی تعریف کہتا بیت

تا ز تحویل حمل خاک زبرجد گردد   تا ذبول از عمل نامیہ ماند مہمل

کشتہ مزرع بخت تو پذیراد نمو   تا بحدیکہ چرندش بمیان جدی حمل

یہ قیامت تک ہوگا کہ جب برج حمل مین آفتاب آوے خاک سبزہ زار ہوجاسے اور جو چیز سوکھ گئی ہو
اُسے قوت نامیہ سبز کرسکے ذبول مرجھانا فارسی افسردہ اور پژمردہ یعنے مدت مذکور تک تیرے نصیب کی
کھیتی اسقدر بڑھی کہ جدی اور حمل جو بھیڑ اور بکری کی صورت کے دو برج ہین اُس کھیتی کے اندر
چرا کرین اور بعضے نسخون مین لفظ بخت کے بجاے کلمہ جاہ کا دیکھا گیا اسکے معنی بھی ظاہر ہین اور
بلندی دونون کے واسطے صفت ہی بیت

بعدم خصم درون خستہ چو در توبہ گناہ   تو برون تاختہ از حلم چو از علم عمل

یعنے عدم مین تیرا دشمن دل خستہ رہی جیسے توبہ مین گناہ اور تو حلم اور بردباری سے اسطرح باہر آوے
جیسے عمل علم سے غرض یہ کہ علم سے مقصود عمل ہو اسی طرح حلم سے تیری ہستی مطلوب ہی بیت

قصیدہ در نزہت و شادابی کشمیر گفتہ۔ بیت

ہر سوختہ جانے کہ بہ کشمیر درآید   گر مرغ کباب ست کہ با بال و پر آید

اس بیت مین مصنف نے مبالغہ کشمیر کی شادابی اور نزہت کا کیا ہی یعنے اگر اس شہر مین کباب
سوختہ مرغ آوے اُسکے ہوا کی طراوت سے بال و پر سے درست ہوجاے۔ دوسرے مصرع مین
جس طرز پر کاف آیا وہ فصاحت کے ساتھ معنی کو ظاہر نہین کرتا اُسپر کوئی اعتراض کرے تو بجا ہی
اور اس قسم کے کاف کو مفاجات کا کہتے ہین اور وہ اگر کی لفظ کے بعد دیکھا گیا ہی جیسا کہ حافظ شیرازی
کی غزل مین ہی کہ ~ رہزن دہر نخفتہ است مشو ایمن ازان + اگر امروز نبردہ است کہ فردا ببرد +
(از مترجم) کوئی اعتراض عائد نہین ہوتا کہ قاعدہ مشرحہ تسلیم کیا جاے تب بھی اُسکے موافق
ہی اسواسطے اِس کاف مفاجات کے پہلے لفظ گر موجود ہی — بیت

بنگر کہ زفیضش چہ شود گوہر یکتا   جائے کہ خزف در رود آنجا گہر آید

کلمہ جاے کا کہ دوسرے مصرع کے شروع مین آیا ہی ہرگاہ کے موقع پر ہی اور اصطلاح شعر مین بیت
آتا ہی حاصل یہ کہ جہان ٹھیکری پہونچکر جواہر کی آب وتاب حاصل کرے اُس مقام کے فیض سے
گوہر کیا کچھ قدر اور قیمت پائیگا۔ **بیت**

مہتاب گل از نسیم بشگافد قصب شاخ   وز لمعۂ آن سیب قمر لعل تر آید

مہتاب کی اضافت گل کی طرف اضافت بیانی ہی اور قصب شاخ سے وہی شاخ مراد ہی
اور قصب کتان ہی کہ مہتاب مین ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہی اور مہتاب گل کی نسبت قصب
شاخ کا شگافتہ کرنا بہت مناسب ہی اور قصب کے معنی عربی مین نے کے ہین اور شاخ کو نے
کہنا بھی درست ہی اسواسطے یہ استعارہ بہت خوب واقع ہوا اور سیب قمر سے وہی چاند مراد ہی
گلاب کے پھول کی چمک دمک سے لعل تر و تازہ نظر آوے لیکن چاند کا رنگ دراصل حکیمون نے
سبز ثابت کیا ہی اُسکا استعارہ پھول سرخ سے مقام تعجب ہی شاید مصنف نے اصل رنگ سے
قطع نظر کی ہو اسواسطے دوسری توجیہ بھی ہو سکتی ہی کہ لفظ مہتاب کو گل کی طرف مضاف نکرین
اور مہتاب گل تمام کہین اور وہ ایک قسم کا پھول ہوتا ہی کہ ولایت مین سرخ ہی اور چاند کے
لعل ہونے کا اُس سے ارادہ کیا ہو از مترجم۔ معنے دوم مین تکلف ہی معنی وہی صاف ہین
جو اول بیان ہوئے اور اسمین تقابل مہتاب کا قصب شاخ سے موزون ہی اور چاند کا اصل
سبز رنگ بھی اعتبار کیا جاے تب بھی شعر کے معنی بطور ادعا معمولی شعرا درست ہوتے ہین **بیت**

آن لالہ کہ ہنگام تراشیدن خارا   از رخنۂ سنگ دہن تیشہ بر آید

آن کا لفظ عظمت اور زیادہ جوش پر دلالت کرتا ہی یعنے سنگ تراشی مین لالہ جوش نشو و نما کے
سبب پتھر کے سوراخ اور ٹانکی کے منھ سے نکلتا ہی۔ **بیت**

از بسکہ کند جذب رطوبت خطرش   گر ساغر چینی ز ہوا بر حجر آید

ترکیب مین کند فعل اور اُسکا فاعل خواہ ساغر ارادہ کرین خواہ حجر ہر ایک انمین سے سنی دینے کے
لائق ہی لیکن ساغر بہتر ہی اور خطرش مین ضمیر غائب اضمار قبل الذکر کے طریق سے ہی اور ساغر
کی طرف راجع یعنی نہایت رطوبت حاصل کرنے سے پیالہ چینی کا جو نازک ہوتا ہی پتھر پر گرے تو نہین
ٹوٹ سکتا۔ **بیت**

در چاشتگہ از شبنم گل گرد فشان نیست   آن باد کہ در ہند چو آید سحر آید

چاشت یعنے ڈیڑھ پہر دن چڑھے کہ آفتاب کے جذب اور کشش سے اوس پھول پر نہین ہوتی۔۔

کشمیر مین اُسوقت بھی ہوا کی زیادہ رطوبت اور طراوت سے رہتی ہی اور کثرت شبنم گل سے گرد جہان
نہین پھیلتی وہ ہوا کہ ہندوستان مین چلتی ہی اور ہندی مین جھکڑ اُسے کہتے ہین بہت گرد اور غبار اُڑاتی ہی
اور عرفی لغت ہندی کو بعینہٖ لایا مگر بائے ہوز نقل کے سبب دور کی اسواسطے کہ اہل ولایت ہندی
زبان کی نقل مین ایسی چیزین کم کر دیتے ہین (از مترجم — معنی بشرح سے لفظ از کا مشکر ہی اور کوئی
خوبی اُسمین نہین پائی اور نسخہ بھی غیر متعارف ہی عموماً بجائے نیست کے لفظ است کا نسخہ موجودہ
مین ہی اور معنی اُس نسخہ متعارف کے صورت مین یہ ہی کہ اور مقامات چاشت کے وقت ہوا سخت
چلتی ہی اور شبنم پھول پر نہین ہوتی لیکن کشمیر کے موسم کی یہ حالت ہی کہ پہر دن چڑھے رطوبت اور طراوت
کے سبب اور دھوپ کی ملایمت کی وجہ سے شبنم پھولون پر ایسی بنی رہتی ہی کہ جیسے صبح کے وقت
معمولا ہوتی ہی اور وہ سخت ہوا کہ ہندوستان مین اُسے جھکڑ کہتے ہین اور پھول ڈالی بلکہ درخت کو
بیخ و بن سے اُکھیڑ ڈالتی ہی کشمیر مین ایسی ملایم اور دھیمی چلتی ہی کہ پھول کی شبنم جو کہین اتفاق سے گرد
اور غبار پڑے تو وہ ہوا گرد کو اس سے جھاڑتی اور دور کرتی ہی اور شبنم پاک صاف ہو جاتی ہی ابیات

حاجت بہ دو زخم ار فتدش قطع محال است گر سنگدلی از پے قطع شجر آید
زان گزند نشو و نما زخم نخستین مصمت شدہ تا زخم دوم بر اثر آید

اس قطعہ کے بیت اول مین ضمیر شین کا لانا اضمار قبل ذکر ہی اور شجر کے طرف راجع ہی — اور
کاٹا جانا درخت کا اس سبب سے ارادہ کیا ہی کہ دوسری بیت مین کہتا ہی نشو و نما کی مدد سے پہلا
زخم بھر کر اور برابر ہو کر اثر پر آتا ہی یعنے اپنی درستی پر آتا ہی یعنے جیسا تھا ہو جاتا ہی — (از مترجم منتخب اللغات
مین ہی اثر بفتحتین نشان اور نشان زخم اور ابیات کے یہ معنی ہین کہ اگر کوئی سخت دل درخت کاٹنے کے
درپے ہو جو دو زخم کی اُسے احتیاج ہو یعنے پہلے ہی زخم مین درخت قطع نہو سکے تو پھر اُسکا کاٹنا محال
ہی اسواسطے کہ پہلا زخم نشو و نما سے بھر آتا ہی اُسوقت تک کہ دوسرا زخم پہلے زخم کے نشان پر لگے —
اور شارح نے بر اثر آید کے معنی جو لکھے کہ اپنی درستی پر آتا ہی الفاظ سے مستفاد نہین ہوتے ہین بیت

طاؤس مثالے کہ بیفشاند پر و بال ہر لحظہ برنگ دگر اندر نظر آید

طاؤس مثال مرکب فارسی ہی اور حرف یائے تحتانی اُسمین صفت کے لیے یعنے کشمیر مور کی شکل
ہی کہ اُسنے کر نہین کی اور پر و بال اُسکے نہین گرے اور خوش رنگ ہی اور ہر وقت ایک نئے رنگ سے
نظر آتا ہی اور جانور کرنے کے پیچھے اچھا رنگ نکالتا ہی اور آیندہ بیت کا مضمون اسی طرح کا ہی کہ کشمیر گویا
ایک آراستہ دلہن ہی کہ ابھی حسن و جمال مین کمال کو نہین پہونچی اور اچھی معلوم ہوتی ہی ابیات

زاری کند ازشش جہت آغاز کہ متناب — کین فصل و سہ فصل دگر گرم بر اثر آید

لیک از ہمہ غلط ست کرنے طوف جنابت — چندان نکند مکث کہ وقت ثمر آید

یعنے جب عرفی تیرے طواف اور زیارت کے شوق مین سفر کا ارادہ کرتا ہی کشمیر سب طرف سے رونا شروع کرتا ہی اور کہتا ہی کہ عرفی جلدی کیا ہی یہ فصل اور اُسکے پیچھے تین فصل اور آتی ہین اور سال بھر سیر اور تماشا دیکھا کر لیکن بہشت اگر کشمیر بھی ہو عرفی تیرے آستانہ کی زیارت بغیر ای ممدوح اسقدر نہین ٹھیر سکتا کہ پھل کا وقت اجاسے اس کے پہلے مصرع مین بھی کاف جو نے طوف پر آیا ایسا ہی ہی جیسا کہ اس قصیدہ کے مطلع مین ہی ۔ بیت

حکم تو اش آورد بہ کشمیر وگرنہ — آن کز گل این خاک ازان خاک برآید

اس بیت کے معنی یہ ہین کہ ای ممدوح تیرے حکم سے عرفی کشمیر مین آیا ورنہ جو اس خاک آستانہ کی گل سے ہو غیر ممکن ہی کہ دوسری خاک مثل کشمیر وغیرہ سے نکلے (از مترجم ۔ مشہور نسخہ مصراع عرفی یہ ہی ۔ کز از سر آن خاک بخاک دگر آید + اور معنے اُسکے صاف ہین ۔ بیت

سے آید و میسوزد از این شک کہ کشمیر — چون یافت کہ آید بکجا بر اثر اید + +

یافت فعل اور فاعل اُسکا عرفی ہی کہ افعال مذکورہ مین فاعل ہوتا چلا آیا ہی یعنے عرفی تیرے حضور کا قصد کیے ہوئے آتا ہی اگر کشمیر کو معلوم ہو کہ کہان آتا ہی ایسا نہو کہ وہ بھی عرفی کے پیچھے ممدوح کی درگاہ مین چلا آئے اس رشک مین جلا جاتا ہی اور اثر بکسر اول ورپے کے معنی مین ہی ۔ (از مترجم یافت فعل کا فاعل کشمیر اور معنی شعر کے اب یہ ہین کہ عرفی ممدوح کی بارگاہ کی طرف آتا ہی اور اس رشک سے جلتا بھنتا ہی کہ جون ہی کشمیر کو معلوم ہو کہ عرفی کہان آتا ہی اور کس مقام عالی کا قصد رکھتا ہی دون ہی کشمیر عرفی کے قدم بقدم پیچھے لگا چلا آتا ہی تا کہ بارگاہ ممدوح مین حاضر ہو کر افتخار حاصل کرے اور عرفی کا شریک ہو اور قافیہ اثر بفتحتین نشان کے معنی مین ہی اثر مسو اول سے نہین ہی جیسکے معنے شارح نے لکھے ہ ۔

قصیدہ در نعت رسول ثقلین گفتہ بجواب قصیدہ ظہیر فاریابی — بیت

سپیدہ دم کہ زدم آستین بشمع شعور — شنیدم آیت استغنوا ز عالم نور

یہ قصیدہ دو مطلع کا جناب رسول الثقلین صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت مین کہا ہی اس قصیدہ کے جواب مین کہ ظہیر فاریابی نے فرمایا اور مطلع اُسکا یہ ہی ؎ سپیدہ ام کہ شدم محرم سرای سرور +

شنیدم آیت توبوا الی اللہ از لب حور بد معنی یہ ہین کہ صبح نور ظہور کے وقت ہوش کی شمع کو مین نے
ٹھنڈا کر دیا اور بجھا دیا یعنے اسطرف کا علم نہین رہا استغفروا کی آیت عالم علوی سے مین نے سُنی
جسکے یہ معنی ہین کہ مقصود کو طلب کرو — (از مترجم) — حدیث شریف مین وارد ہی کہ پچھلے پہر شب
حق سبحانہ تعالی آسمان اولین پر نزول اجلال فرماتا ہی اور حکم دیتا ہی کہ ہی کوئی دعا کرنے والا کہ مین
اُسکی دعا کو قبول کرون اور ہی کوئی مغفرت چاہنے والا کہ اُسکی مین مغفرت کرون — بیت

طلب بیار و مترس از متاع منع کلیم — بساط عذر میارا کہ نیستی معذور
اگر بحجیرہ مقصود دست عشوۂ ما — شکست ساغر امید او بسنگ فتور
نہ کوتہی ز عطا بود عشق مید اند — کہ بر کرشمۂ ما تنگ بود خلوت طور

معشوق ازل کا قول ہی کہ طلب لاو اور موسی کلیم اللہ کو جو دیدار سے ہمنے منع کیا تھا اُس سے خوف
نکرو اور عذر نکرو کہ تو معذور نہین ہی اور اُسکا روکنا بھی ہمارے عطا کی کمی اور کوتاہی سے نہ تھا
عشق اسکا گواہ ہی کہ طور کی خلوت کو اپنی تنگی سے ہمارے کرشمہ کے گنجایش نہ تھی — (از مترجم)
بعضے نسخون مین اسطرح ہی — کہ بر کرشمہ ما ننگ بود خلعت طور — یعنے طور پر جلوہ کرنے کا
خلعت ہمارے کرشمہ کے لیے ننگ اور عار کا موجب تھا — بیت

تو در معاملہ اہبطوا متاع مخر — کہ نا صحیح بود بیع و سعی نا مشکور

خطا کا ہونا اور بہشت سے باہر آنا آدم علیہ السلام کا مشہور ہی کہ ایک وقت حق تعالے نے
آدم علیہ السلام کو گیہون کھانے کی خطا پر بہشت سے نکلجانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اہبطوا
یعنے دنیا مین اترو — اور عرفی سے فرماتا ہی کہ اُسکی سعی اور کوشش نادرست اور نامنظور تھی تو
اُن لوگون مین سے نہین ہی کہ چُپ مار کر علاحدہ بیٹھا رہے — بیت

در ملاطفت آشنا کشادہ درآ — کہ آستین طلب ست آن سعیکم مشکور

یعنے دوست کی مہربانی کا دروازہ کھلا ہوا ہی اندر آو کہ آستین طلب ہی یعنے دستگیری چاہتا ہی
فاعل آستین طلب ست کا مضمون ان سعیکم مشکور ہی ای تمھاری کوشش منظور ہی — (از مترجم)
بعضے نسخون مین ہی کشاد و در آ دونون صیغہ امر معروف با واو عاطفہ اور آستین کے بجاے آشتی
بمعنی صلح — اور اس تقدیر پر یہ معنی ہونگے کہ دوست کے التفات کا دروازہ کھولو یعنے اپنی طرف
اُسکو متوجہ کرو اور وہ معاملت کرو کہ تمھاری جانب التفات اور لطف کرے اور بعد اسکے خلوتخانہ
مین آو کہ ان سعیکم مشکور کا مقولہ صلح طلب اور خاطر مدارات کا مقتضی ہی جسکے بدون مقولہ کا

حکم قطعی اور مفید نہین ہی) مطلع ثانی بیت

زہی لوای محبت ز نسبتت منصور مزاج عشق ز آمیزشش دلت رنجور

چونکہ عشق سب چیزون پر غالب ہی اسواسطے اطبا نے اُسکے مزاج کو حار اور گرم قرار دیا ہی پس عرفی
کہتا ہی کہ حضرت رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل محبت منزل مین اسقدر حرارت ہی کہ خود
عشق اُس سے اُلٹا بیمار ہو جاتا ہی اور غالب سے مغلوب اور اسطرح بھی تقریر کرسکتے ہین کہ عشق کے
بازار مین رنج اور ناتوانی کا اسباب رونق پر ہی جیسا کہ عرفی نے خود ایک قصیدہ مین یہ مضمون باندھا ہی

جہان نیاز فشانی کنم کہ عشق برد خمیرمایۂ عجز از غبار آن درگاہ

پس عشق کے مزاج مین آپ کے دل پر حزن سے رنجوری اور ناتوانی آگئی ہی۔ (از مترجم
ایک نسخہ مین نبوت بجاے محبت ہی۔ بیت

بنور و سایہ چو امر سکون و سیر کنی زمانہ فاصلہ یابد میان سایہ و نور

یعنے دھوپ اور چھانو جو ایک دوسرے سے ملی جلی ہین اور دونون کے درمیان فصل نا ممکن ہی اگر آپ
اُنکے علاحدہ ہو جانے کا حکم دین تو ایک دوسرے سے جدا ہو جائین (از مترجم۔ اور حکم اسطرح پر کہ
ایک سے فرمائین کہ ٹھہر اور دوسرے سے کہین کہ آگے چل اور ضرور ہی کہ دونون تکمیل حکم کرین تو بیچ مین
دونون کے فاصلہ ہوگا کہ وہان نہ دھوپ ہوگی اور نہ چھانو ہوگی) بیت

بباغ طبع تو در اوج استفادہ فیض ہماے عقل طلبگار سایۂ عصفور

یعنے جہان آپ کی طبیعت کہ میمنت اور برکت بخشنے والی ہی فیض بخشی کی کرسی پر بیٹھے عقل کا ہما
وہان کی چڑیا سے مہار کی طلب ہی۔ بیت

ہدایت تو نماید بچشم صورت بین ہر آنچہ در حرم ایزدی بود مستور

یعنے جو آنکھ کہ عالم صورت کو دیکھتی ہی اور اسرار باطنی کی واقف کار نہین ہو سکتے اُسکا محرم امور
غیبی کا ہونا تیری رہنمائی سے آسان ہی۔ بیت

ز نور ناصیہ ات ماہ گر ضیا گیرد بآفتاب دہد نسخۂ حساب شہور

معنی یہ ہین کہ چاند جسکے بڑھنے اور گھٹنے سے مہینون کا حساب اُسکے تعلق ہی اگر تیری پیشانی سے
نور حاصل کرے تو مہینون کے حساب کا رجسٹر اوصاف کے چارج مین ہو جاے یعنے چاند اس درجہ
روشن ہو کہ آئینہ کم و کاست کا معاملہ آفتاب کے حوالہ کرے (از مترجم۔ علم ہیئت مین یہ مسئلہ
ثابت ہی کہ آفتاب کا جرم بالذات روشن ہی اور چاند بالذات تیرہ ہی مگر چاند آفتاب کے تقابل سے نور

حاصل کرتا ہی اور چاند کی طرف مقابل سے جسقدر کہ اہل زمین کے سامنے ہو اُسی قدر روشن نظر آتا ہی اس مسئلہ کی بنا پر شاعر نے یہ مضمون تراشا ہی کہ اگر چاند تیری پیشانی سے نور حاصل کرے جیسے کہ معمولاً آفتاب سے حاصل کرتا ہی تو وہ ایسا روشن بالذات ہو جاے کہ قضیہ منعکس ہو یعنے اُسکی نسبت آفتاب بے نور ہو جاے اور چاند سے نور لینے کے باعث آفتاب تقابل کے بقدر گھٹا بڑھا کرے اور بعد ازان مہینون کا حساب آفتاب کے گھٹنے بڑھنے سے ہوا کرے بیت

شعاع شعلۂ قہر تو گرفتد بسحاب   رماد برق شود سرمۂ صبا و دبور

معنی یہ ہین کہ تیرے غضب کے شعلہ کی کرن اگر بادل پر گرے باوجودیکہ اُسمین پانی بھرا ہی اور اُسمین بجلی ہی کہ جسپر گرے جلادے مگر اسقدر جل جاے کہ اُسکی راکھ پُروا او پچھوا ہوا کی سرمہ بنجاے بیت

اگرچہ ہست مبرہن کہ در مسیر وجود   موثرانہ صفات الٰہ نے ماثور
زسر کلاہ حکومت بدامن تو نہاد   قضا کہ ہست دو عالم بحکم او مجبور

اس قطعہ کے معنے روشن ہین اور ہرچند ظاہر ہی کہ پیدائش مین صفات الٰہی تاثیر کرنے والی ہین دوسرے سے خود اثر نہین قبول کرتین لیکن قضا جو حمیدہ صفت الٰہی ہی اور اُسکے حکم سے دو عالم مجبور اور محکوم ہین اُسنے حکومت کی ٹوپی اپنے سر سے اُتار کر تیرے دامن مین رکھی کہ آپ حکمرانی سزاوار ہین اور مین محکوم ہون ورنہ بصورت صنعت الٰہی ماثور ہوئی نہ موثر (معاذ اللہ) اور سیر معنے فتح سے سیرگاہ ہی۔ بیت

منم کہ کردہ ام از ننگ شرکت نوعے   نصیب فرقۂ انسان ہزار گونہ قصور

منم کا لفظ جہان شاعر کو اپنی تعظیم مقصود ہوتی ہی وہان لاتا ہی خواہ اُسمین مبالغہ تعریف مین ہو یا ہجو مین اور یہان اپنی ہجو مین مبالغہ کرکے کہتا ہی کہ ایک نوع کی شرکت کے ننگ سے یعنے یہ کہ مین بحقیقت انسان کے ساتھ نوع مین شریک ہون ہزار طرح کے قصور کہ وہ انسان کے لازم کر دیے ہین اور رنگ کے بجاے ننگ بھی نظر آیا ہی اور اس صورت مین یہی معنی واضح ہین (از مترجم عام نسخہ ننگ بجاے رنگ کے ہی) بیت

زروزگار من آثار یاس سے تابد   چو حالت سنوات از ماثر باحور

یعنے میرے زمانہ سے ناامیدی کے نشانات اسطرح ظاہر ہین کہ برسون کی حالت باحور کے آثار سے ظاہر ہوتے ہین اور باحور آفتاب کے برج حمل مین رہنے کی مدت ہی کہ اہل نجوم نے معتبر کی اور برسون کے احوال اُسکے اثر سے معلوم کرتے ہین (از مترجم۔ غیاث اللغات مین جو کیا ...)

جاے مہا یہ کے ضمہ اور دا د معروف سے گرمی کی شدت ماہ تموز میں ہی اور معتدل ایام اسکے اٹھ مین
انیسوین سے چھبیس تاریخ تک اور اٹھ دن بہت گرم ہوں تو ارزانی ہو اور جو سرد تو قحط کی علامت ہی بیت

تنزل عملم گر شود نسیم ریاض ۔ بطبع براثر غوره گے رود انگور

یعنے میرے عمل کا تنزل اگر باغات کی ہوا بنجاے تو انگور الٹے قدم غوره کی طرف پھر جاسے یعنے پکنگی سے
خامی پر آجاے ۔ بیت

زحرص نعمت عصیان کہ زہر معنویست بدون روزه کند نفس زلہ بند سحور

روزه دار کسی قدر غذا سحر کے لیے رکھ چھوڑتے ہین یعنے نفس گناہون کی حرص سے کہ ظاہر مین نعمت
اور حقیقت مین زہر قاتل ہی بلا شرط روزه سحری رکھ چھوڑتا ہی یعنے گناہون کا خواہشمند ہی بیت

نعوذ باللہ اگر روز حشر طی نکند شفاعت تو عمل نامۂ اناث و ذکور

زشرم کثرت عصیان من بر عشہ فتد بعرصہ گاه قیامت چو ارض نیشابور

قطعہ کے معنے یہ ہین کہ اے روز قیامت کے بخشانے والے خدا کی پناه اگر قیامت مین اپکی شفاعت
اور سفارش مرد عورت کے اعمالنامہ کو نہ لپیٹے یعنے گنہگارون کو نہ بخشائے تو میری کثرت گناه سے
قیامت کا میدان نیشاپور کی طرح لرزنے لگے ۔ (از مترجم ۔ بعرصہ گاه کے بجاے حساب گاه کا نسخہ
جو دیکھا گیا بہتر ہی) بیت

اگر بہ پنجۂ خورشید دل بیفشارم بجاے خون زمسامش چکد شب دیجور

اس بیت مین اپنی سیاہی کی نسبت مبالغہ کیا ہی اور دل کے نچوڑنے و دبانے سے خون کا نکلنا
ممکن ہی یعنے میری سیاه دلی اس مرتبہ ہی کہ آفتاب جو تیرگی کا دور کرنے والا ہی اسکے پنجہ سے
میرے دل کو دبائین تو لہو کی جگہ سوراخون سے اندھیری رات ٹپکے ۔ ابیات

وفا نمی کند امید مغفرت باپاس نہ زانکہ عفو الٰہی نسازدم مغفور

زطول معصیت استغفر اللہ اندیشم کہ گرد قصر نشیند بذیل عفو غفور

بخشش کی امید کثرت ناامیدی کے مقابل وانی اور کافی نہین ہوتی اور یہ امر نہ اس سبب سے
ہی کہ عفو الٰہی کوتاہ ہی بلکہ معذرۃً اول استغفر اللہ کا کلمہ زبان پر لاکر کہتا ہی کہ طول معصیت سے
اندیشہ ہی کہ عفو الٰہی اسکی حد تک پہونچے یا نہ پہونچے بیت

زعود مہر وگلاب وفاست عنبر [illegible] اگر برفتن دوزخ ہمی شوم مامور

بزمرم جنتیان انجم طلسه ابہشت [illegible] آتش دوزخ برد بخاره بخور

میرا خمیر محبت اور وفا کی عود اور گلاب سے بنایا گیا ہی پس اگر دوزخ جانے کے لیے مجھے حکم ملے تو ضون آتش دوزخ کے دھوئین سے بہشت کی مجلس مین خوشبو لیجاے یعنے اسقدر دوزخ خوشبودار ہو جائیگا اور عود چوب خوشبودار ہی کہ آگ مین ڈالکر جلاتے ہین - بیت

زکوٰۃ مہر تو ماشا اگر دہم بطباع کند بیادہ تبسم طبیعت کافور

محبت کی تعریف گرمی کے ساتھ کی ہی یعنے تیری محبت کی گرمی کا اثر اگر طبیعتون کو پہونچے کافور کی طبیعت جو بہت سرد ہی گرمی کے سبب شراب کی طبیعت پر کہ بہت حار ہی قہقہہ لگائے یعنے اسقدر گرم ہو جاے - ہرچند طباع کے کہنے سے شراب کی طبیعت بھی قبول اثر مین شامل ہی مگر طباع لوگ اس قسم کے سیاق سخن سے واقف ہین کہ ایک خاص فرد کو مجموعہ افراد سے نکالکر ذکر کرتے ہین - بیت

محبتت نگذارد بسینہ ام داغی کہ نیست سوزش الماس معنی ناسوری

داغی مین یاے وحدت ہی اور داغ فاعل ہی فعل نیست کا یعنے تیری محبت نے ای ممدوح ایک داغ لگایا ہی کہ میرے لیے ہیرے کی کنی اور ناسور واقعی ہی یعنے جو داغ تیری محبت سے مادہ اچھا ہونے والا نہین ہی داز مترجم - سوزش بکسر نون بروزن سوزش ریزگی فلزات راگویند کہ از دم سوہان ریزد و بعربی براده خوانند انبرہان قاطع اور داغی مین یاے تنکیر ہی -) بیت

خمیر مایۂ این سر قصیدہ آن رویاست کہ شاخ و برگ فزودش زبان سن بطیور

خمیر مایہ کے معنے مادہ اور ہیولی اور سر قصیدہ مطلع اول اور رویا بمعنی خواب ہی اور فزودش مین ضمیر شین راجع سر قصیدہ کی طرف ہی اور طیور سے مراد شعر کے شایق اور پڑھنے والے ہین یعنے سر قصیدہ کو اُس خواب سے خمیر کے شجر سے طالبین کی خاطر میلنے زیادہ کیے ہین اور ممکن ہی کہ ضمیر کا مرجع رؤیا اور شاخ و برگ کو جو درازی کی خواہشمند ہی اُسکے ساتھ نسبت دیجاے یعنے خواب تھوڑی چیز تھی مین نے اُسے لنبی چوڑی بیان کی - اور بعض نسخون مین زبان سن بطیور کے بجاے زبان رمز طیور لکھا ہی درینصورت معنی یہ ہو سکتے ہین کہ اشارہ کی زبان سے اُس خواب کے سننے والی ایزا د کردی ہی ای طول غرض اعتباری ہو دیا مگر نسخہ اول بہتر ہی -) از مترجم - میرے نزدیک سر قصیدہ مین سر زاید ہی جیسے سرزمین مین ہی پس مراد سر قصیدہ سے خود قصیدہ مراد ہی جسمین خواب کا بیان ہی نہ کہ مطلع اور فزودش کی ضمیر شین راجع رویا کی طرف ہی نہ جانب سر قصیدہ کے اور نسخہ جو طیور کا بہتر ہی بطیور سے جو مختار شارح ہی اور نسخہ زبان رمز طیور واہیات ہی - بیت

لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم چنانچہ حرف عصا گفت موسی اندر طور

حق سبحانہ تعالی نے اثناء کلام مین جو طور پر ہوا کرتی تھین عصا کی نسبت پوچھا کہ ای موسے تیرے ہاتھ مین یہ کیا چیز ہی عصا ہی جواب مختصر تھا مگر موسے علیہ السلام نے گفتگو مین مزہ پاکر بیان کو طول دیا اور یہ بیت پہلی بیت کی تائید کرنے والی ہی —

قصیدہ در تعزیت ابو الفتح و مدح خانخانان - بیت

دو جنبش ست کہ از غایت جلالت قدر لباب جملہ تواریخ در جہان آمد

یہ قصیدہ ملا عرفی نے ابو الفتح کی تعزیت اور خانخانان کی تعریف مین کہا ہی جب کہ سرحد ملکی سے بادشاہ کے حضور مین آتے تھے اور اس بیت کو آیندہ دو بیتون کے ساتھ تعلق اور شرکت ہی یعنے دو حرکت او جنبش ہین کہ نہایت قدر اور منزلت سے کل تواریخ کے خلاصہ ہین اول سرور دوجہان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمانا دوم ممدوح کا سرحدی ملک سے بادشاہی بارگاہ مین آنا — بیت

بحد مملکت شاہ رفت و عالم گفت کہ صدر مجلس دنیا بآستان آمد

اس بیت کی دو توجیہ ہو سکتی ہین اول یہ کہ ممدوح جب ملک کی سرحد پر گیا خلق اللہ نے کہا کہ دنیا کا میر مجلس آستانے پر آیا یعنے شاہی ملک کی وسعت کے لحاظ سے وہ سرحد گویا آستانہ ہی اور اس مقام سے ملکے سرحد زیادہ ہی دوم یہ کہ صدر مقام سے ممدوح کہ وہان کا صدر نشین ہی نیچے آیا اور یہ کسی قدر بہتر ہی - بیت

اگر ہوائے سمن داشت نوبہار رسید وگر امید ثمر داشت بوستان آمد

داشت فعل نوبہار فاعل اور اگر کا لفظ شرط کے لیئے اور رسید اسکی جزا ہی اور تقریر دوسرے مصرع کی پہلے مصرع کے موافق ہی اور باقی تقریر ظاہر ہی - (از مترجم) ممکن ہی کہ فاعل داشت دونون مصرعون مین حد مملکت ہو اور فاعل رسید نوبہار اور فاعل آمد بوستان ہو اور اس توجیہ مین زیادہ مبالغہ ہی یعنے حد ملک کو ایک چنبیلی کی خواہش تھی تو نوبہار اور اگر ایک پھل کی اسے امید تھی تو ایک باغ یعنی ممدوح حاصل ہوا - بیت

تو ئی کہ در ازل [illegible] نذ ہن قضا گذشت بر اثر نقش امر کن فکان آمد

یعنے ازل مین اول تیرے [illegible] نقش کا خیال قضا کے ذہن مین گذرا اسکے بعد او سو جو کا کے

لیے کن فکان کا حکم آیا۔ بیت

فلک بموجہ ہستی بعکس فرمانت دو غوطہ زد بتہ عمر جاودان آمد

غواصان دریاے معنی پر مخفی نہو کہ اس بیت کی دو طرح تقریر ہوسکتی ہین اول یہ کہ آسمان نے ہستی کے دریا مین تیرے حکم کی قوت سے دو غوطہ لگاے اور ہمیشہ کی عمر کے ساتھ خاص ہوگیا دوم عکس فرمان خلاف فرمان اور عمر جاودان کے نیچے آنا عمر کا ختم ہونا یعنے اگر آسمان نے نافرمانی کی تو ہلاک ہوا اور مخصوصیت دو غوطہ کی قلت کے واسطے ہی اور یہ معنی بہتر ہین لجہ دریا و رمیا دریا کو کہتے ہین۔ (از مترجم۔ دونون معنی جیسے ہین ظاہر ہین عکس کے معنے قوت کے نہ لغت ہی نہ اصطلاح مین۔ اور دریاے ہستی مین غوطہ لگا کر ہلاک ہونا خلاف ہی۔ شاید یہ توجیہ درست ہوسکے کہ دریا مین عکس ہر شی کا گرتا ہی اور عکس اُسی قدر ایک شی کا ہوتا ہی کہ جس مقدار کی وہ شی ہوتی ہی اس قاعدہ کی بنیاد پر مصنف نے کہا کہ دریاے ہستی مین تیرے حکم کے عکس پر آسمان نے غوطہ لگایا اور عمر جاودانی پائی اسواسطے کہ تیرے فرمان کو دوام اور استمرار ہی پس اُسکے عکس کو بھی وہی صفت حاصل ہی۔) ابیات

درین مصیبت عظمے کہ در سنگین دل ز گریہ ہر سر مو چشم خونفشان آمد

چنان فرلفیت مرا گریہ ہاے روحانی کہ چشم از ہوس قطرۂ بجان آید

بڑی مصیبت سے اشارہ وفات میرابو الفتح کی جانب ہی یعنے اس بھاری مصیبت مین کہ زمانہ دل کا سخت باوجودیکہ ایک عالم کو ہلاک کرتا ہی اور کچھ پروا نہین کرتا اسقدر رویا کہ اُسکا ایک ایک بال چشم خونفشان ہوگیا مجھے روحانی گریہ نے ایسا حیران کیا کہ جسمانی آنکھ ایک قطرہ کو ترس گئی۔ بیت

کہ بہر بعدم شد کہ مرگ در مرگش سیاہ پوش تر از عمر جاودان آمد

اس بیت کے معنی دو طرح کہہ سکتے ہین ایک یہ کہ عمر جاودانی نے جو ایک شخص ہی اُسکے مرنے مین لباس سیاہ پہنا ہی اور اُس سے زیادہ مرگ نے سیاہ پوشی اور ماتم داری کی۔ دوم یہ کہ عمر جاودانی سے آبحیات مراد ہو اس صورت مین سیاہ پوشی اُسکی ظلمات کے سبب ظاہر ہی یعنے موت کی سیاہ پوشی کو ظلمات سے تشبیہ دی ہی اور یہ اشارہ ابو الفتح کے انتقال کی طرف ہی۔ بیت

قصیدہ در مدح ابو الفتح گیلانی گفتہ بیت

عشق گو تا خرد بر انداز د عود شوقے بمجمرہ انداز د

یہ قصیدہ ابوالفتح کی تعریف مین کہا ہی اور اُسکی تمہید عاشقانہ طرز پر کی معنی یہ ہین کہ عشق کہان ہی
کہ عقل کو پچھاڑ دے اور شوق کے توبان کو انگٹھی مین چھوڑے یعنے شوق کو اپنے کام مین لاوے اور
شوق مین پاے تنگ ہی - اور مصرع اول مین تا کی جگہ گر دیکھا گیا - تب بھی معنے ظاہر ہین - بیت

مرغ جان را بروبال عسگلے + کہ اگر پر زند پر اندازد + + +

بردفعل عشق فاعل اُسکا - اور گلے مین یاے توصیفی ہی کہ دوسرے مصرع مین کاف اُسکے بیان کا
ہی اور آیندہ بیت کا مضمون بھی اسی قسم کا ہی بیت

آسمان رنگ شیشہ طلبد   آفتابے بساغر اندازد

معنے یہ کہ وہ معشوق کہان ہی کہ آسمان کی رنگت کا شیشہ چاہے اور پیالے مین شراب بھر کر یار کو کمی
تواضع کرے - طلبد فعل اور فاعل اُسکا معشوق ہی کہ اوپر کی بیت مین مذکور ہوا - آفتاب سے
شراب اور شیشہ آسمان رنگ سے سبز مراد ہی اور یہ استعارہ نظر با آفتاب ہی - اور بعضے نسخون مین
آفتاب پر کاف دیکھا گیا جسکو کاف تشبیہ کہ سکتے ہین اور شیشہ آسمان رنگ مشبہ اُسکا - (از
مترجم - کاف تشبیہ عربی مین ہوتا ہی شارح علیہ الرحمۃ نے اُسکو فارسی مین بھی اختیار کیا - میرے
خیال مین یہ کاف غایۃ کا ہی اور وہ تا محذوف پر دال ہی اصل مین تا کہ آفتابے بساغر اندازد یعنی
مصرع اول سبب اور مصرع دوم اُسکا سبب ہوگا) بیت

خندۂ جام غم بگریاند   گریۂ شیشہ خون بر اندازد

خندۂ جام کنایہ لبریز ہونے سے ہی اور جام کا لبریز ہونا غم کو رلاتا ہی اور خون شیشہ سے مراد شراب
ہی اور خون کو محبت کے معنی مین لین کہ یہ اکثر آتا ہی مقابلہ غم کا خوب ہوتا ہی - (از مترجم
محبت سے غم کو مناسبت ہی نہ مقابلہ) بیت

نور خورشید مے بپرند شفق   بر سر خاک اغبر اندازد

اس بیت مین شراب کی تعریف کی ہی - نور خورشید مین اضافت لامی اور خورشید مے مین
اضافت بیانی (نہین اضافت تشبیہی ہی) اور فعل اندازد کا فاعل نور ہی اور پرند شفق مفعول -
اور شفق شراب کی چمک سے مراد ہی باقی تقریر ظاہر ہی اور جو بعض نسخ مین مے کی بجاے سے لکھا ہی وہ
محض لغو ہی بیت

قہقہہ شیشہ طبل کوچ زند   ہوش را خیمہ بر سر اندازد

طبل کوچ زدن سے مراد کوچ کی طیاری ہی یعنے جب شیشہ قہقہہ مارے گویا کہ شراب کی ...

کوچ کے نقارہ پر چوٹ لگے اور ہوش کا سر پر خیمہ رکھنا کنایہ ہی ہوش کے برہم ہونے سے اور ظاہر ہی کہ جب
کہ جب شیشہ ہنستا ہی ہوش برہم ہو جاتے ہین ۔ **بیت**

زخمہ از باد گوشۂ دامن ۔ موج در نغمۂ تر اندازد

تازہ نغمہ لطافت مین پانی کی مثال ہی اور ہوا سے پانی لہراتا ہی یعنے نغمہ زخمہ کی چھیڑ سے لہراتا ہی گویا اپنے
دامن کی ہوا سے نغمہ مین لہر ڈالتا ہی زخمہ کا گوشہ دامن استعارہ ہی **بیت**

نے غلط گفتم این نہ گردانے ست ۔ کز دم کس بمعبر اندازد

یہان مصنف مضامین سابقہ سے انکار کرتا ہی کہ گویا کون اور شراب کیا یہ غم ایسا معبور نہین ہی کہ اسکے
ذریعے سے رہائی متصور ہو **ابیات**

نقش بین کج مباز بہر سرفے ۔ مہرہ تا کہ بششدر اندازد
کاشکے آن شکیب ہم میداشت ۔ کہ شکایت بمحشر اندازد
رو بدلجوئیش بباد آن ست ۔ زہر آفت بساغر اندازد
رو کہ آن تشنۂ بہانہ مدح ۔ ترسمش عقل در سر اندازد
کہ شکایت بخون بپا لاید + بدر گوش داور اندازد

اہل معنی پر پوشیدہ نہین ہی کہ مصنف نے یہان تمہید سے مدح کی طرف گریز کرنی چاہی اور
معشوق سے تنبیہ اور ترہیب کے طور پر خطاب کرتا ہی کہ نقش کو دیکھ اور عرفی کے ساتھ بازی نہین
چینہ کہ مبادا تیری نرد کو ششدر مین ڈالدے یعنے تیرے اوپر غالب آئے اور دوسری بیت مین
کاشکے جو تمنا کے واسطے ہی وہ بھی اضراب کے لیے اس تہدید کے ہی یعنے عرفی اسقدر بھی فرصت
نہین رکھتا کہ تیری شکایت کو روز حشر کے قاضی کے پاس لیجائے اور تیسری بیت مین کہتا ہی کہ
صلاح یہ ہی کہ اسکی دلداری کر نہین تو وہ آفت مچاویگا ۔ پھر چوتھی بیت مین اسکی تائید کے لیے
کہتا ہی کہ مجھے خوف ہی کہ ایسا نہو کہ عقل اسکو آجاے اور تیرا گلہ شکوہ بڑے دردسے ممدوح کے کان
تک پہونچا دے **ابیات**

دانہ از کشت جودش ار مرغے ۔ چیند و در گلو در اندازد
ہمچو سیمرغ آسمان ہر روز ۔ بر زمین بیضۂ زر اندازد

اس قطعہ مین ممدوح کی سخاوت کی تعریف مبالغہ کے ساتھ کی ہی یعنے اگر کوئی مرغ اسکی بخشش کے
کھیت سے جو زر و جواہر کی بالیون سے بھرا ہوا ہی ایک دانہ اٹھالے اور کھا جاے تو آسمان کے

سیمرغ کی طرح کہ آسمان مراد ہی زمین پر سونے کے انڈے دے کہ آفتاب سے کنایہ ہی اور قطعہ کی اخیر بیت مین استعارہ تخیلیہ ہی - ابیات

مایۂ انتعاشش مظلومان / گرد ایوان صرصر اندازد
آشیان خراب کردۂ باز / پیش برج کبوتر اندازد

اس قطعہ مین ممدوح کی ضعیف نوازی اور قوی گدازی کی تعریف ہی یعنے اگر ممدوح مظلومون کی خوشی کا سرمایہ آندھی کے دامن مین ڈالے اور وہ پورب سے لیکر پچھم تک پہونچے تو جتنے باز کے اُجاڑے ہوئے گھونسلے ہین اُنکو کبوترون کے سامنے لاکر رکھدے تاکہ مظلوم کبوتر عیش کرنے لگین اور ہوسکتا ہی کہ معنے کی تقریر اسطرح کیجاے کہ آندھی اپنے تیز چلنے سے کبوتر وغیرہ کے گھونسلے اُڑا دیتی ہی اور یہ صریح ظلم ہی ممدوح کے حکم سے آندھی کبوتر کے گھونسلے جو اُجاڑ دیتی تھی پھر کبوتر کے پاس پہونچا دے اس صورت مین کردہ کی لفظ پر توقف کرنا چاہیئے اور فعل کردہ کا فاعل صرصر کو کہا جاے اور باز کے معنے بھی بدل جاتے ہین تاکہ اضافت کسی قدر ثقیل ہی - (از مترجم منتخب اللغات مین انتعاش بلند شدن و نیکو شدن و برخاستن انتہے) اس بیت کی تیسری توجیہ یہ ہی کہ اگر ممدوح مظلومون کی خوشوقتی اور اہتزاز کا سرمایہ آندھی کے حوالہ کرے تو آندھی ظالم باز کے گھونسلے جو آندھی نے اُجاڑ دیا ہی کبوتر کے برج کے سامنے ٹیک دے تاکہ مظلوم کبوتر اپنے دشمن کے گھونسلے کو ابتری حالت مین اپنے گھر کے دروازہ پر پڑا دیکھکر خوش ہون اور اس مکافات سے (خوش) اہتزاز اور انتعاش ہو - ابیات

در مصاف قیامت آشوبے / کہ روارو بہ لشکر اندازد
نعرہ را تازیانہ فعل کند / حملہ را باد در سر اندازد

اس قطعہ مین ممدوح کی مردانگی کی تعریف ہی لفظ قیامت آشوب صفت ہی اور موصوف اسکا لفظ مصاف ہی اور اس صفت کی دو وجہ ہوسکتی ہین ایک یہ کہ لڑائی جو قیامت کا آشوب رکھتی ہے دوم یہ کہ قیامت مین خلل ڈالے یعنے اگر ممدوح کسی معرکہ مین لشکر کو ہزیمت دی نعرہ کو تازیانہ کا کام دے اور باد در سر انداختن کنایہ مغرور ہونے سے ہی یعنی حملہ کو نخوت مین لاوے (از مترجم صاف تقریر معنے کی الفاظ کے موافق یہ ہی کہ اُس میدان قیامت آشوب جنگ مین کہ ممدوح لشکر مین روارو اور چلا چل اور تیزی بحملہ آوری پیدا کرے نعرہ سے کوڑے کا کام لیتا ہی یعنے کوڑے کا اثر اسمین آجاتا ہی جسکے کان تک پہونچا گویا ایک کوڑا لگا اور حملہ مین یہ تیزی ہے کہ ہوا اسمین بھری ہوئی اور اس غرور مین حملہ ہی کہ ہم ضرور فتح کرینگے - شارح نے جو روارو بمعنی ہزیمت کے خیال کیا موزون نہین ہی اور بیات

علت رعشہ بسکہ عام شود — چون بمیدان تگاور اندازد

رمح فولاد عرض موج زند — تیغ الماس جوہر اندازد

یعنے ممدوح جب میدان مین گھوڑا دوڑاے خوف کے مارے ہر چیز مین رعشہ پڑے فولادی پھل نیزے کا
جو نہایت سخت ہی گل کر پانی کی طرح لہرانے لگے اور الماس کی تلوار اپنے جوہر ڈالدے ابیات

تا بسنجد متاع بازو لیش — آنکہ زین پس جدل در اندازد

سر خاقان بہ تیغ بردارد — در ترازوے قیصر اندازد

سنجد فعل اور متاع بازو مفعول اور جملہ معترضہ جو مصرعہ ثانی مین واقع ہوا فاعل ہی حاصل معنی
یہ کہ بعد ازین کوئی شخص اگر لڑائی کا خیال رکھتا ہو اور چاہے کہ ممدوح کے زور بازو کو تولے اور
معلوم کرے کہ کسقدر ہی تو لازم ہی کہ خاقان کا سر اُتار کر قیصر کی ترازو مین رکھے یعنے اس ترازو اور اس
باٹ سے وزن کرے اسواسطے کہ جو شخص ان دونون کو مار ڈالے اُسکی قدرت مین ہی کہ ممدوح
کا زور دریافت کرے۔ اس صورت مین ترازوی قیصر مین اضافت تشبیہی بتکلف ہوگی کیونکہ قیصر
کسی طرح ترازو سے مشابہ نہین اور تشبیہ نے اعتبار ہی اور اضافت لامی ہو تو یہ تقریر کیجاے کہ جو چاہے
زور ممدوح کا وزن کرے چاہیے کہ خاقان کو قتل کر کے اُسکا سر قیصر کی ترازو مین رکھے (از مترجم
ترازوی قیصر مین اضافت لامی ہی نہ تشبیہی ور اعتراض شارح نادرست پس قیصر کو تشبیہ فرنگش سے
ہوگی الحاصل بڑے زبردست کا کام ہی کہ خاقان ختن کا سر اُتارے اور قیصر کو فرنگش اُسکا بنائے کہ اسکو
وزن کرے کہ کسقدر ہی) بیت

حلمت ار سایہ افگند بفلک — سینہ بر روے محور اندازد

اس بیت مین حلم کی گرانی ظاہر کی ہی حکمانے محور آسمان کا زمین مین مقرر کیا ہی کہ اُسے
محور زمین اور خط موہوم زمین کا کہتے ہین یعنے تیرا بھاری حلم آسمان پر سایہ ڈالے تو آسمان اُسکے
بوجھ کی تاب نہ لاے اور محور پر سینہ کو ڈالدے ابیات

دشمنت بسکہ ہست بخل سرشت — بلغات ار نظر در اندازد

فعل از و اشتقاق نتوان کرد — چون نظر سوے مصدر اندازد

یہ قطعہ دشمن ممدوح کے بخل کی مذمت مین ہی یعنے اگر تیرا اسوم دشمن لغات کو دیکھے
فعل جو مصدر سے نکلتا ہی اُسکی نظر کے اثر سے نہ نکلے کلمہ از و کا بطریق اضمار قبل الذکر ہی اور
مصدر اُسکا مرجع ہی مگر دشمن کا مصدر کی طرف دیکھنا جو دوبارہ ذکر کیا اس نظر سے کہ لغات مین

جیسکا پہلے ذکر ہو چکا ہی مصدر بھی داخل ہی زاید واقع ہوا ہی مگر یہ تاویل کیجاے کہ بغرض ایضاح ایک جزو
خاص کو کہ مصدر ہی افراد لغات سے علاحدہ کر کے ذکر کیا واللہ اعلم راز مترجم ۔ میرے نزدیک
اعتراض کلام مصنف پر وارد نہین ہوتا اور اسواسطے ضرورت تاویل کی بھی نہین ہی اسواسطے کہ ذکر
مصدر کا زائد اور مستدرک اُسوقت متصور تھا کہ جسطرح لغت مصدر سے اسمار اور افعال مشتق اور
برامد ہوتے ہین اُسی طرح دوسرے لغات غیر مصدر سے کہ اسمار جامد اور حروف ہین اسمار و افعال کا
اشتقاق ہوتا ہرگاہ ایسا نہین ہی تو بدون ذکر مصدر کے یہ کہنا درست نہوتا کہ دشمن ممدوح لغات پر
نظر ڈالے تو اُسکی نظر بخل کے اثر سے فعل مشتق لغات سے نہوتے اسواسطے کہ سواے مصدر اور
لغات ایسے ہین کہ اُنسے قبل از نظر دشمن اشتقاق فعل اُنسے نہ تھا پس قطعہ کے معنی درست بلا
اعتراض ہین کہ تیرا دشمن کہ شدت سے بخیل خلقی ہی لغات کی طرف دیکھے تو اُسکا اثر یہ ہو کہ جب لغات
مین سے مصدر پر جو لغات مین داخل ہی نظر پڑے تو اشتقاق فعل اُس سے مسدود ہو جاے ۔ بیت

ور بہ تنگی بشوق مدح بگو ۔ کش بدل سایہ کمتر اندازد

یعنی مدح سننے سے اگر آپ دق ہین تو شوق مدح کو حکم دیجیے کہ عرفی کے دل مین راہ نکرے ۔

قصیدہ ذو مطلعین در مدح نواب خانخانان و میر ابوالفتح بیت

بیا کہ با دلم آن میکند پریشانی ۔ کہ غمزۂ تو نکردہ است با مسلمانی

یہ قصیدہ دو مطلع والا نواب خانخانان کی تعریف مین بڑی بلاغت سے کہا ہی اور ابوالفتح کی
تعریف بھی اسمین شامل کی ۔ بیت کے معنی یہ ہین کہ اے معشوق خبر لے کہ پریشانی میرے
دل پر وہ زیادتی اور دست درازی کر رہی ہی کہ تیرے غمزہ نے مسلمانی پر بھی ایسی دست اندازی
اور خرابی نہین کی ۔ بیت

نہ ہشت غمزۂ اسلام دشمنت کہ دو روز ۔ محبت تو کنم جمع با مسلمانی

ہشتن چھوڑنا غمزہ موصوف ہی اور اسلام دشمن صفت کہ محمول بر قلب ہی یعنی تیرے غمزہ نے جو اسلام کا
دشمن ہی اتنی فرصت ندی کہ دو دن بھی تیری محبت کو مسلمانی کے ساتھ جمع کرون یعنی
محبت کر کے مسلمان رہون ۔ بیت

ترحمی نکند حسن بر دلم گوئے ۔ کہ در زمانۂ یوسف نبود زندانے

مصنف اُس زمانے کو کہ حسن عشق کے رنج سے تنگ تھا یاد دلا کر حسن کو طعنہ دیتا ہی کہ

میرے حال پر حسن کو ترحم نہین گویا یوسف علیہ السلام کے وقت مین قیدی نہ تھا۔ یوسف علیہ السلام کا قیدی ہونا حسن ہی کا قیدی ہونا متصور ہے

لب تو جرعہ دہ بادۂ دل آشوبے ۔ غم تو شانہ کش طرۂ تن آسانی

یعنے تیرا لب اُس شراب کا مست کرنے والا ہی کہ دل کو مستی سے آشوب دیتی ہی اس صورت مین فاعل کی اضافت مفعول کی طرف اضافت لفظی ہوگی اور جو یہ معنی کہین کہ تیرا ہونٹھ شراب دل آشوبی سے عاشقان بیدل کو جرعہ بخش ہی مضاف الیہ محذوف کہنا چاہیے اور لفظ از کا لفظ بادہ مقدر مانا جاے اور بادہ کو مفعول ثانی بہرحال غرض یہ ہی کہ تیرے ہونٹھ مین کمال دل آشوبی ہی اور تیرا غم زلف تن آسانی کا شانہ کش ہی اور شانہ کشی سے مراد زلف کی پریشانی ہی یعنے جان تیرا غم ہی تن آسانی اور آرام طلبی متصور نہین ہی اور جائز ہی کہ شانہ کشی سے زلف کی آراستگی مراد ہی یعنے عاشقون کے لیے تیرا غم تن آسانی کا حکم رکھتا ہی۔ (از مترجم)۔ مصرع اول کی دونو توجیہ پر تکلف ہین اور میرے نزدیک بادہ مشبہ بہ کو اضافت تشبیہی دل آشوبی مشبہ کی طرف ہی اور مرکب بادہ دل آشوبی دراصل مضاف الیہ جرعہ کا باضافت لامی ہی اور یہ مطلب ہی کہ تیرا ہونٹھ دل آشوبی کی شراب کا جرعہ بخش ہی اور عشاق دل آشوبی کے متوالے تیرے ہونٹھ سے ہوجاتے ہین کہ ہونٹھ تیرے دیکھے اور بیچین ہوگئے۔ توجیہ اول مین شراب کا مست کرنا جو شارح نے بیان کیا ایک غیر معمولی اور خلاف واقع امر ہی اور توجیہ دوم مین جرعہ دہ کا مضاف الیہ عاشقان بیدل محذوف اور بادہ کے لفظ پر لفظ از بیانیہ مقدر کرنا بالکل تکلف اور محض تصنع ہی جب کہ مصرع اپنے لفظون سے معنی دیتا ہی اور صاحب بہار عجم نے شانہ کشیدن بمعنی آراستن کے لکھا ہی نہ معنی پراگندن کے اسواسطے مصرع دوم کے دوسری ہی توجیہ محاورہ فارسی کے موافق ہی نہ اول۔ ابیات

زسہم او چو نیارد فشاند گرد فتور ۔ فلک بدامن احوال انسی وجانی

کند زحیلہ براے گزیدن مردم ۔ نگاہ مستی از و التماس ترخانی

یہ دو بیت قطعہ بند ہین یعنے ممدوح کے ڈر سے چونکہ آسمان فتور کا غبار انسان اور جنات کے دامن پر نہین گرا سکتا یعنے انکو فتور مین نہین ڈال سکتا تو جس وقت ممدوح کو سرور مین پاتا ہی موقع دیکھکر خلق اللہ کی ایذا رسانی کے لیے حیلہ سے درخواست علم ترخانی کی کرتا ہی۔ ترخانی خطاب ہی کہ جب چاہین کسی کو تمام کامون کا اختیار دین کہ وہ بغیر پوچھے کام کیا کرے تت خطاب تے ہین بخرق عادت اگر ملتفت شوے شاید ۔ کہ کنہ نویش دراک عقل گنجانی

خرق عادت کرامت کو کہتے ہین یعنے اگر تو کرامت کی طرف متوجہ ہو یعنے کرامات کو تو چاہے
کہ ظاہر کرے سزاوار ہی کہ اپنی حقیقت کو عقل کے دریافت مین لے آوے اسواسطے کہ عقل تیری
کنہ کا ادراک کسی طرح نہین کر سکتی الا یہ کہ تو اپنی کرامات سے اُسکو مدرک کرا دے حاصل یہ کہ تیری
کنہ کا ایسا مرتبہ ہی اور خرق عادت کے معنی کرامات اسلیے ہی کہ خرق کے معنی اُس عادت کے
ٹکڑے کرنا ہی جو طبیعتون مین دایر ہو اور جب کسی شخص سے ایسا کام سرزد ہو کہ دوسرا اُس سے
نہو سکے اُسکو خرق عادت کہتے ہین پس یہ کرامات ہی ابیات

گہر شناسا در پیش پای بین و بسنج — نثار من کہ بعذر تو باد آرزا سنے

غلط بسنج و ببین پایمال نسیان کن — مباد چیدہ دگر بارہ بر سر افشانی

اپنی مداحی کی تعریف اسطرح کرتا ہی کہ ای جوہر شناس اپنے قدم کے آگے دیکھ اور میری نوچھاور کو
وزن کر جو تیرے سر کو مبارک ہو یعنے تیری قبولیت کے لائق ہو پھر کہتا ہی کہ مینے غلط کہا نہ تو دیکھ
نہ وزن کر بلکہ اُسکو بھول جا اسواسطے کہ ایسا نہو کہ اسے اُٹھا کر دوبارہ اپنے سر پر نثار کرے یعنی
دوسری بار کسیکو عزت دے بیت

بعہد جلوۂ حسن کلام من اندوخت — قبول شاہد حسن کمال نقصانے

یعنے میری خوبی کلام کے زمانہ مین کمال اصفہانی کے شاہد نظم کی قبولیت کو بڑا نقصان ہوا
اور نقصانی مین یاے زائد ہی بیت

ببین کہ تافتہ ابریشمش چہ خامی تافت — زتاب اطلس من شعرباف شروانی

تافتہ ریشم کا اچھا ہوتا ہی اور شعر بار چہ ابریشمی ہی اور شعرباف شروان کنایہ خاقانی سے ہی اور ضمیر شین
کہ ابریشم کے ساتھ ہی راجع شعرباف کی طرف ہی اور تافتہ ابریشم سے کنایہ سخن سنجیدہ ہی اور
باقی تقریر ظاہر ہی — بیت

چو کرم پیلہ لعاب بے تنیدہ ام بر برت — کہ اصل خلعت دارائی ست و خاقانی

کرم پیلہ ریشم کے کیڑے کا نام ہی کہ لعاب کو اپنے اوپر تانتا اور لپیٹتا ہی اور جب ریشم کاریگرون کے
ہاتھ پہونچتا ہی اُسکو بنا سنوار کر عمدہ خلعت سلاطین کے طیار کرتے ہین اور یہان لعاب سے
مراد سخن ہی اور مونچھون پر تانتا کنایہ اپنے اسباب پر افتخار اور ناز کرنے سے ہی اور سخن جو لب سے
نکلتا ہی مونچھون پر لپیٹتا ہی اور میرا سخن کہ بادشاہون کی مدح مین ہوتا ہی گویا خلعت بنتا ہی بیت

زشوق بوقلمون حلۂ عبارت من — مدام شاہد معنے نمودہ عریانی

بوقلمون حلہ صفت اور عبارت موصوف اور صفت اپنی موصوف سے مقدم واقع ہی یعنے میری عبارت کے شوق سے کہ لباس رنگارنگ ہی معنی کا معشوق ہمیشہ اپنی تئین برہنہ دکھلاتا ہی یعنے اپنی پوشش کا استحقاق ظاہر کرتا ہی بیت

اے ممدوح

برآستان توصد گنج شایگان ریزد ‌ ‌ ‌ چو آستین خود از نامہ ام بیفشانی

شایگان ایک خزانے کا نام ہی اور اس بیت مین اپنے قصیدہ کی تعریف گنج ریزی معنی سے کرتا ہی اور اُس قصیدہ کو آستین گنج افشان ممدوح سے تشبیہ دیتا ہی اگر میرے قصیدہ کو اپنی آستین کی طرح تو ہلائے تو سو خزانہ شایگان اُسمین سے ٹھن ٹھن کر کے گر پڑین — بیت

درین قصیدہ بروز کمال بنشانی ‌ ‌ ‌ مدہ براوے ناجنس نامہ ام کہ مرا

کمال اصفہانی نے ایک قصیدہ اپنے ممدوح کی شان مین لکھکر راوی کو دیا تھا راوی نے اُسکو غلط اور بُری طرح پڑہا اس سبب سے ممدوح نے اُسے قید کیا اس بنا پر مصنف کہتا ہی کہ میرے شعر کو راوی نابلد کے حوالہ نکرنا اگرچہ میرے شعر کو غلط پڑھے جانے کی پروا نہین ہی بیت

چہ صاحب آنکہ در اہمال خدمتش نشنید ‌ ‌ ‌ قضا ز صورت دیوار عذر بیجانے

یہان سے حکیم ابوالفتح اور خانخانان کی تعریف مصنف نے شروع کی اور کہا ابوالفتح ایسا ہی کہ اُسکی خدمت نکرنے مین قضا نے بیجان ہونے کا عذر دیوار کی تصویر سے قبول نکیا یعنے اُس سے مواخذہ ترک خدمت کا کرتی ہی بیت

ہمان کہ ہست ترا راز دار افلاطون ‌ ‌ ‌ خطاب لفظی و باوے تکلم جانے

وہ ابوالفتح کہ تیرا راز دار افلاطون ہی یعنے جو کچھ افلاطون مین تھا اُسمین جمع ہی خطاب لفظی و بااو تکلم جانے یعنے زبانی کلام کے بجاے روحانی کلام ہی یا یہ کہ تو افلاطون ہی اور وہ تیرا راز دار ہی اور لفظی خطاب کہ تیرا اُسکے ساتھ ہی وہ کلام جانی ہی — (از مترجم — شرح سے خود ظاہر ہی کہ اس بیت کی توجیہ مین شارح علیہ الرحمۃ مذبذب اور متزلزل ہی سبب یہ کہ شارح کی نظر سے نسخہ صحیح نہین گذرا اور وہ یہ ہی — ہمان کہ ہست ترا باروان افلاطون * یعنے حکیم ابوالفتح علم حکمت مین اس درجہ کا ہی کہ تجھے ای ممدوح افلاطون کے جان سے لفظی خطاب اور کلام ہی اور اُسکے ساتھ مکالمہ روحانی ہی افلاطون حکماے اشراقین سے تھا اُسکو بحث اُن علوم کتابی سے نہ تھی جسکو ارسطو نے تدوین کیا اور اُسمین لفظی بحث ہی بیت)

ہمان کہ نشکنند از ہیچ دست طرف کلاہ ‌ ‌ ‌ کہ تو نثار و قاقی بر آن نیفشانے

وہ ابوالفتح کہ کسی طرح کا تفاخر نہین کرتا کہ موافقت کی تو چھا تو اس تفاخر مین نہ کھیرے یعنے اُسکے نازو افتخار تو خوش نہو۔ طرف کلاہ شکستن بمعنے فخر کردن ہی اور دو نفی سے فائدہ اثبات حاصل ہوتا ہی بیت

ذخیرۂ نہد از من کہ مانی از صورت — تمتعے برم از دے کہ صورت از مانی

مانی کا صورت سے ذخیرہ رکھنا اسکے سوا اور کچھہ نہ تھا کہ وہ اس فن صورتگری اور نقاشی مین نام برآوردہ ہوا اور ظاہر ہی کہ یہ کچھ ذخیرہ نہین ہی کہ ممدوح کے لیے فائدہ دے ہان مجھے وہ فائدہ ممدوح سے حاصل ہی جو صورت اور نقش کو مانی سے تھا یعنے یہ کہ مین موجود ہونا اپنا ممدوح سے سمجھتا ہون جیسے صورت کا وجود مانی سے تھا ابیات

تو چون گذر کنی آنجا بہ نظم رنگینم — کہ مصرعش چمنی کرد و بیت بستانی

ضمیر وی بمن اینجا نشان دھد ہرجا — کہ ناخنے بزنی یا سرے بجنبانی

اس قطعہ مین ابوالفتح اور خانخانان کی موافقت کی تعریف ہی اور ایک کی واقفیت دوسرے کی ضمیر سے ظاہر کی اور کہتا ہی ای خانخانان جہان کہین تو ہو وہان میری نظم رنگین کی اگر سیر کرے کہ اسکا مصرع چمن اور بیت باغ ہی تو ابوالفتح کا دل یہان مجھے خبر دیگا کہ تو نے اُس نظم پر جرح اور قدح کی یا اُسکی تحسین اور آفرین فرمائی۔ ناخن زدن کے معنی سخن مین عیب نکالنا اور سر جنبانیدن کے معنی سخن کی تعریف و تحسین کرنی ہی۔ بیت

نہ نفس کلّے و دریای گوہر دانش — نہ عقل اول و استاد جوہر ثانی

نو آسمانون سے جس آسمان کو حکما فلک اعظم کہتے ہین جناب پیغامبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو عرش کہا اور فرمایا ورب العرش العظیم اُس فلک کو عقل بھی ہی اور نفس بھی ہی اُسکی عقل کا نام عقل کل ہی اور قلم الٰہی بھی اُسے کہتے ہین اور اُسکے نفس کو نفس کل اور لوح محفوظ اسلیے کہ جو کچھ تھا اور ہی اور ہوگا سب اسمین مصور اور منقوش ہی اور حق سبحانہ تعالے نے شروع پیدائش مین عقل اول پیدا کی اور اُسنے دوسری عقل کو جسے جوہر ثانی کہتے ہین اور بیت کے معنی ظاہر ہین یعنے ممدوح ابوالفتح اگرچہ نفس کل نہین ہی مگر گوہر دانش کا دریا ہی اور کمال نفس کل کا اُسے حاصل ہی اور ہرچند عقل اول نہین ہو لیکن جوہر ثانی کا اُستاد ہی یعنے اُسکو کمال رتبہ عقل کا ہی واللہ اعلم۔ بیت

عداوتش بگہر سیمیا ر مصلحتے — محبتش باثر کیمیاے رحمانی

سیمیا ایک علم ہی کہ علم نیرنجات بھی اُسے کہتے ہین اور اُسمین عجیب اور غریب صورتین

نمودار ہوتی ہین یعنے ممدوح کی اگر کسی سے دشمنی کی صورت ہو در اصل مصلحت کا طلسم ہو کہ
تعجب اُس سے ہوتا ہی گویا کہ وہ محض ایک مصلحت کے واسطے ہوتی ہی اور مصلحے مین یا سکے
نسبت ہی اور ممدوح کی عنایت مین کیمیا ر الہی کا سا اثر ہو پس دیکھنا چاہیے کہ وہ عنایت کس درجہ
کی ہو۔ (از مترجم ۔ مصلحے مین یاے مجہول تنکیر کی ہی تقابل کی ضرورت یاے رحمانی کے
ساتھ نہین ہی) بیت

بجای دیو ملک را کند شیشہ اگر کسی بخلوت خلقش کند پری خوانی

اس بیت مین ممدوح کے خلق کی تعریف ہو ۔ قاعدہ مقرر ہی کہ پری خوانی یعنے عمل عزیمت پڑھکر
دیو کو شیشہ مین بند کرتے ہین اس بنا پر کہتا ہی کہ اگر کوئی اُسکے خلق کے مکان مین پری خوانی
کرے اُس محل کی نظر سے دیو کی جگہ فرشتے کو شیشہ مین بند کرے بیت

سپہر گفت توانی کہ تو مین این کہ منم براہ عجز برانم چنانکہ میرانی

یعنے آسمان نے ممدوح سے کہا کہ تو وہ ہی کہ تو ہی اور مین وہ ہون جو ہون ای کمال زبونی او عاجزی
مین ہون جسطرح جی چاہے میرے اوپر حکم رانی کر کہ محکوم ہون ۔ ابیات

زمانہ گفت فلک را کہی بیاید ابر مراتب کف جودش زگوہر افشانی
فرو گریست گہ آری گہی کہ نفس فلک بعلم جوہر اول رسد زگردانی

زمانہ آسمان سے کہنے لگا کہ ایسا بھی کبھو ہو گا کہ ابر کو ممدوح کے دست جود کا درجہ گوہر افشانی میں
حاصل ہو آسمان نے رو کر جواب دیا کہ ہان جسوقت نفس فلکی گردشیں کرتے کرتے جوہر اول کے
علم کو پہونچے سو یہ محال ہی کہ نفس کل جوہر اول کے علم کو پہونچے پس یہ بھی محال ہی کہ ابر اسکے دست
جود کو بخشش کی صفت مین پہونچے اور اسکو تعلیق المحال بالمحال کہتے ہین

قصیدہ در مدح میر ابو الفتح بیت

مرحبا ای اوج بخش حضیض افتادگان کز تو در بازوی عصفور ست شہبال عقاب

یہ قصیدہ میر ابو الفتح کی مدح مین ہو ۔ مرحبا ایک لفظ ہی اُن الفاظ مین سے کہ شعرا شروع کی
بیت مین لاتے ہین جیسے زہے حبذا و بیک اور خوشا وغیرہ اور اسکا لقب تاج شعر ہی اور معنے
اُنکے خوشی باد اور حضیض افتادگان وہ لوگ کہ پستی مین پڑے ہوئے ہین اور بیت کے
معنی یہ ہین کہ خوشی ہو آپ کو ای تنزل مین پڑے لوگون کے بڑھانے چڑھانے والے کہ آپکی

قوت سے چڑیا کا باز و عقاب کا کام کرتا ہی بیت

مرحبا ای نوشدارو ی مزاج روزگار　　کز تو در کام حسود ست افعی غم را لعاب

نوشدارو جاندارو کے معنی مین ہی کہ بازہر کے موافق زہر کو دفع کرتا ہی ممدوح سے مخاطب ہو کر کہتا ہی کہ اے مزاج زمانہ کے اعتدال غم کے سانپ کا لعاب جو بالکل زہر ہلاہل ہی دشمن کے منھ مین تیرے سبب گرتا ہی ۔ بیت

مرحبا ای کز لیاقت یافت تجدید نزول　　آیت جاہت بدون نسخ چون ام الکتاب

یافت فعل اور آیت جاہ فاعل ہی اسکا اور جاہ مشبہ اور آیت مشبہ بہ اور لفظ چون آداۃ تشبیہ سے ہی اور ممدوح کی جاہ او ممدوح کے حق مین سورہ الحمد کے ساتھ تشبیہ دی جسمین وجہ تشبیہ تجدید نزول بدون نسخ کے ہی

برّہ از آہوان مرتع جاہت حمل　　ترہ از سرخ بید روضۂ قہرت شہاب

اس بیت مین ممدوح کے جاہ اور قہر کی تعریف کرتا ہی جاہ کی صفت بلندی سے کی ہی یعنے تیرا مرتبہ اسقدر بلند ہی کہ حمل جو ایک برج ہی بارہ بروج آٹھوین آسمان سے کہ فلک ثابتہ ہی اور وہ بچہ گوسفند کی صورت ہی تیری چراگاہ کے ہرنون مین سے ایک بچہ ہی اور ترہ ساگ کو کہتے ہین اور سرخ بید ایک قسم کی بید ہی اٹھارہ قسم سے بید کے اور شہاب کہ مشہور ہی تیرے غضب کے باغ کے سرخ بید سے ساگ ہی ۔ شہاب کے لیے سرخ بید کی قید خوب ہی اور ترہ سے اگر تیج مراد لین تو بہتر ہی

خیمۂ جاہت کجا ونگناسے لامکان　　در فضای قدر خود مکش طناب ندر طناب

اس بیت سے غرض یہ ہی کہ ای ممدوح لامکان باوجود بلندی اور وسعت کے تیرے جاہ رفیع وسیع کے احاطہ کی تاب نہین لاتا پس اپنے قدر کے میدان مین وہ خیمہ استادہ کر ۔ ہر چند یہ ظاہر ہی کہ مصنف نے بلندی کے اعتبار سے جاہ کو قدر مین ایک ہی شی کو ظرف اور مظروف قرار دیا ہی اور فکر مین سہو مصنف سے واقع ہوا لیکن اس بیت کے حسن نسبت کے لیے قدر کو قدرت اور دستگاہ کے معنی مین لینا چاہیے اور مصنف کا ارادہ بھی اسی معنے کے قریب ہی بیت

رشتہ نورش دمی دیگر نماند بر زمین　　بسکہ دارد آفتاب از رشک رایت پیچ و تاب

پہلے مصرع مین ضمیر شین آفتاب کی طرف راجع ہی کہ اضمار قبل الذکر کے قبیل سے ہی اور دوسرے نماند بر زمین یعنے تیری رایت کے سامنے دم بھر سے زیادہ نہ ٹھہرے ۔ بیت

چون در آید ہمت مطلب شگافت در سوال　　تر زبانی چون تنا خشک ماند و بجواب

یعنے اگر تیری ہمت مطلب کو پہونچنے والی سوال کرے یعنے یہ کہے کون ہی جو مجھسے مانگے سائل

جسکا جی مانگنے سے نہین بھرتا جواب مین خشک رہجاے اور تیری بخشش دیکھکر اُس عطا کے قبول کا جواب
نہ دے سکے۔ عاٰلم نسخون مین کلمہ تر زبانی یاے تحتانی سے بجاے تر زبان کے لکھا ہی اور معنے اُسکے
سوال کردن کہتے ہین یعنے تر زبانی سے نہو سکے کہ قبول عطا کا جواب دے اور نسخہ اول انا مرغوب ابیات ہی

آسمان از زیر بامت گو بیا ای عالی مکان | جو ہر گل زآستانت گو بیا ای عالی جناب
طوف کاخت کان خیال آید مرا حج قبول | سہو رایت کان محال آید مرا عین صواب

اس قطعہ کے دونون بیت مین لف و نشر مرتب ہی اور معنے یہ ہین کہ ای ممدوح آسمان تیرے بالاخانے
کے نیچے کھڑا ہو کر کہتا ہی کہ تیرے محل کے طواف کا خیال میرے لیے حج قبول ہی یعنے تیرے محل کے
طواف کا جو خیال کرون وہ خیال میرے واسطے حج قبول ہی قیاس کرنا چاہیے کہ بعینہ طواف کا
کسقدر بڑا درجہ ہوگا اور عقل اول کہتی ہی کہ تیری راے اگر بالفرض محال سہو کرے تو وہ سہو میرے
واسطے راے صواب ہی خیال کرنا چاہیے کہ راے صواب کا مرتبہ کیا ہوگا اور کاف دونون مصرع
بیت دوم سے گمان نہو کہ مقتضی بیان آیندہ ہی بلکہ اُسی جملہ پر محصور ہی جسپر وہ آیا اور ایسا اگر نہو
اور جو کاف نہو جیسا کہ بعضے نسخون مین ہی تب بھی معنے حاصل ہوتے ہین ۔ (از مترجم)
تیسرے مصرعہ کے معنے بلند کو شارح علیہ الرحمۃ کا خیال نہین پہونچا اور معنی مشروحہ مین دو نقص ہین
اول یہ کہ خیال کا لفظ از روے ترکیب مضاف طوف نہین ہو سکتا دوم یہ کہ لفظ خیال کا مقابلہ لفظ
محال سے ہی جو چوتھے مصرع مین ہی جاتا رہتا ہی بس میرے خیال مین تیسرے مصرع کے معنی کہ وہ
مصرع چوتھے مصرع کے مقابل ملا ہوا ہی یہ ہین کہ ای ممدوح آسمان تیرے بالاخانہ کی زیر دیوار کھڑا
ہو کر کہتا ہی کہ ای عالی مقام تیرے محل کا طواف جو ایک خیال ہی خیال ہی اور بلندی کے سبب
حصول اُسکا وقوع پذیر نہین ہی میرے واسطے حج مقبول اور موجب شرف اور ثواب کعبہ کا ہی

آفتاب از شوق پابوست دل خود میخورد | تا ز بہر نقرہ خنگت آورد زرین رکاب

شوق کو دل اور جگر کا کھانا لازم ہی اور یہان دل کے کھانے سے مراد پیچ خالی کرنا مقصود ہی تا کہ
آفتاب کا قرص کاب کی شکل بنجاے

بیت

دیدہ حکمت شناس بی بصر دہری بقیاس | نقش این بر لوح سنگ و طرح آن بر سطح آب

یہ بیت چند ابیات کے قطعہ مین واقع ہی اور قطعہ اسوقت کہا کہ حکیم ابو الفتح چند روز بیماری کے
سبب باہر نہین آئے تھے اور بعضے لوگون نے عداوت سے خبر یہ اُڑادی تھی کہ حکیم ابو الفتح
انتقال کر گئے ۔ معنی یہ ہین کہ دانا لوگ حکمت کو پہچانتے تھے اور جو کچھ وہ علم سے کہتے تھے اُسکا

نقش پتھر کی لکیر یعنے استوار اور قابل اعتبار تھا اور آندھا جو قیاس کا دہری غلط گو تھا اسواسطے کہ دہریہ عالم کو قدیم کہتے ہین اور یہ محض غلط ہی لیس جہالت سے جو کچھ وہ کہتا ہی پانی کے سطح پر لکھتا ہی کہ نادرست اور ناپایداری اور اشارہ این وآن کا لف ونشر مرتب کو چاہتا ہی بیت

گیت خوانت زہرہ قوال و ملکس انت زحل　　آبدارت از نیسان و خواضت آفتاب

گیت ہندی زبان کا مشہور ہی فارسی نہین ہی چونکہ ملا عرفی ملک ہندوستان مین بہت رہے قصداً لفظ ہندی لائے

قصیدہ در منقبت شیر بیشہ ولایت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ بیت

جہان بگشتم و دردا کہ ہیچ شہر و دیار　　نیافتم کہ فروشند بخت در بازار

یہ قصیدہ شیر بیشہ ولایت حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی تعریف مین لکھا ہی اور تمہید زمانے کی شکایت سے کی اور یہ جواب ہی قصیدہ کمال اصفہانی کا کہ اسی ردیف اور قافیہ مین ہی اور مطلع اسکا یہ ہی سے امید لذت عیش از مدار چرخ مدار + کہ در جہان کرم نیست زادمی دیار + اور مطلع عرفی کے معنی ظاہر ہین بیت

مرا زمانہ طناز دست بستہ و تیغ　　زند بفرقم و گوید کہ ہان سری مخار

طناز کے معنے شوخ اور طاعن یعنے بیباک زمانہ نے میرے ہاتھ باندھے اور سر پر تلوار مارتا ہی اور تکلیف دیتا ہی کہ سر کھجلا اور ظاہر ہی کہ بندھے ہاتھ سے سر نہین کھجلایا جا سکتا ہی طریق طنز یہی ہی۔ بیت

زمانہ مرد مصافست و من ساده دلے　　کنم بجوشن تدبیر وہم دفع مضار

اگر تدبیر وہم مین اضافت لامی ہو تو وہم ساکن الآخر اور معنی یہ ہونگے کہ زمانہ مرد میدان ہی اور مین بیوقوفی سے اسکی مضرت کا دفع وہم کی تدبیر کے جوشن سے کرتا ہون اور یہی دلیل بیوقوفی کی ہی چونکہ وہم ایک شی باطل ہی تو اسکی تدبیر بھی قسم باطل سے ہوگی اور اگر وہم کو مضاف دفع کا کرین تو یہ معنی ہونگے کہ مین نادانی کے سبب تدبیر کے جوشن سے نقصان دور کرنے کا وہم کرتا ہون اس صورت مین تدبیر کو ساکن الآخر پڑھنا چاہیے اور یہ مراد اول ہی بیت

اگر کرشمہ یارم کشد و گر غم عشق　　نہ آفرین ز لبم بشنوند و نے زنہار

کرشمہ یار سے وصال اور غم عشق سے فراق مراد ہی اور اپنی بلند ہمتی کا ذکر کرتا ہی کہ نہ مین اُسپر

تحسین کرون اور نہ اس سے پناہ مانگون (از مترجم) اس بیت مین یہ نسخہ معتبر ہو سے اگر تشنہ وصلم کشد وگر غم ہجر۔ اور ممکن ہو کہ لفظ یار تحریف نا نبون کلمن اور نہ اسے سمجھ سکے ہوم بیت

جراحتم چو نجارد بعنم خاریدن ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ پلنگ ناخن گردد زمانہ خونخوار

فعل نجارد لازم اور متعدی دونون قسم کا ہو اگر یہان متعدی کہین زمانہ فاعل ہوگا اور اگر لازم تو جراحت اسکا فاعل ہو مگر لازم بہتر ہو کہ حسن معنی بیت زیادہ اسمین ہو اور پلنگ ناخن صفت زمانہ کی ہو اور بعض نسخون مین خونخوار کے بجاے غمخوار لکھا ہو اور زمانہ کو غمخوار کہنا بطور استہزا کے

(از مترجم) بخارد فعل لازم اور خاریدن متعدی اس بیت مین بہتر ہو۔ بیت

وگر طبیب دہد ناگوار دارو ئے ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ کند بشیرۂ دندان مار نوشگوار

دوسرے مصرع مین کند فعل ہو فاعل اسکا زمانہ جو اوپر کی بیت مین مذکور ہو یعنے باوجودیکہ طبیب دوا بد ذائقہ دے زمانہ اسکو سانپ کے دانت کے شیرہ سے جو زہر خالص ہو گوارا اور خوش ذائقہ کر دیتا ہو حاصل یہ کہ مارڈالنے کی دوا میرے لیے طیار کرتا ہو بیت

وگر ز سبزۂ خارے کنم بشیبہ بالش ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ بسعی زلزلہ در دیدہ ام خلاند خار

یعنے اگر آرام کے تیجہ سے ٹانٹے سے روئی کا تکیہ بناؤن زمانہ زمین مین زلزلہ ڈالتا ہو تاکہ وہ کانٹے میری آنکھ مین چبھ جائین۔ (از مترجم) عموماً نسخہ بوتہ خاری دیکھا گیا ہو اور بوتہ جھوٹے درخت کو کہتے ہین یہ سہو کاتب ہو اور بوتہ خار کانٹون کے جھاڑی سے مراد ہوتی بیت

ز ذرہ ہای پریشان شعاع نور افشان ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ بجوم سنے مدد آسمان در وسیار

یہ بیت حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے روضہ مقدسہ کی تعریف مین ہو اور پریشان شعاع صفت اور نور افشان صفت بعد صفت ہو اور ذرہ ہاے موصوف اور ستارون کی چال آسمان کی گردش بغیر محال ہی اور اس مقام مین ذرون کے سبب تحقق اور ثابت ہی۔ (از مترجم) میرے نزدیک ذرہ ہا موصوف کی صفت اول پریشان اور شعاع نور افشان دوسری صفت مناسب ہی بیت

غبار فرش حریمش بتاج عرش نشست ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ گر ش زجنبش موری بلند گشت غبار

اس بیت مین مصنف اس روضہ کی بلندی مین مبالغہ کرتا ہو۔ ظاہر ہو کہ چیونٹی کے چلنے سے غبار نہین اڑ سکتا اور بالفرض اگر غبار اٹھا تو وہ عرش پر گرتا ہی اس سے فرش حریم کی بلندی تاج عرش کی نسبت خیال کرنی چاہیے اس بیت مین استغراق نہایت خوب بیت

فلک بنیمہ خورشید از ہوا گیرد ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ اگر عمامہ افتد ز تارک زوار

یہ شعر اس روضہ کی ارتفاع کے بیان مین ہی کہ وہان زیارت کرنے والے کی پگڑی گر پڑے تو آسمان اسکو نیچہ آفتاب کے ذریعہ سے ادہر ہوا مین لپک لیتا ہی اور زمین پر نہین گرنے دیتا۔ زوار بیا صیغہ ہی بمعنے زیارت کرنیوالا۔ بیت

ازین معاملہ خود منفعل مباش کہ تو ۔۔۔ بمور بردہی از پای من بری رفتار

یہان سے پہر زلہ کی طرف خطاب بطنزیہ کرتا ہی اور کہتا ہی منفعل مباش یعنے شرم کی بات ہی کہ چھوٹی کو تو بردے جو ذلیل ترین حیوان ہی اور میرے پانون سے چلنے کی طاقت کو زائل کرے حالانکہ مین اشرف مخلوقات ہون بیت

لغت نویس خرد در صحاح ہمت او ۔۔۔ بمعنے لغت اندک آورد بسیار

مصنف تعریف ممدوح کی ہمت کی کرتا ہی جو بہت بخشنے والی ہی اور صحاح بالکسر فرہنگ لغات ہی اور ترکیب مین صحاح کی اضافت جانب ہمت بیانی ہی (اضافت تشبیہی) یعنے اسکی ہمت کی فرہنگ مین اندک کا لفظ بسیار کے معنی مین لکہا ہی ابیات

زفیض خندۂ لطفش کہ کیمیا اثرست ۔۔۔ بگاہ صیحۂ قہرش کہ ہست صور آثار
جحیم شاخ شکلے از حدیقۂ احسان ۔۔۔ بہشت مشت خسی از شکنجۂ عصار

مصرع اول بیت دوم کا مضمون مصرع دوم بیت اول سے نسبت رکہتا ہی ۔ عصار تیلی جو تل وغیرہ سے تیل نکالے اور شکنجہ وہ شی ہی جسمین تیل نکالین اور مشت خس سے وہ فضلہ مراد ہی کہ تیل نکالنے کے بعد تلون کا رہتا ہی اسے کنجارہ فارسی مین اور کھلی ہندی مین کہتے ہین اور صیحہ بالفتح آواز ہی۔ (از مترجم۔ مصرع اول بیت دوم کے مضمون کو مصرع اول سے نسبت اور دوم کو دوم سے بطور لف ونشر مرتب کے ہی اور شرح کی عبارت مین جو بالعکس لکہا ہوا ہی غلطی کاتب ہوگی اور اگر وہ شارح کا بیان ہو امین کو بتکلف معنی بنتے ہون مگر محاورہ اور سیاق کلام اسکو نہین چاہتا) بیت

فتد چو سایۂ حلمش بر آفتاب ۔۔۔ سزد ۔۔۔ کہ نور زو نتعدی نگردد آئینہ وار

آفتاب کی تعریف گرانی کے ساتھ مصنف نے کی ہی اور گران جو کسی چیز پر گرے تو اسکو بیحرکت کر دیتا ہی اس بنا پر مصنف کہتا ہی کہ اگر اسکی بردباری کا سایہ آفتاب پر پڑے تو نور جو اس سے نکلکر زمین پر آتا ہی آئینہ کے نور کی مثال آئینہ سے تجاوز نکرے۔ (از مترجم۔ شارح نے بیان معنی کے لیے تمہید اً جو قاعدہ لکہا ہی وہ گرانی جسمانی مین ہی اور حلم صفت غیر جسمانی ہی اور

سوا اسکے تمہید کے لحاظ سے مدح حلم کی بعدی اور بہنگم ہوئی جاتی ہی پس بیت کے معنی جسکا نتیجہ
حلم ممدوح کے حق مین پسندیدہ اور استاد مصنف کے شایان شان ہو میرے نزدیک ہی کہ منتخب اللغات
مین ہی حلم بالکسر آہستگی و بردباری و دیر غضب شدن و آہستگی نمودن در عقوبت کسی انتہی مصنف کہتا ہی
کہ ممدوح کا حلم کامل اس درجہ کا ہی کہ اُس حلم کی پرچھائین آفتاب کے جرم پر پڑجائے تو اُسکی آہستگی اور
بردباری کے اثر سے آفتاب مین یہ آہستگی اور غیر متعدی ہونے کی خاصیت آجاے کہ اُسکی وجہ سے
نور آفتاب جو آفتاب سے باہر نکلکر زمین پہونچتا تھا وہ آفتاب سے خارج نہو بلکہ نور اُسکا اُسی مین
رہے ہی جسطرح آئینہ کہ خود روشن ہی اور اپنی روشنی اور نور سے دوسرے کی صورت اپنے اندر دکھلاتا
ہی مگر نور اُسکا کبھی آئینہ سے باہر نہین جاتا اور یہ لطف معنی مشرحہ شارح مین نہین جسکا یہ حاصل ہی
کہ حلم ممدوح کے سایہ کے بوجھ سے نور آفتاب ہی مین دب کر رہ جاتا ہی جیسے کوئی چیز دوسرے
بوجھ سے دب کر بے حس و حرکت ہوجاے اور سنے لبسی اور دباو کے سبب اپنی جگہ سے
جنبش نکرے ۔ بیت

جو مہر راے تو در صبح دم شود طالع شود ز فرط تہوع گلوی صبح فگار

اس بیت مین ممدوح کی راے روشن کی تعریف کرتا ہی اور راے کو مہر کے ساتھ ذکر صبح کے
لیے مستعار کیا صاحب قاموس اور صراح نے تہوع کے معنی تحقیق کیے ہین قی تکلف کے
ساتھ کرنا ۔ اور صبح کا قی کرنا کہ آفتاب نکلنے کے مقابل راے ممدوح کو ارادہ کیا اسطرح تاویل کرتے
ہین کہ قی کا سبب امتلا ہی اور راے ممدوح کا آفتاب صبح کو نہایت درجہ روشن کرتا ہی صبح نے
امتلا کے سبب اسقدر قی کی کہ گلا اُسکا چھل گیا اور یہ بھی تاویل ہوسکتی ہی کہ جسوقت تیری راے
آفتاب صبح کے وقت نکلے صبح جو اپنے پیٹ مین آفتاب رکھتی ہی اُسکی روشنی سے تنگ ہوکر
چاہتی ہی کہ قی کرکے باہر ڈالدے اور آفتاب کا نکلنا صبح سے قی کرنے کے ساتھ مشابہ ہی ۔ بیت

کمان قصد ترا میدہد بود کہ اگر زہش بگوش رسانی رسد بقبضہ شکار

یعنے پہلی اسی کہ تیرا قصد کسی مقصود کے لیے عمل کرے خود مقصود تیرے پاس آجاتا ہی اور زہ بگوش
اور قبضہ اور شکار الفاظ متناسبہ ہین ۔ ابیات

عمل طراز فلک در صلاح کون و فساد اگر نہد بخلاف مصالح تو مدار
نہ خرج ازمنہ مطابق حرکات نہ دخل حادثہ یابد موافق آثار

عمل طراز متعدی اور عمل طراز فلک سے جو باضافت لامی ہی نفس فلک القمر مراد ہی کہ اُسکو عقل فعال کہتے ہین

یا اضافت بیانی سے وہی فلک مقصود ہو اور دونون صورت مین آسمان اگر تیری مصلحت کے خلاف گردش کرے زمانہ اُسکی چال اور حرکت کے موافق نہو اور نتیجہ حادثہ خلاف آثار اُسکے ہون بیت

غبار صحن سرای تو اوج ہفت اورنگ　　شکنج زلف سخای تو موج دریابار

اس بیت کے پہلے مصرع سے دولت سرا ے ممدوح کی بلندی کا ارادہ کیا ہی اور دوسرے مصرع سے خیال اتصال مراتب سخاوت کا کیا یعنے سات آسمان کو مکان کے صحن کے غبار سے اور دریا کی لہر کو اُسکی سخاوت کی زلف کی چین سے نسبت دی اور تقابل الفاظ کی رعایت بہت اچھی کی جیسے موج اور سخا تقابل اوج و سرا ے اور شکنج زلف مقابل غبار صحن اور شکنج مقابل موج صورت مین خوب ہی اور اسی طرح یہی بیت مین رعایت تقابل کی نسبت مین نہایت خوب کی ہی بیت

ز شرم نور جمال تو آفتاب ہنوز　　بہر جہت کہ رود ہست روی بر دیوار

روے بر دیوار محاورہ مین حیرانی کے معنی مین ہین اور تحیر کے معنی مین مستعمل اور اس محل کا قصد شرم کا تھا اسے کیا اگر حیرت کے مقابل باندھتا خوب ہوتا اور آفتاب مونث سماعی ہی اور مونث کا شرم سے رو بدیوار ہونا سزاوار ہی مگر بیان یہ فکر محض گران ہی جب تک کہ شرم سے ودم بر پشت یا چشم بزمین و سرنگون و سر بپائین کا موقع نپائین تب تک رو بدیوار نہین باندھتے جیسے کہ قصیدہ نرگس مین باندھا ہی مصرعہ ز پشت پای بر آرد سر این زبان نرگس + اور اس قصیدہ مین بھی جسکی ردیف انداز دہی کہا ہی بیت ضرب المثل گرچہ طبعم بشرم رحمت تو سر بپائین جو عیسیٰ انداز و لیکن آفتاب کے واسطے رو بدیوار باندھنا خوب ہی اور آفتاب کی نسبت دیوار کم پشت پا کا رکھتی ہی (از مترجم — شارح علیہ الرحمۃ کا اعتراض درست نہین بہار عجم مصطلحات میں لکھا ہی رو بدیوار نشستن کنایہ از محجوب نشستن خالص سہ از سیکشی ار و زغو و چشم نمو دم از بہر ہمین روی بدیوار نشستم بیت

غبار خشم تو آرایش کلاہ خزان　　شعار لطف تو افزایش جمال بہار

یعنے ای ممدوح جہان تیرا خشم او رغضب ہی کلاہ خزان شکستہ ہوئی او رجہان تیری مہربانی ہی بہار نو شگفتہ ہی (از مترجم — کیا خوب شرح ہوئی ہی) بیت

محیط بر کف جود تو کردہ موج فدا　　سپہر بر سر جاہ تو کردہ اوج نثار

یعنے دریا کی لہر جو موتی دینے والی ہی اُسکو دریا نے تیرے موتی بخشنے والے ہاتھ پر تصدق کیا موج کو ساکن الآخر پڑھنا چاہیے کہ ترکیب مین محیط فاعل اور موج مفعول ہی اور فدا مفعول

ثانی ہی اور تقریر معنی ظاہر ہی اور مصرع ثانی بھی ترکیب اور تقابل مین مثل مصرع اول ہی بیت

چگونہ پای کم آرم ز آسمان اخضر　　کہ بر در تو بود دائمش بسر رفتار

پاسے کم آوردن از کسے کوتاہی کرنی کسی شخص سے ہی یعنے ہرگاہ تیرے دروازے پر آسمان سر کے
بل چلتا ہی تو مین اس کام مین آسمان سے کسطرح کوتاہی کرون اور ہوسکتا ہی کہ اسطرح تقریر کرین
کہ جس حالت مین تیرے دروازہ پر سر کے بل رفتار کرتا ہو مین کسطرح کوتاہی کرون پانون کے
زور سے بھی نہ حاضر ہون اسواسطے کہ ادب مقتضی اسکا تھا کہ آسمان کی طرح مین بھی سر کے
بل پہونچتا اگر وہ نہو سکے تو اس سے تساہل نہین کر سکتا ۔ بیت

بگفتہ او کہ تعجب نشد گرا نمایہ　　از انکہ کرد ز دورکش نبی بعجز اقرار

بگفتہ مین باسے قسمیہ ہی اور بیان اپنے مدعا کے تصدیق سے کے لیے قسمین کھانی شروع کین اور کاف
مصرع اول کا حرف بیان ہی اور سبین آسکا وہ موصوف ہی جسکی صفت بیان کی اور ضمیر او کا مرجع
وہی موصوف ہی اور معنی یہ کہ اگر نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے باوجود کمال معرفت حقیقت آنکی
دریافت سے عجز اور قصور کا اقرار کیا تعجب زیادہ نہوا ۔ بیت

بعشق او کہ بہ پہلوی جان نشاند درد　　بشوق او کہ بہ بازوے دل فرستد کار

عشق مرتبہ دینے والا ایک ایسا کامل واقف کار ہی کہ درد کے لیے پہلوے جان سے سوا دوسرا
بلند مقام نہین دیکھا اور شوق قوت بخشنے والا بھی ایسا زبردست جوہر ہی کہ ہر عرض ناتوان
قائم بالغیر کو طاقت قیام بنفسہ کے دیتا ہی خصوصاً شوق جناب الٰہی کا جسکی قسم کھائی اور ہر چند
دل ایک جوہر قائم بالذات ہی مگر شوق الٰہی کے مقابلہ مین قیام طلب ہی بیت

بسایۂ علم مصطفے در ان عرصہ　　کہ آفتاب شود خم علاقۂ دستار

اس بیت کے معنی یہ کہہ سکتے ہین کہ علاقہ اصل لغت مین ترازو کی رسی کو کہتے ہین جس سے
پلہ باندھتے ہین اور یہان بطرۂ اور پیچ دستار کے معنی مین ہی یعنے علم محمدی کے سایہ کی قسم ہی کہ
جب حشر مین کھڑا ہوگا اور لوگون کے سر کا بھیجا آفتاب کی شدت گرمی سے جوش کھائیگا تو وہ خلق اللہ کو
پناہ بخشیگا اور خم کھانا دستار کا جو کسی صدمہ کے سبب سے ہوتا ہی ارادہ ادعائی ہی کہتے ہین
کہ قیامت کے دن سورج نیچے اتر آئیگا کہ آدمیون کی سر سے ایک قدم فرق ہوگا اور برے
ادعا آسکی پیوستگی دستار سے ظاہر کی اور بعضے نسخے مین خم کے بجاے ہم اور کہ کے بجاے کاف
بیان کا دیکھا گیا اس صورت مین معنی صاف اور اول سے بہتر ہین اور ادعا زیادہ آفتاب کے

اثر اُنکے کا باقی ہے اور یہ محض ادعا ہے اور جو ادعا کہ پہلے نسخہ مین ہے وقوع کی طرف مائل ہے
اور اگر نسخہ کرز کا نسخہ ہم کے ساتھ لیا جاے تو ہم علاقگی مین دستار سے دستار مردم نہ لینی چاہیے
بلکہ دستار علم یعنے سایہ علم مصطفےٰ کی سوگند کہ اُس میدان مین نصب ہوا اور آفتاب سے ہم
علاقہ اس صورت مین گویا علم محمدی ایک پیمانہ آفتاب کے نزول کا ہے - ہر چند متعدد نسخے
متعدد نسخون کی وجہ سے لکھے گئے تب بھی ہر ایک کا تفاوت ظاہر ہوگا - بیت

بسلک یازدہ عقدی کزان دو لولو زاد ۔۔۔ علی است ابر مطیر و بتول دریا بار

گیارہ موتی کی لڑی ہین کہ گیارہ ائمہ اطہار ہین رضوان اللہ علیہم اور نام اُنکے مشہور ہین اور با تجوید
اُسکے مثل واسطۃ العقد اور امام تسبیح ذات بابرکات حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ اور دو لولو سے
مراد اما مین معصومین ہین اُنکے حضرت علی کرم اللہ وجہہ ابر بارندہ یعنے والد بزرگ ہین اور بتول یعنے
حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہرا دونون موتی کے لیے دریا بار اور مادر مہربان ہین - اور وجہ تسمیہ
بتول کی یہ ہے کہ بتول اصل لغت مین اُسے کہتے ہین کہ حیض اُسکو نہ آوے اور دامن عصمت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی
اللہ عنہا کا اس نجاست سے پاک اور مطہر تھا لیکن کلام مصنف مین گیارہ کا عدد مخصوص ہوا اور
شرح مین بارہ کی تاویل تکلیف سے ہوئی (از مترجم) - کل ائمہ اطہار بارہ ہین انھین سے ایک خود لیت و بود
حضرت امیر المومنین علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ ہین اور باقی گیارہ امام اُنکی اولاد ہین اور دو لولو سے مراد
والدین ایمہ ہین یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالے عنہما پس جب کہ
ایک امام اول کی شمار دو لولو یعنے والدین مین آگئی تو گیارہ امام اولاد اُنکی رہگئی جسکی تعداد کی
طرف مصنف نے یازدہ عقد سے اشارہ کیا شارح نے جو دو لولو سے حضرت امام حسن اور امام حسین
رضی اللہ تعالی عنہما مراد لی سہو کیا ہے اور اُسی کے سبب اپنے نزدیک تاویل سے گیارہ امام کی بارہ
امام قائم کرتے ہین ترجمہ بیت کا یہ ہے کہ قسم ہے گیارہ اماموں کے ہار کی جو اُن دو لولو یعنے حضرت علی
مرتضیٰ و فاطمۃ الزہرا علیہما السلام سے پیدا ہوئے علی ابر بارندہ ہین اور بتول یعنے جناب سیدہ
دریا بار ہین - بیت

بطائر ارنی سنج نے اثر نغمہ ۔۔۔ بلن ترانی ہمذوق مژدۂ دیدار

طائر ارنی سنج سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہین اور طائر موصوف ارنی سنج صفت اور
اضافت توصیفی اور نے اثر نغمہ صفت ارنی سنج کی ہے یا صفت طائر کی غرض دونون کی سلامتی
اسے ہے اور اضافت معنی لن ترانی کے ہمذوق کی طرف بھی توصیفی ہے چونکہ ہمذوق کا کلمہ شہرت

دلیکر کا مقتضی ہی اسواسطے لن ترانی ہمذوق کے ساتھ مژدہ دیدار الحق کیا گیا اسواسطے کہ سچی طلب والے
عشاق کے سامنے حیرت مانع دیدار ہی اور باقی معنی بیت سے ظاہر ہین (از مترجم - لن ترانی جملہ ہی
مگر شہرت کے سبب حکم لفظ مفرد کا رکھتا ہی جیسے تابط شرا ایک شخص کا نام ہوگیا تھا اور اسواسطے
وہ جملہ مضاف کہا جا سکتا ہی معنے اُسکے جو شارح نے خیال کئے کم ہین **بیت**

نبوش نوش ندیم صبوحی مستان — بکاو کاو کلید طبیعت ہشیار

معنے مستون کے میخواری سحر کے ہمنشین کی قسم جو شراب پلانے کی تکلیف اور تواضع مین نوش نوش
کہتا ہی اور تکرار ہی مفید تاکید اور ہوشیار کی کنجی کی کاوش کی قسم ہی اسواسطے کہ طبیعت ہوشیار کا تقاضا
یہ ہی کہ جو چیز ہو اُسکی کاوش اور تحقیق کی طرف متوجہ ہوجاتی ہی اور بعض نسخون مین ندیم کی جگہ نبید ہی
اور یہ نسخہ مقابل کلید کہ مسجع ہی نہایت خوب ہی **بیت**

بغم فروشی آسودگان شکوہ طراز — بتازہ روی بزم مردگان تنگ گذار

آرام کی بندہ شکوہ تراشنے والون کی غم فروشی کی قسم ہی اور غم فروشی سے مراد اظہار غم ہی یعنے جو
لوگ کہ آرام چین سے گذراتے ہین اور گلہ کرنے کا شیوہ اختیار کرکے غم ظاہر کرتے ہین اور مردہ بنائے
ہوئے تنگ گذارون کی شگفتہ روئی کی قسم ہی جو اُداسی کی حالت مین ادائے شکر سے پیشانی کشادہ ہین **بیت**

بجستی کہ کنند جذب طعمہ از کف مور — بشہوتی کہ زنند فال بوسہ برلب مار

معنی یہ ہین کہ اکثر کمینے لوگ اور خصوص جانور چیونٹی کے منہ سے دانہ چھین لیتے ہین اور بوسہ کی
فال یہ ہی کہ بوسہ کا مزہ خیال مین لاتے ہین **بیت**

بہوشمندی آن سایہ خفت نخل حیات — کہ دیدہ باز نکرد از کشاکش منشار

اس بیت مین اشارہ ہی حضرت زکریا علیہ السلام کے قصے کی طرف کہ ایکبار کافرون کے
خوف سے درخت سے پناہ مانگی اور اوسنے سونٹہ مین جگہ دی اور چھپا لیا کفار نے شیطان ملعون کے
بتلانے سے لوہے کا آرا بنا کر درخت کو حضرت زکریا علیہ السلام سمیت کاٹ دو ٹکڑے کر ڈالا
چنانچہ کتب قصص مین مشرح لکھا ہی یہان اُس قصہ کی تلمیح ہی زکریا علیہ السلام سے غرض نہین اور
سایہ خفت محاورہ مین اُس شخص کو کہتے ہین کہ سایہ مین سویا ہوا اور خواب در زیر نخل حیات
کنایہ نہایت درجہ کی غفلت سے ہی کہ وہ بھی خواب ہی اور نظر بسایہ خفت حیات کو نخل سے ساتھ
استعارہ کیا ہی اور منشار کے معنے آرا جس سے لکڑی چیرتے ہین ـــ سوگند اُس شخص کے
ہوشیاری کی کھاتا ہی کہ جو زندگی کے درخت تلے سایہ مین سویا ہوا ہی یعنے جینے کا مزہ

اسے حاصل ہی اور آپ کی کھینچی سے آنکھ نہین کھولتا اور اگر کوئی شبہ کرے کہ یہ ارادہ خلاف حکمت ہی
کیونکہ سوتا آدمی اپنی زندگی سے آگاہ ہی پس ظاہر ہی کہ اپنی زندگی زائل ہونے پر کسطرح واقف
نہوگا اور آنکھ نہ کھولنا جان کے جانے پر خواب بیخودی ہی نہ ہوشیاری - وہ شبہ ممکن ہی کہ
اسطرح دور کیا جاے کہ آرامگاہ محبت کے سونے والے شدت سے سہو محو رہتے ہین ایسی
چیزون مین اپنے سے آگاہ ہین اور بیخودی محبت مین کمال ہوشیاری ہی جیساکہ مولوی معنوی کا
قول ہی ؎ در طریق عشق بیداری بدست + باخودی تو لیک مجنون بیخودست بیت

بنکتہ گیری ناموس روستائی طبع　　بلب گزیدن افسوس خویشتین بیزار

بیت کے معنی از روے ترکیب یہ ہین کہ نکتہ گیری کی اضافت ناموس کی طرف اضافت لامی ہی اور
نکتہ گیری کو ناموس کا فعل کہہ سکتے ہین اور ناموس کی اضافت روستائی طبع کی طرف بھی لامی ہی اور روستائی
طبع وہ شخص ہی کہ روستایانہ طبیعت رکھتا ہو یعنے جو شخص کہ روستائی طبع ہی اسکے ناموس کا کام نکتہ گیری ہی اور
دوسرے مصرع کی ترکیب اول مصرع کے مطابق ہی یعنے جو شخص کہ اپنی ذات سے بیزار ہی ہمیشہ کے افسوس کی بہ اضافت
اسکا کام ہونٹھ کا چبانا ہی واللہ اعلم - بیت

بمروے کہ بود ہم طویلۂ عنقا　　بمحرمے کہ بود ہم قبیلۂ اسرار

قسم مردمی کی کہ مروت اور قوت کے معنی ہین اور وہ بھی عالم سے عدم کا حکم رکھتی ہی یعنے معدوم ہی
اور محرمی کی قسم ہی کہ اسرار کے قبیلہ سے یعنے پوشیدہ اور الوپ ہی - بیت

بگرم چشمی من در نظارۂ معنے　　بشرمگینی من در افادۂ اشعار

یعنے لوگون کو شعرون سے مستفید اور متمتع کرنا کون فضیلت ہی اسواسطے کہتا ہی کہ مجھے اس سے
شرم ہی - بیت

بکان کسب کہ زاید بنام بذل درم　　بشان نصب کہ دوزد بدوش عزل غیار

کسب معاش کی معدن کی قسم ہی کہ پیشہ و محنت سے پیسہ کماتا ہی اور ہمت کے باعث بخشدیتا ہی
اور تقرری کے عزت کی قسم ہی کہ بیکاری اور معزولی کے شانہ پر غیار کا پارچہ سیتا ہی غیار ایک
زرد رنگ کا کپڑا ہی کہ یہودی اور نصرانی اپنی پوشاک مین لگا لیتے ہین اور اس سے پہچان پڑتے
ہین پس بیکاری مقابل نصب کے کفر کی علامت ہی یعنے ہمیشہ ذلیل ہی بیت

باستین کلیم و دریچۂ مشرق　　باستان کریم و بندہ رکاو درار

دریچۂ مشرق رابطہ عاطفہ کے وسیلہ سے عطف بیان ہی آستین کلیم سے آستین کلیم کا دریچۂ مشرق ہونا ظاہر ہی اور

سخی بخشش مستحقون پر کرتا ہی آستانہ اسکا پذیرہ ادرار ہی اور ادرار بمعنی انعام تحقیق ہوا ہی اور بعضے نسخون
مین بجاے کلیم گریبان اور بجاے کریم پیمان درج ہی اس تقدیر پر دریچہ شرق بدل ہی آستین گریبان
سے اور ترکیب دوسرے مصرع کی بھی اسی طرح ہی یعنے سوگند سخی لوگون سکے آستین کی کہ شرق
کی کھڑکی ہی یعنے ہر صبح کو اس سے بخشش کا آفتاب نکلتا ہی اور سوگند ہی آستانہ بخیلان کی کہ ادرار
لینے والی ہی یعنے سوم لوگ پست ہمتی سے گوشہ قبول کیے ہوئے ہین کہ وہ وظیفہ لینے کا وسیلہ
بخشش کرنے والون سے ہی بیت

بعرضہ دادن شوق و بآب شستن یاس   بہ سیاری توفیق و بہ ننگ دادن کار

آب شستن یاس کا معطوف حرف عاطفہ کے ساتھ ہی اسکو تتمہ شوق کے ظاہر کرنے کا کہنا چاہیے یعنے
شوق کے اظہار کا ہی غرض اظہار سے ناامیدی کا دور کرنا ہی اور ترکیب کی رو سے دوسرے
مصرع کے معنے پہلے مصرع کے معنے کے وضع پر ہی اور دونون قسم کا حمل کرنا بھی بدستور سابق ہی۔ بیت

بعطلت سکنات و بکوشش حرکات   بعزت حسنات و بجوشش اذکار

ظاہر ہی کہ سکون کو مرتبہ درنگ کا ہی اور حرکت کو منصب کوشش اور نیک اعمال عزت سے ممتاز
ہین اور ذکر جوشش سے مناسب ہی۔ بیت

بانبساط مکان و بامتیاز جہت   باختلاط میان و باحتراز کنار

مصنف انبساط کی قسم کھاتا ہی اور سب جانتے ہین کہ انبساط مکان مین ہی اور مکان حامل جہات اور جہت
کی نسبت منبسط ہی اور جہت ایک ظرف معین ہی اور مکان کی نسبت اسمین تمیز ہی لہذا مصنف
قسم کہاتا ہی انبساط اس جہت کی جو محدود اور معین ہی اور اہل حقیقت و مجاز جہت کی تمیز خوب کرتے ہین
اور مصرع دوم مین قسم اختلاط درمیان کی اس وجہ سے ہی کہ ارباب وصال پر اختلاط میان ظاہر ہی
اور قسم احتراز کنار کی اسلیے پسند کی کہ کنار کو بخشش کے قبول کرنے اور گداگری سے پوری مناسبت
ہی اور خصوصیت احتراز کی کنار سے اصحاب ہمت پر بھی بخوبی روشن ہی اور جو کنار بکسر اول
بمعنے کرانہ لین ہر چند مناسبت میان سے بعید ہوتا ہی احتراز سے بہت نزدیک ہی کہ خود کنارہ مفعع کا
بمعنے احتراز ہی احتمال ہی کہ میان سے معنی اوسط ارادہ کرین کہ اختلاط وسط کا اطراف سے نمایان ہی
اور چوتھی قسم مین اضافت مصدر کی فاعل کی طرف ہی بیت

بعیش زہرہ چنگی بدرد نالۂ من   بفیض سرمۂ مکی ز گرد کوچۂ یار

ترجمہ چنگ نوازی کے عیش کی قسم ہی کہ وہ عیش زہرہ کا میرے نالہ کا درد ہی اور سرمہ مکی کے فیض کی

قسم ہی کہ مصرعہ کنایہ یار کے کوچہ کی گرد سے ہی اور بعضے نسخون مین بجاے ز گرد کے بگرد ہی جسمین باے قسمیہ ہی اُسکو جدا جملہ قسمیہ کہنا چاہیے اس تقدیر مین تمام بیت کے اندر چارون جملہ قسمیہ ہوسکتے ہین — بیت

بہ بخل وعدہ تراش و قناعت عیار — بصدق تنگ معاش و خوشامد جرار

وعدہ تراشیدن بمعنی وعدہ کرنے کے ہی اور یہ بخل کے لوازم سے ہی اور عیاش ترکیب مین قناعت کی صفت ہی اور قناعت چونکہ کم و بیش کی فکر سے آسودہ ہی عیاش اُسے کہنا شایان اور لازم ہی راست گوئی تنگ معاش ہی اور جرار صیغہ مبالغہ کا ہی مشتق جر سے معنے اُسکے ہین کھینچنا اور منافع کا حاصل کرنا غیر سے خوشامد کا کام ہی ممکن ہی کہ بخل او وعدہ اور راستی اور خوشامد چارون کو موصوف مضاف کہین صفت کی طرف جیسے کہ آئندہ ابیات مین بھی قصد کیا اور احتمال ہی کہ چارون کو صفت کہین کہ موصوف پر مقدم ہون دونون ترکیب اسکی ہین — بیت

بداغ پہلوے بیمار ممتنع حرکت — بدرد زانوی جویای منقطع رفتار

داغ پہلو اور پہلوی بیمار مین اضافت لامی ہی اور ممتنع حرکت مرکب بیمار کی صفت ہی اور اضافت بیمار کی ممتنع حرکت کی طرف اضافت موصوف جانب صفت کی ہی اور مصرع ثانی کی ترکیب موافق مصرع اول کے اور تقریر معنی ظاہر ہی — بیت

بہ شگفتن امروز و غنچہ گشتن دے — بہ توشہ بختن امسال و نام بردن پار

جو چیز کہ موجود بالفعل ہی شگفتگی کا منصب رکھتی ہی اور جو کہ گذری ہوئی کل کے پردہ مین پوشیدہ ہوئی غنچہ کا حکم اُسے حاصل ہوا یس آج وجود کے اعتبار سے شگفتہ ہی اور گذری ہوی کل عدم کے لحاظ سے غنچہ ہوگیئی اور امسال کہ ہر ایک میوہ بہار رہی گویا توشہ کو پختہ کرتا ہی اور پارسال یاد سے جاتا ہی گویا نام اپنا لیے جاتا ہی واللہ اعلم — (از مترجم — بعضے نسخون مین نامہ بردن پار ہی اور کوئی نسخہ موزون اور خوش آیندہ نہین ہی اگر بجاے نام کے بار ہو تو سب سے بہتر ہو یعنے پارسال نے جو کچھ بگاڑا وہ گٹھری مین باندھے لیے جاتا ہی اور درحقیقت جسنے جو کچھ کیا وہ بار اُسکا اپنے سر پر اپنے ساتھ لیگیا مگر یہ لفظ کسی نسخہ مین موجود نہین ہی) بیت

بکذب سنلے بہ رو صدق آدمی زادہ — بجہل سنلے اثر و عقل جبرئیل آثار

چھوٹھ فی نفسہ سچے آدمیون کا ترک و مردود ہی تو گویا بن باپ کا بیٹا یعنے ولد الحرام ہی کہ باپ اُسکا کسیکو معلوم نہین اور صدق فی نفسہ سچون کی غذا کا منتقل ہو گویا فرزند ابو البشر ہی جو موجودات

شریف ترین ہی اور سنے اثر ہونا جہل کا معلوم اور عقل کا جزیل آثار ہونا ظاہر ہی اور اضافت کذب کی سنے پدر کی طرف توصیفی ہی اور اسی طرح اضافت صدق اور جہل اور عقل کی — بیت

بہ نزل معرکہ گیر و نفاق تو بر تو + بصبر کم سخن و شوق آتشین گفتار

نزل معرکہ گیر اور نفاق تو بر تو مین اضافت توصیفی ہی لیکن تو بر تو ایک صفت ہی کہ کثرت نفاق کو مقتضی ہی بخلاف معرکہ گیر کے کہ وہ ایسی صفت ہی کہ اپنے موصوف کا فعل واقع ہوا ہی اور ترکیب اور تقریر مصرع ثانی ظاہر ہی — (از مترجم — شارح علیہ الرحمۃ نے جا بجا کسرہ موصوف کو اضافت توصیفی بیان کیا اصل یہ کہ اضافت ایک امر معنوی ہی اور علامت اُسکی فارسی عبارت مین کسرہ ہی جو مضاف کے حرف آخر کو ہوتا ہی اور یہ کسرہ لفظی خود اضافت نہین بلکہ علامت اُسکی ہی پس جو کسرہ کہ موصوف کے حرف آخر کو ہوتا ہی وہ اضافت نہین اور نہ علامت اضافت ہی بلکہ وہ کسرہ علامت موصوف کی ہی جسکے بعد اُسکے صفت واقع ہی اور اسکو کسرہ توصیفی کہنا چاہیے نہ اضافت توصیفی) —

قصیدہ در فخر خود گفتہ بیت

گر دل بصحبت گل و سوسن در آورم + دست چمن گرفتہ بمسکن در آورم

یہ قصیدہ مصنف نے اپنا فخریہ کہا ہی یعنے جو مین دل گل و سوسن کی صحبت کی طرف لاؤن چمن جو گل و سوسن کا گھر ہی اُسکا ہاتھ پکڑ اپنے گھر لے آؤن یعنے چمن سے یار فروشی کرم حرکت کرون اور ابھی اپناو لیعنہ اُسے کرون (از مترجم — ایک نسخہ مین بجاے دل کے بھی ہی اور وہ موزون تر ہی) بیت

گر طاعت صنم کنم از خانقہ بدیر + زنار را بطعن برہمن در آورم

اپنی طاعت عبادت مین مبالغہ کرتا ہی کہ خانقاہ سے نکلکر بتخانہ مین بت کی پرستش کرون جنیئو جو برہمن کے مذہب کا شعار ہی باوجودیکہ برہمن بڑا بو جاری ہوتا ہی پھر بھی زنار کو اس برہمن کے طعنہ زن کرون کہ تو کیا بت پرستی کریگا جو عرفی کرتا ہی بیت

شرم دروغ بین کہ زبان فصیح را + در گفتگوے نطق تو الکن در آورم

اس بیت کے معنی مصنف کی لکنت ذہن کو ظاہر کرتے ہین اسواسطے کہ جہان اپنے فخر کی لاف زنی کر رہا تھا اور مخاطب سے کچھ سروکار نہ تھا اور جمعیت سے رجوع بہ خطاب کی چونکہ

مخاطب پہلے کسیکو نہین کروانا مجہول ہی اور بجز معشوق کے دوسرے کو مخاطب نہین کر سکتے اور
بیت کے معنے یہ ہین کہ تیری گویائی کے مقابل میری زبان فصیح لکنت دار ہوئی پس قصد اسیر
جھو نجھ بولا مناسب کہ میرے جھونٹھ کی شرم تجھی کو ہوا اور میری طرف تو توجہ کر بیت

صد پردہ مصلحت بہ یکے راز بر تنم　　　ترسم کہ شک بخاطر کودن در آورم

مصلحت کے سو پردے کا ایک بھید پر ڈالنا نہایت درجہ بھید کا چھپانا ہی اور اخفا کا اختیار کرنا
اسواسطے ہی کہ مبادا اُسکے اظہار مین کودن آدمی شک کرین اور خامی کے سبب اُسکے غور کو
نہ پہونچین، واللہ اعلم بالصواب بیت

آئینہ اصالت و خورشید کان شود　　　ہر دانہ گہر کہ ز مخزن در آورم

ہر قطعہ آفتاب سے کہان کی شکم مین پیدا ہوتا ہی اسواسطے مصنف کہتا ہی کہ جو سخن کہ مین
کہتا ہون اسوجہ سے کہ گوہر کا مخزن مین ہون آفتاب اور کان کی اصالت کو ظاہر کرتا ہی اس سے
سمجھا جاتا ہی کہ یہ سخن کس کان کی پیدائش ہی۔

قصیدہ در مضامین مختلفہ و نیز در تفاخر بیت

الوداع از من ورد کشی ہمنوشی و دوست　　　کا ینک از خویش ہوس مے رہبان مستم

یہ قصیدہ کہ دو مطلع کا ہی اُسمین ہر طرح کے مختلف مضامین شامل ہین اسواسطے کہ بعض بیتون
مین مواعظ اور بعضے مین تفاخر اور بعضے مین مدح ہی بہت خوب کہا ہی اور رہبان زاہد کو
کہتے ہین جو بتون کی عبادت کرتا ہو یعنے ای احباب رخصت ہی میری جو دوست کا مدہوش ہون
اسواسطے کہ راہبون کی شراب کی خوشبو سے مین بیخود ہوگیا اور رہبان کی شراب سے
انشار اُسکا کفر ہی شراب محویت کی مراد ہی اسواسطے کہ عشق کا کفر اسلام پائی بہتر سے ہی بیت

درد ہمدوش و بلا بر اثر و غم در پیش　　　تا براحت کدہ تسلیم بدینسان رفتم

تسلیم کا مقتضا ہی کہ شی نامرغوب پر اختیار سے راضی ہو بیت کے معنی یہ ہین کہ تسلیم کی
راحت گاہ تک مین گیا تو درد و بلا و غم میرے ہم سفر تھے بیت

تا حد دشت محبت کہ قیامت گاہ ست　　　پیش روے غم دل نوحہ کنان رفتم

مروحہ عربی مین پنکھے کو کہتے ہین صیغہ اسم آلہ ہی اور وہ آرام کی چیز ہی یعنے صحراے محبت کی
سرحد تک کہ وہ قیامت گاہ کی انتہا ہی یعنے ہلاکت اور آشوب کا مقام ہی اور درد دل کا غم اگر

مقام کا مسند نشین ہے اور ہوسکتا ہے کہ قیامگاہ سے مراد زمان قیامت ارادہ کیا جاوے بہر حال جنگل کے وسعت کی نظر سے کہتا ہے کہ جہاں تک کہ محبت منتہی ہو غم دل کے آگے آگے نکلا یا مورچھل ہلاتا ہوا میں گیا یعنے عزت کے ساتھ لیگیا اسواسطے کہ مورچھل ہلاتے کسی کے ساتھ جانا اعزاز کرنا اُسکا ہے بیت

کس عنان گیر نشد ورنہ من از بیت حرام تا در میکدہ در سایۂ ایمان رفتم

عنان گیر مزاحم کو کہتے ہیں اور عنان گیری یعنے باگ کا پکڑنا دو طرح پر ہے اول مزاحمت اُسکی کسی چیز کے تقاضے سے ہو دوم باگ تھام کر کسی کے ساتھ تمنا اور خواہش سے جانا بر تقدیر اول یہ معنے ہونگے کہ میرا مزاحم کوئی نہوا ورنہ میرے ہاتھ سے ایمان نہ جاتا اور بر تقدیر دوم کوئی میرے ساتھ نہوا ورنہ حال یہ ہے کہ میں کعبہ سے ایمان کے ساتھ میخانہ تک گیا بیت

من کجا کشمکش رد و قبولم ز کجا نیک رفتم کہ نہ گبر و نہ مسلمان رفتم

یعنے میں کہاں اور رد و قبول میری کہ مظنون یا متیقن ہو کہاں شکر ہے کہ میں خوب گیا کہ گبر اور مسلمان سے بری گیا اسواسطے کہ گبر اور مسلمان جو ہوتے رد اور قبول کے جھگڑے میں پڑتے ہیں اور میں وہاں پہونچا ہوں کہ رد اور قبول کو وہاں دخل نہیں ہے۔ بیت

صفحہ تیغم از ان نسخۂ خلد است کہ دوش بسبب خون سیاہ غم الوان رفتم

از روے ترکیب صفحہ کی اضافت تیغ کی طرف اضافت لامی ہے اور از ان مفعول لہ ہے یعنے میری تلوار کا رخ اس سبب سے بہشت کی تصویر بنگیا ہے کہ میں رنگ برنگ کے غم کی سیاہ پرچھائی مارنے گیا تھا یعنے غم کی خونریزی یعنے سبب کی ہے اور بہشت باعتبار الوان اور بوقلمون کے رنگین ہے اور مراد غم سے غم دینا ہے کہ قتل اور شبخون کے قابل ہے نہ غم دین کا۔ بیت

نور پیشانی صبح طربم لیک چہ سود کہ غم انگیز تر از شام غریبان رفتم

نور پیشانی اور پیشانی صبح میں لفظ تین لامی ہیں اور صبح کی اضافت جانب طرب اضافت عام کی ہے خاص کی طرف اور خلاصہ معنی یہ کہ بیان سے چند ابیات اپنے اصل کیفیت کے تبدیل ہونے میں لکھا ہے کہ میں بیشتر خوشی کی چہرہ کا روشن کرنے والا تھا اب شام غریبان سے تیرہ تر ہو گیا اور شام غریب راہ افلاس سے نہایت غم انگیز ہے۔ از مترجم۔ اضافت نور کی جانب پیشانی وہی اضافت لامی ہے جو شرح میں ہے اور پیشانی صبح میں اضافت تشبیہی نہ لامی جو شارح نے لکھی اور صبح طرب میں اضافت بادنی ملابست ہے نہ اضافت عام جانب خاص جیسا کہ شارح نے خیال کیا اور علم نحو

مین اسکے مثال درخت سوسن اور روز شنبہ ہی جسمین مضاف الیہ ایک فرد مضاف کا ہوتا ہی اور
شام غریب اور شام غریبان شام مسافران کہ وحشتناک ہوتی ہی خصوصاً مفلسی مین جیسا کہ بہار عجم
مین ہی نہ وہ معانی کہ شارح علیہ الرحمۃ نے لکھے ہین بیت

بازوی ہمتم آن روز چو قیمت بشکست — کہ بتا بیدن سر پنجہ مرجان رفتم

ارباب ہمت کے نزدیک دنیا کی طلب طالب کی قدر کو زائل کرتی ہی اسواسطے مصنف
کہتا ہی کہ میری ہمت کا بازو قیمت کی مثال ٹوٹ گیا جس وقت کہ زور آزمائی کے لیے پنجہ
مرجان کا پھیرنا مین نے چاہا یعنے اُسکا مین طالب ہوا مرجان ایک جوہر ہی کہ مرتبہ معدنیات
کے کنارہ افق کو پہونچکر مرتبہ نباتات کی بدایت کو پہونچا اسواسطے کہ نمو اُسکو لازم ہوا اور
شاخین اُسکی پیدا ہوتی ہین اسواسطے سر پنجہ کی نسبت اُس سے مناسب ہی اور وہ دریا مین
پنجے کی صورت پیدا ہوتا ہی۔ بیت

منم آن ہیکل روحانی اندیشہ غذا — کہ در آب زدم بر اثر نان رفتم

اندیشہ غذ صفت ہیکل روحانی کی ہی اور کاف ہی اس بات کے بیان کے لیے کہ ہیکل روحانی
نے رجوع بلندی سے پستی کی طرف کی یعنے پیشتر مین ہیکل روحانی تھا کہ غذا میری اندیشہ
تھا اور مادی غذاؤن سے جو کہ جسم کو لازم ہین اور ہزارون لوث اسمین تھے منزہ اور مبرا تھا
اب روٹی اور پانی کے خاطر مین رسوا تمام جہان مین ہوا ہون بیت

منم آن شیر ختن صید کہ آہو کمرم — کہ چو مرشان بشکار ستابان رفتم

ختن صید صفت شیر موصوف کی ہی اور کلمہ آہو کرم صفت اور کاف بیان کا اسکے لیے کہ شیر نے
انتقال اعلے سے ادنے درجے کی طرف کیا یعنے زمان سابق مین مین ایسا شیر تھا کہ ختن
شکارگاہ میرا اور ہرن کا پکڑنا فعل میرا تھا اور اب چوہون کی طرح شکار کی خواہش مین توشہ
دانون کے نیچے پھرتا ہون یعنے مرتبہ اعلے سے گر پڑا ہون بیت

رفتم اندر پے مقصود ولی ہمچو پلنگ — بر سر کوہ بقصد مہ تابان رفتم

اس بیت مین مصنف کی مراد اظہار ہی مقصد کے نہ پاسکنے کا جسکا سبب کوتاہی عقل ہی اور مشہور ہی
کہ چیتا چاند پر عاشق ہی جب چاند کامل ہوتا ہی چیتا اُسکے پکڑنے کے قصد سے پہاڑ کے چوٹی پر
چڑھ جاتا ہی وہان سے خیال کرتا ہی کہ قریب ہی ہاتھ آجاے اور جب قصداً اسکے پکڑنے کا نے سے کود
ہوتا ہی تو وہ زمین پر گرتا ہی اور مقصد کے حصول سے محروم رہجاتا ہی پس مصنف کہتا ہی کہ مین بھی

مقصود کے پیچھے گرچیتے کی طرح گیا بیت

شب یلدای حیاتم بسحر گوید حیف — کہ درافسانۂ بیہودہ بپایان رستم

شب یلدا باضافت توصیفی اور مجموعہ شب یلدا کی اضافت حیات کی طرف لامی (نہین بلکہ تشبیہی) اور حیاتم مین اضافت لامی ہی یعنے میرے عمر کی اندھیری رات صبح کی طرف خطاب کرکہتی ہی کہ افسوس بیفائدہ قصہ کہانی مین آخر ہوگئی اور فضول آفتون کی برداشت مین صرف ہوئی اور جو کام کرنا چاہیے تھا وہ مین نے نہین کیا بیت

قصیدہ در منقبت امیر غالب علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ

چون گردباد آہ زنا کام گشت رسلم — بر فرق روزگار فشاند غبار غم

یہ قصیدہ بھی تعریف مین امیر غالب حضرت علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ کے کہا ہی اور تمہید اسکی عاشقانہ اٹھائی اور اس تمہید کو صنائع مین بھی داخل کرتے ہین یعنے جب آہ کا بگولا میرے قالب سے نکلتا ہی زلانے کے سر پر غم کی خاک اڑاتا ہی یعنے ایک عالم کو رنج اور غم مین ڈالتا ہی۔ بیت

چون دل بجای خویش بود کز نہیب د — زین آشیانہ طائر آرام کردہ رم

چون بمعنی چگونہ ہی آشیانہ سے جو مصرع دوم مین دل مراد ہی یعنے دل کو تسلی کس طرح ہو کہ اس سے آرام جاتا رہا بیت

بخشند ہزار کشتہ چشم ترا حیات — نعلت لطیفہ کہ برون آرد از عدم

یعنے تیرا جان بخشنے والا لب جو سخن تازہ عدم سے نکالے اور یہان عدم سے مراد دہن بنظر تنگی ہی تیری چشم سفاک کے ہزارون مقتول کو جان دیتا ہی بیت

گیرد بہر دو دست سر خود اجل ز بیم — جائیکہ غمزۂ تو کشد خنجر ستم

یعنے اجل جان کے خوف سے اپنا سر دونون ہاتھ سے پکڑے ہوے ہی جسطرح اور لوگ کہ جان ہاتھ سے دھوے ہوے ہین جہان کہ تیرے خونخوار غمزہ کا خنجر میان سے باہر نکلتا ہی بیت

این طور وعدۂ تو فراموشی وفا — این طرز غمزۂ تو ہم آغوشی ستم

دونون مصرعون مین این اشارہ ہی جسمین شیخ کت مشار الیہ کی موجود ہی اور مشار الیہ فراموشی وفا اور ہم آغوشی ستم کو کہنا چاہیے اور انہین کو وعدہ اور غمزہ کا بیان سمجھنا چاہیے اور ہر مصرع اپنی مبتدا اور خبر تمام نہین ہوتا ہی اور بعضی عبارت زائد ہی اور بعضے نسخون مین این طور کے بجاے ای طور اور این طرز کی جگہ واے طرز وقع

ہوا ہی اور کیسی قدر بہتر ہی کہ ہر مصرع علاحدہ اپنی مبتدا اور خبر پر ہوتا ہی بیت

ازوعدۂ تو شوق بہ تشویش مبتلا وز عشوۂ تو فتنہ باشوب متہم

یعنے تیرے وعدہ سے شوق رنج مین گرفتار ہی اسواسطے کہ تو وہ پورا نہین کرتا اور تیرے عشق قتال سے فتنہ پر آشوب کی تہمت لگی ہوئی ہی یعنے جو آشوب کہ ظاہر ہوتا ہی تیرے ہی عشق کی بدولت ہی فتنہ مفت مین بدنام ہی۔ بیت

زاعجاز حسن تست کہ کلک قضا بسوخت بر لعل آتشین خط سبزت چو زد رقم

ترکیب مین زاعجاز حسن تست خبر ہی مقدم اپنی مبتدا پر کہ وہ کلک قضا بسوخت ہی اور بالعکس بھی ہو سکتا ہی اور پھر اس مصرع کا مضمون مصرع ثانی مین جو شرطیہ ہی اُسکی جزا واقع ہوا اور معنی یہ ہین کہ قضا کا قلم قدرت نگار جو صور مخلوقات کے اشعار صفحہ پر آسانی سے لکھ سکتا ہی تیرے آتشین لب پر جو اُسنے خط سبز بنایا تیرے حسن کا ہی معجزہ ہی کہ اُسکا قلم جلگیا اور بسوخت ثبت کے بجاے نسوخت منفی بھی کہہ سکتے ہین یعنے قلم کو صلاحیت آگ پر لکھنے کی نہین ہی تیرے حسن کی کرامات ہی کہ تیرے خط کے لکھنے مین قضا کا قلم نہین جلا اگرچہ یہ معنے بہتر ہین۔ (از مترجم۔ میرے نزدیک دوسرا نسخہ بہتر ہی) بیت

آن واہب النعم کہ ز داؤد نطق او الشنید گوش تا بجز نغمۂ نعم

یعنے ممدوح ایسا نعمت کا بخشنے والا ہی کہ اُسکی نطق کے داؤد سے کہ اضافت بیانی کے اعتبار سے دنہین اضافت تشبیہی ہی نطق مراد ہی حرص کے کان نے ہان کے سوا دوسرا راگ نہین سنا بیت

مشاطۂ ولایتش ار آذری کند زاعجاز عیسوی کند آرایش صنم

یعنے اسکی ولایت اگر بت تراشی کرے تو اعجاز عیسوی سے بت کو آراستہ کرے یعنے صورت بیجان مین جان ڈالدی اور باریکی اسمین یہ ہی کہ ولایت سے نبوت کے آثار پیدا ہوتے ہین مشاط بالفتح صیغہ مبالغہ کا ہی مشط سے معنے اُسکے بنانا آراستہ کرنا اور مشاطہ بضم اول تخفیف شین ٹوٹے ہوئے بال جو کنگھی کرنے مین گرتے ہین اور مشاطہ بکسر اول حرفہ شانہ زنی کا ہی۔ (از مترجم۔ منتخب مین ہی مشط بالفتح شانہ کردن و شانہ فرمودن و بالضم شانہ وبالفتح و کسرہ نیز آمدہ اور بہار عجم مین ہی مشاطہ بالفتح والتشدید زن شانہ کش و در عرف زنی کہ عروس را بیارایدـ اور عربی مین پیشہ وردن کا عرف اسی وزن پر آتا ہی مبالغہ کا وزن ہی مگر مبالغہ مقصود نہین ہوتا جیسے خداد اور نجار اور نداف اور قصاب وغیرہ اور جو تحقیقات شارح نے مشط کے مشتقات کی فرمائی اس مقام پر نے محل ہی) بیت

مست غرور کردہ عروسان خلد را　　دعوای باغ لطف تو با روضۂ ارم

مصرع اول مین کردہ فعل اور مصرع ثانی مین دعوی فاعل اسکا ہی یعنے تیرے لطف سے کہ باغ بہشت سے دعوی مقابلہ رکھتا ہی چونکہ سبکو یقین ہی کہ اسکو غلبہ اور تفوق ہوگا بہشت کی حورین اور غلمین غرہ مین اور اُس لطف پر ناز کرتے ہین اور ہو سکتا ہی کہ اسطرح کہین کہ تیرے لطف کے باغ نے روضۂ بہشت کے مقابلے کا دعوی کیا ہی تو بہشت کو اُسکے حورون کی نظر مین وقعت ہوگی کہ بہشت بھی ایک بڑی چیز ہی اسلیے وی غرور مین مست اور سرشار ہین ۔ راز مترجم معنے دوم درست ہین جسکو الفاظ بیت کی تائید کرتے ہین ۔

قصیدہ در فخریہ خود باظہار محبت اندیشی گفتہ بیت

آن روضہ ام کہ تا شجر اوست باغبان　　آتش اگر زخون نہ دہد خشک لب برا

یہ قصیدہ فخریہ محبت اندیشی کے اظہار مین کہا ہی باغبان دوسرے مصرع سے متعلق ہی یعنے مین باغ ہون کہ جب تک اُسکا درخت رہے اُسکو خون دل سے باغبان نہ سینچے تو سوکھ جائے بیت

آن تیغ آب دادہ بزہر ملامتم　　کش پای تا بسر از اثر خشم جوہرست

معنے بیت ظاہر ہین کہ جو تیغ کہ ملامت کے زہر سے اُسکو آب دیگئی ہو اُسکے جوہر اُس تیغ کے شکست سے ہوئے ہین

ان شعلہ دوست ہیزم خشکم کہ خاک او　　صندل فروش ناصیہ عود و عنبرست

یعنے مین ایسا جلا ہوا اور جلن کا چاہنے والا ہون کہ میری راکھ خوشبویات کو خوشبو دینے والی اور عطریات کی رونق بخشنے والی ہی ۔ بیت

آن بحر جوہرے طلب و تشنہ دوستم　　کش برق موج و آبلۂ سینہ گوہرست

اس بیت کے معنے یہ ہین کہ مین وہ دریا جوہری کا چاہنے والا ہون کہ میرے لیے سینہ کی پھپھولے موتی ہین اور وہ دریا پیاسے کا دوست دار ہون کہ بجلی میرے واسطے لہر ہی پس ایک جوہری درکار ہی کہ میرے ان جواہرات کو خریدے اور پیاسا چاہیے کہ میرے پانی سے ہونٹھ تر کرے یعنے ہر ایک جوہری اور ہر ایک پیاسے کا کام نہین ہی کہ نفع مجھسے حاصل کرے بیت

آن کشتہ ام کہ در دہن زخمہای او　　قناد خانہای لبالب ز شکرست

زخم کے منہ مین اگر شکر دیجائے تو زخمی کی زندگی تلخ ہو جاتی ہی اور مجھے گوارا ہوا اور یہ امتنانی بات ہی کہ شکر زخم کے واسطے مفرہی راز مترجم ۔ الفاظ بیت اس معنی کو چاہتے ہین کہ مین ایسا مقتول

ہون جیسکے زخمون مین شدت سے شکر بھری ہوئی ہو اور زخم اُس سے تڑفتے ہین گے اُرائی اسحالت کی
الفاظ سے نہین نکلتی جو شارح علیہ الرحمہ نے لکھی — بیت

ان عالم کہ از زبر عرش تا ثریٰ اشیا بدون صورت نوعی مصورست

یعنے مین وہ عالم ہون کہ تمام اشیا صورت نوعی کے بدون میرے لیے مصور او متشکل ہین اور
امور محال بھی مجھ پر روشن ہین اور ثریٰ تا ور مثلثہ کے فتح سے اسفل السافلین کے معنے مین ہے

قصیدہ در منقبت حضرت علی علیہ السلام بیت

زتاب شعشعۂ مہر سایہ بہر پناہ سزد کہ بگسلد از شخص و پیش گیرد راہ

یہ قصیدہ دو مطلع کا جناب مرتضے علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہ کی تعریف مین تصنیف کیا ہے
اور تمہید شدت گرمی آفتاب سے اٹھائی اور دوسرے مطلع سے تو طیہ عشقیہ معنی کی تقریر ظاہر ہے
کہ آدمی کا سایہ جو آفتاب سے پڑتا ہے وہ آدمی سے کبھی علاحدہ نہین ہوتا گرمی کی شدت سے
جدا ہو کر آگے چلدے تو بجا ہے — بیت

شود برشتہ چو ماہی درون روغن گرم چو عکس ماہ فتد در ین ہوا بمیاہ

اس بیت مین دوسرے مصرع کا مضمون شرط ہے کہ جزا سے آخر واقع ہوئی اور مضمون مصرع اول کا
جزا ہے یعنے ہلال کا عکس اسقدر گرم ہوا ہین پانی کے اندر پڑے تو جیسے گرم تیل مین مچھلی ہو
جل بھن جاتا ہے اور عکس کی تشبیہ مچھلی کے ساتھ قطع نظر اعتبار بربان ہونے سے محض صورت مین
بہت خوب واقع ہوئی ہے اور میاہ جمع ماہ کی ہے اور ماہ کے چار معنے سے ایک معنی پانی کے بھی ہین بیت

زمہر ہی صبا پر تو شہاب دھد زلبسکہ تاب ہوا بر فروخت گونہ گاہ

بر فروخت فعل اور تاب ہوا فاعل اور گونہ گاہ مفعول یعنے اگر ہوا کی گرمی گھانس کی تتی کو جلادے
اور اُسکو ہوا زمین سے بلندی پر اُڑا لیجاے تو شہاب کی صورت نظر آوے اور دیکھنے والے
کہین کہ تارا ٹوٹا ہے — بیت

بروی رحم بدان گونہ بستہ در دل کہ ذوق کشتن من در دلت ندارد راہ

معشوق کی طرف مصنف خطاب کرتا ہے — دل کا دروازہ رحم کے منھ پر بند کرنا دل مین
رحم کو راہ کا ندینا ہے یعنے اسدرجہ تو بیرحم ہے کہ میرے قتل کا مزہ جسمین کسیقدر تیری غرض متعلق ہے
تیرے دل مین نہین آتا کسواسطے کہ تو جانتا ہے کہ عاشق کے قتل کا ذوق بھی ایک قسم کی توجہ

عاشق کی طرف متصور ہی ابیات

چو گیری آئینہ در کف ز شوق عارض خویش ازان کرشمۂ نرگس وزان فریب نگاہ

شود مثال در آئینہ مضطرب انسان کز اضطراب دل آب عکس عارض ماہ

یعنے ای معشوق اگر خود بینی کے شوق سے تو آئینہ اپنے ہاتھ مین لیکر اپنی صورت دیکھے تیری آنکھ
کے کرشمہ اور نگاہ کے فریب سے صورت جو آئینہ مین نظر آوے ایسی بیقرار ہو جاوے جیسے چاند کا
عکس جیسے پانی مین ململاتا ہوا نظر آتا ہی۔ بیت

قصیدہ در فکر رسا و طبع خود گفتہ۔ بیت

بود در کتم عدم بکر طبیعت را جای کہ خرد بر سرش ایستادہ ہمی گفت برآی

یہ قصیدہ نواب خانخانان کی تعریف مین کہا اور تمہید اسکی اس ڈھنگ سے اٹھائی جسمین سامان
تولد فرزند ممدوح کا عقل اور طبیعت کی گفتگو سے ظاہر ہوتا ہی اور معنی بیت کے اسطرح پر ہین کتم
عدم مین اضافت بیانی اور اسیطرح بکر کی اضافت جانب طبیعت ہی ای طبیعت کے دوشیزہ
عدم مین تھی کہ عقل اسکے سر پر کھڑی کہتی تھی کہ باہر آ۔ بیت

چند در پردہ نشیند خلف دودہ کون محرمی نیست مگر ہم تو شوی پردہ کشای

یہ بھی مقولہ عقل کا ہی اور خطاب اسکا طبیعت کی طرف کہ ای طبیعت پیدائش کے خاندان کا لڑکا
یعنے فرزند ممدوح کب تک پردہ مین پوشیدہ رہیگا کوئی واقف کار میرا نہین ہی الا یہ کہ تو پردہ سے
باہر آئے اور میرے محرم بنے اور اس پردہ نشین سے تو خبر دے۔ بیت

نہ ترا عقد زفاف ست درین پردہ ضرور نہ مرا صبر و سکون دادہ ازین دار خدای

اس بیت مین شرف دختر طبیعت کا بیان ہی۔ زفاف بکسر اول دلہن کا روانہ کرنا دولہے کے گھر
اور دار عربی مین گھر کو کہتے ہین اور دونو مصرع مین استفہام انکاری ہی یعنے ای طبیعت نہ تجھے اس
پردہ مین رہنا ضرور ہی اور نہ مجھے صبر اور سکون عطا ہوا اور تحریص کا نتیجہ آئندہ بیت مین ہی۔ از
مترجم۔ اس بیت مین استفہام نہین ہی بلکہ دونون مصرع جملہ خبریہ منفیہ مین۔ بیت

مریمی کن تو کہ فرزند مسیح ست مسیح حاتمی کن تو کہ توفیق گدا ہست گدای

اس بیت مین عقل طبیعت کو خوشخبری دیتی ہی فرزند سے کہ معجزہ شعار اور سخاوت دثار ہی۔ اور
مریمی مین یاے مصدری ہی یعنے مریم کا کام دینا ای طبیعت مریمی کر کہ ترا فرزند مسیح ہی اور حاتم کا کام

ای طبیعت کر کہ دولت خود فقیرون کی طرح تیرے دروازہ کھڑی ہو اور لفظ مسیح اور گدا کی تکرار
تاکید کی غرض سے ہو۔ بیت

این سخن گوش زد بکر طبیعت چون گشت — خندہ زد گفت کہ رو صبر کن و ژاژ مخای

یہ بیت مقولہ مصنف ہو کہ اسمین حکایت ہو اُس گفت و شنود کی جو عقل اور طبیعت کے باہم ہوئی
یہ سب سنکر طبیعت ہنس پڑی اور عقل سے کہا کہ جاؤ اور چند روز صبر کرو۔ بیت

گوشۂ گیر و جگر میخور و تلخی میکش — تا بعہدی کہ شود صاحب تو ملک آرای

یہ بیت اور تھوڑی بیتین برابر طبیعت کی زبان سے ہین کہ اسی بیت کے نیچے ہین اُنکے مضمون کو
بیان کیا جاتا ہو کہ طبیعت نے عقل سے کہا کہ جا ایک کونے مین بیٹھ اور محنت اختیار کر یہان تک کہ
مالک تیرا یعنے ممدوح ملک کو رونق بخشے اور خلق اللہ مبارکباد کے دینے اور سننے والی جمع ہون
اور سب جواہرات طلب کرین اور وہ مالک خزانے بخشے آسمان طیاریان کرے اور زہرہ غالیہ
بنانے کو مستعد ہو اور مین بڑے ناز نخرے اور بناؤ سنگار سے آن کر محل کو اپنے خیر مقدم سے
زینت بخشون پھر وہ میری بغل مین آئے جس سے میری نسبت ہوئی ہو اور وہ مالک ہو کہ اوپر
اُسکی طرف اشارہ کیا میرے نقاب کا بند کھولے اور مجھے دیکھے اور مین اُسکے بند قبا کھولون یعنی اختلاط
مین مصروف ہون اور ہم بستری ہو جب یہ مرحلے طی ہو جائین تو اسوقت ای عقل اگر تو سوال کرے اور
کچھ عرض کرے تو موقع ہو۔ بیت

للہ الحمد کہ آن عہد بپایان آمد — ہم خرد کامروا آمد و ہم بار خدای

اس بیت تک عقل اور طبیعت کی بات چیت تھی اب یہان سے مصنف کہتا ہو کہ خدا تعالےٰ کا
شکر ہو کہ وہ زمانہ جسکو عقل چاہتی تھی انجام کو پہونچا اور عقل اپنے مقصود کو اور صاحب اپنے
مطلب کو فائز ہوا۔ بیت

دوش بر دوش قضا دست در آغوش قدر — آمد از پردہ برون پردگی صنع خدای

دوش بر دوش کے معنے برابر اور دست در آغوش کنایہ ہو محرمیت سے اور یہ کلام مصنف کے
شکر کا نتیجہ ہو کہ اوپر کی بیت مین مذکور ہو چکا یعنے قضا کے برابر اور قدر کا محرم پردہ نشین صنعت الٰہی
کہ مولود مسعود ہو پردے سے باہر جلوہ گر ہوا۔ بیت

وہم با طالع او گفت کہ باشم در عرش — گفت اگر گم نشوی بشتر کہ ہم می آی

اس بیت مین مولود کے طالع کے اوج کا مبالغہ کیا ہو کہ وہم جو قوت رسا اور ہر ایک بلند اور باریک

چرخ کو پہونچتا ہی اُسنے اُسکے بخت سعید سے کہ عرش سے کود کر لامکان مین جا بیٹھا ہی کہا کہ عرش مین بیٹھے ہوئے

بھیٹوون اُسکا جواب دیا کہ اگر اپنے تئین تو گم نکرے تو کسیقدر اور آگے بڑھ — بیت

بخت با گوہر او گفت کہ دولت بس ہست ... گفت دانم بجا حاملۂ رومی نژاسے

نصیبے نے حتے الامکان دولت مہیا کی اور ممدوح کی ذات سے کہا کہ دولت بہت ہی اور یہ سوال دولت کے کافی ہونے کی نسبت تھا اُسنے جواب دیا کہ ای بخت مین جانتا ہون اُن چیزون کو جو تیرے پیٹ مین ہین جاؤ اور پیدا کرو ہمین تو کیا دیگا حاصل یہ کہ ذات ممدوح محتاج بخت اور نصیب کا نہین ہی (از مترجم) اس توجیہ پر اعتراض ہی کہ اگر احتیاج نہین تو یہ حکم کسواسطے دیا کہ رومی نژاد لیس بہتر ہی یہ توجیہ کہ جب بخت نے یہ سوال کیا تو جواب دیا کہ نہین اور اور دولت پیدا کر اور ایک نسخہ مین نیست بصیغہ نفی بجاے بس ہست دیکھا گیا اُسکے یہ معنی ہونگے کہ بخت نے ممدوح کی داد و دہش زیادہ دیکھکر کہا کہ دولت موجودہ اُسے مکتفی نہین ہی اُسکا جواب دیا کہ مین جانتا ہون تیرے پیٹ مین اور بہت کچھ میری خاطر بھرا ہوا ہی جا اور اُسے پیدا کر اور میرے صرف کے لیے مہیا کر کہ داد و دہش میری رُک نہین سکتی — بیت

سال مولودش از ان شاخ گل بی بدل است ... کہ ندارد بدل اندر چمن دولت ورائے

لفظ از ان سببیہ اور کاف بیان سبب کے لیے ہی اور اس بیت مین ملا عرفی نے تاریخ تولد فرزند خانخانان لکھی کہ مادہ اُسکا شاخ گل بے بدل ہی اور معنی ظاہر ہین — بیت

مرحبا ای گہرت را شرف ذات پدر ... مرحبا ای قدمت را اثر ظل خدائے

مرحبا ایک لفظ ہی کہ کسی شخص آنے والے کے لیے جو مرغوب اور دلخواہ ہو اور نیز ایک موزون کام پر بولتے ہین اسواسطے کہتا ہی کہ خوش آیا تو ای فرزند کہ تیری ذات کو بزرگی تیرے باپ کی ذات کی حاصل ہی اور خوش آیا تو ای صاحب زادے کہ تیرے قدم مین بادشاہ کا اثر ہی یعنے دولت بعینہ تیری ذات لایق مین ہی (از مترجم) نسخہ ظل ہماے کا جو دیکھا گیا ظل خدا سے مناسب ہی جسمین سوء ادب ہی اور ہماے سے اشارہ جانب ممدوح لطیف ہی — بیت

مرحبا ای ز عنایات ازل بہرہ وَرش ... مرحبا ای ز علامات ہنر خویش ستای

اچھا تو آیا کہ عنایات ازلی تیری ذات سے ظاہر ہوتی ہین اور خوش آیا تو کہ تیرے علامات ہنر سے تیری تعریف نمایان ہی یعنے ہنر کی نشانیان جو تیری ذات مین نمودار ہین اُنسے تیری مدح اور وصف پیدا ہین — بیت

ناخن قدرت او پردہ تحقیق شگاف   خامہ دولت او چہرہ توفیق کشاے

جب مصنف بیٹے کی پیدائش کی تمہید سے فارغ ہوا تو خانخانان کی تعریف مین کہتا ہی کہ ناخن اُسکی قدرت کا تحقیق کے پردہ کا دور کرنے والا ہی یعنے اُسکی قدرت کی کوشش سے تحقیق ظاہر ہوتی ہی اور اُسکی دولت کے قلم سے توفیق کی صورت کو دکھلاتا ہی اس محاورہ سے معلوم ہوا کہ پردہ تحقیق شگاف کا مجموع کلام معنی فاعلی سے تاویل کیا گیا ہی اور وہ صفت ناخن قدرت کا ہوا یعنے اُسکی قدرت کا ناخن پردہ تحقیق کا دور کرنے والا ہی اور اس کلام مین فعل مفعول سے پیچھے واقع ہی جس سے کلام بستہ ہوگیا اور اسی طور پر چہرہ توفیق کا دکھلانے والا قلم ہی واللہ اعلم۔ (از مترجم۔ مشابہت مصرع اول مین پردہ تحقیق شگاف ترکیب اسم وامر فاعلی ہی لیکن اصطلاح نحو مین پردہ تحقیق شگاف خبر ہی اور ناخن قدرت او مبتدا ہی اور یہی صورت مصرع دوم کی ہی۔)

بیت

دشمنش را بود آن مایہ شقاوت کہ بود   گرد آلایش او دامن جیحون آلاے

یعنے دشمن اُسکا اسقدر کمبخت ہی کہ اُسکی کم بختی کے گرد آلایش سے دریاے جیحون بھر جاے کلام کا سیاق اس قسم کا ہی جیسا کہ لکھا گیا اور حاصل یہ ہی کہ اُسکی بدبختی کی آلایش دریا مین دُھل نہین سکتی یعنے کسی طرح کی نیکبختی اُسکی طرف نہین آسکتی۔ (از مترجم۔ شارح سے ایک نکتہ اس بیت کی شرح مین فروگذاشت ہوگیا اور وہ یہ ہی کہ دریا اپنے پانی کی کثرت سے اور صفائی اور پاکی سے ہر ایک چیز کو خواہ وہ کیسی ہی میلی اور ناپاک ہو پاک اور صاف کر دیتا ہی لیکن دشمن ممدوح کی شقاوت کہ بمنزلہ کدورت اور نجاست کی ہی اسقدر زیادہ ہی کہ دریاے جیحون اُسکو دور نہین کر سکتا اور بجاے اسکے کہ پاک اور صاف اُسکی کدورت اور نجاست کو کرے دریا کا دامن اُس سے میلا اور نجس ہو جاتا ہی یعنے اُسکی شقاوت متعدی ہوکر دریا مین اثر کرتی ہی اور آپ سا دریا کو بنا لیتی ہی اور چونکہ فارسی محاورہ مین دامن آلودہ گنہگار کو کہتے ہین اسوجہ سے استعارہ دامن کا دریا کے لیے قابل تحسین ہی۔)

بیت

عدل او چون روش آموز مکافات شود   پیرو جاذبہ کاہ شود کاہ ربا ے

یعنے ممدوح کا عدل دنیا کی چیزون کو جو بدلا لینے کا قاعدہ سکھلا دے تو کہربا کی قوت جاذبہ کو دور کرے یعنے پیشتر کہربا گھانس کو کھینچتا تھا اب اُسکے عدل کی قوت دینے سے گھانس کہربا کو کھینچ لیجاے

بیت

دیدہ عقل شود خیرہ ز آئینہ وہم   گر نشود صیقل اندیشہ او زنگ زداے

یعنے اُسکے اندلشیہ صیقلگر کے صیقل اگر زنگ کو دور کرے تو آئینہ وہم جو سب سے زیادہ زنگ آلودہ ہی ایسا صاف اور روشن ہوجاے کہ عقل کی آنکھین اُسے دیکھکر چوندھیا نے لگین ورنہ وہم عقل کے مقابل نہایت ادنے اور بے حقیقت ہی ۔ بیت

آنچنان ہیرو شاہ ست کہ از غایت قرب ۔ گہ گہی سایہ رساند بسرش بال ہماے

اس بیت مین بادشاہ کے قرب مین مبالغہ ہی اور بال ہما کنایہ اتاقہ سے ہی [illegible] قربت سے بادشاہ کے ہمراہ ہی کہ کبھی کبھی اتاقہ کا سایہ جو بال ہما سے بنا ہوتا ہی ممدوح کے سر پر [illegible] ظاہر ہی کہ کسقدر بادشاہ سے قریب ہی ۔ از مترجم ۔ دوسری توجیہ یہ بھی ہوسکتی ہی کہ ممدوح علاوہ اور خصائل بادشاہی کا ایسا پیرو اور متابعی ہی کہ اُسکے سلے مجلے شاہی عادات اور صفات سے بال ہما اُسکے سر پر بھی سایہ ڈالتا ہی یعنے رفت رفتہ وقت بادشاہ کی سی خو بو اور آثار شاہانہ آئین معلوم ہوتے ہین اور چونکہ مشہور ہی سایہ ہما کسی آدمی کے سر پر پڑے تو بادشاہ ہوجاے اسواسطے یہ ایک تصور ذہنی ہی کہ بادشاہ جو ہوتا ہی اُسکے سر پر ہمیشہ ہما ظل افگن رہتا ہی ۔ بیت

اختلاف صور از نوع بشر برخیزد ۔ خامۂ معدلت او شود ار چہرہ کشای

اس بیت مین عدل کی تعریف ہی جو برابری کو چاہتا ہی اور انسان کی قسم مین اختلاف صورت کا بالکل ہی جسکے سبب ایکدوسرے سے متمیز ہی تیس مصنف کہتا ہی کہ اُسکے عدل کا قلم اگر مصوری اور صورت آرائی کرے تو جتنے افراد انسان ہین سبکی صورت یکسان ہوجاے ۔ بیت

نزد ادراک تو اسرار قضا بر کف دست ۔ پیش فرمان تو احکام فلک بر سر پاے

کسی چیز کا ہتیلی پر ہونا کنایہ اُسکے ظہور سے ہی یعنے تیرے ادراک کے سامنے قضا و قدر کے اسرار عیان ہین اور تیرے فرمان کے آگے آسمان کے احکام سب حاضر اور مستعد قبول ہین ۔ ابیات

بسکہ از لطف و عطا عزت و ثروت بخشد ۔ عالم آرا دل و دست تو بہر دلی سر و پاے

وقت آنست کہ دختر طلبد از پئے عقد ۔ دودمان کرم از سلسلۂ آز گداے

اس قطعہ مین ممدوح کی فیاضی کی تعریف کی ہی ۔ بخشد فعل اور دل فاعل اور دست معطوف ہی دل پر اور لفظ عالم آرا صفت دل اور دست کی ہی کہ موصوف پر مقدم واقع ہوئی ۔ بیت ثانی کا مضمون ترکیب مین نتیجہ بیت اول کے مضمون کا ہی ۔ اور دوسری بیت مین آز بمعنی حرص موصوف اور گدا صفت یعنے از بسکہ تیرے دل اور ہاتھ جہان آرا نے بے سر و سامانون کو اپنے لطف و عطا سے عزت اور دولت بخشی اب وہ وقت آگیا ہی کہ کرم کا خاندان

حرص کے سلسلہ سے کہ تفسیر ہی نکاح کے سے لیے لڑکی مانگے یعنی باہم رشتہ داری اور قرابت
کرے اور مآز یعنی حرص جب بے باکی سے کرم کا غیر کفو تھا اب ممدوح کی عزت اور دولت سے کے
دینے سے کرم کا ہمسر ہو گیا اور دونون آپسمین بھائی بند ہو گئے ہین بیت

گر نگشتے کرمت حامئے اصناف امم ۔۔۔ احتسابت نشدی عامل معزول نمائے

یعنی اے ممدوح تیرا کرم اگر حامی خلق اللہ کے انواع و اقسام کا نہوتا تو احتساب تیرا ایسا نہ معلوم
ہوتا کہ جیسے ایک عامل معطل اور معزول ہو اور کسی کے اوپر گرفت و گیر نکرے تیرا کرم ہی کہ
احتساب اُسکا مرہون ہی ــــ یہان پر لفظ نماے سے معنی فاعلی سوق مدعا نہین چاہتا
واز مترجم ــــ نمودن بمعنے دیدن و دیدہ شدن جیسا کہ بہار عجم مین ہی اور اسسے ظاہر ہی کہ یہ
فعل مبنی للفاعل اور مبنی للمفعول دونون طرح آتا ہی اور جب ایسے لفظ سے مرکب اسم و امر ہوتا ہی تو اسم پر
معنے فعل کے واقع نہین ہوتے جیسے فعل لازم مین مثلاً موج خیز جو بمعنے ظرف ہی یعنی وہ مقام
جہان موج اُٹھے پس معزول نماے کے معنے ہین جو معزول دکھلائی دے اور یہ مدعا کے موافق ہی
اور ترکیب اسم و امر کی محصور معنی اسم فاعلی مین نہین ہی مثلاً خانہ ساز اور جامہ کن اور پای بوس
کہ اول بمعنی اسم مفعول اور دوم بمعنی ظرفیت اور سوم بمعنے مصدر ہی) بیت

زہر ما نگہ خود بمکد چشم بتان ۔۔۔ ہر کجا عدل تو از ظلم شود پردہ کشای

اس بیت مین مفہوم مصرع دوم کا مبتدا ہی کہ موخر واقع ہوا اور مضمون مصرع اول خبر اُسکی مقدم ہی
(یعنی مصرع ثانی شرط ہی اور مصرع اول جزا اُسکی ہی) اور لفظ بمکد فعل اور چشم فاعل یعنی اے ممدوح جہان
کہین تیرا عدل ظلم کا پردہ فاش کرے معشوق کی آنکھ جو ظالم بیباک ہین تیرے عدل کے ڈر سے
سانپ کا زہر اپنی زہریلی نگاہ سے چوس لے) ــــ

قصیدہ در نعت سرور دین صلے اللہ علیہ وسلم گفتہ بیت

نہ شہد لطف کزو کام جان شود شیرین ۔۔۔ نہ وعدہ کہ گلوی گمان شود شیرین

یہ شیرین قصیدہ نعت مین جناب سرور دین صلے اللہ علیہ و اصحابہ و آلہ وسلم مین لکھا ہی اور اس
بیت کے یہ معنی ہین کہ معشوق سے نہ مہربانی کا شہد حاصل ہوتا ہی کہ جان کا منہ میٹھا ہو اور
نہ وعدہ ہی کہ گمان کا گلا اُس سے شیرین ہو چونکہ وعدہ گمان کے گلے کو میٹھا نہین کر سکتا شہد کا
لفظ جو پہلے مصرع مین ہی وعدہ پر مقدر ماننا چاہیے کہ نہ شہد وعدہ کا ہی کہ گمان اُس سے شیرین

کام ہوا اگرچہ وعدہ معشوق خمیر یا یہ شیرینی کا ہی تقدیر لفظ شہد کے لیے وجہ موجود نہین مگر لطف کوکہ جو زیادہ وعدہ سے شیرین ہا شہد کے ساتھ ذکر کیا ہی اور وعدہ دونون احتمال ہین وفا اور عدم وفا کی ہی اسی طرح گمان کے بھی دو طرف ممکن ہین پس مناسبت اتحاد خاصیت مین پائے گئے۔ (از مترجم۔ شارح علیہ الرحمہ نے تقدیر اُس لفظ شہد کی جو مصرع اول مین ہی لفظ وعدہ پر دلیل کے ساتھ ثابت کی ہی مگر اسکی حاجت ثبوت کی نہ تھی اگر لطف مین تشبیہ ہی تو وعدہ مین استعارہ ہی جسپر لفظ شیرین دال ہی اور پایا جاتا ہی کہ وعدہ کو کسی میٹھی چیز سے معنیٔ تشبیہ دی ہی اور استعارہ مین اگر ایسی شرط ہو تو ہر ایک جگہ موقع نہ ملیگا جیسا کہ اس بیت کے مصرع اول مین کہ مصرع ثانی پر واقع ہی لفظ شہد اتفاقاً آگیا) بیت

فغان ز زہرہ فروشندہ غمزۂ کو را ز جوشش جان در و بام دکان شود شیرین

زہر فروشندہ صفت غمزہ موصوف کی ہی اور غمزہ زہر فروش سے فریاد کرنے کی وجہ یہ ہی کہ وہ بیچتا تو زہر ہی اور خریدار اسکی اسقدر شیرین ہی کہ عشاق کی جان اُس تلخی کی خریداری کی خواہش سے اسقدر ازدحام کرتے ہین کہ دکان کے تمام در و دیوار مٹھائی کے کھلونے بنگئے ہین اور یہ ظاہر ہی کہ جان کی شیرینی سب شیرینیون سے زیادہ ہی۔ بیت

دمی کہ شوق لب او دلم بجوش آرد ز نالہ ام دہن آسمان شود شیرین

اس بیت مین مبالغہ معشوق کے لب شیرین کا ہی کہ جسوقت اُسکے شیرین لب کا شوق میرے دل مین جوش کرتا ہی اور نالہ اُسکے شوق مین دل سے نکلتا ہی آسمان تک کے منھ کو شیرین کر دیتا ہی اور بنظر لفظ شیرین دہن آسمان کا ذکر کیا اگر بجائے اُسکے گوش لاتا تو استعارہ تخییلیہ پورا ہوتا اور ہرچند اُس صورت مین بھی کلمہ شیرین کا بیکار رہتا ہی مگر ظاہر ہی کہ مظروف شیرین کسیقدر ظرف کو شیرین کر سکتا ہی یہ کیفیت خالی از مسامحت اور مجاز سے نہین ہی۔ بیت

ز لبس چو جور و ملک بازبان شہد بود خدنگ غمزۂ او در کمان شود شیرین

اس بیت مین مبالغہ تیر غمزہ کی شیرینی کا ہی اور ظاہر ا ترکیب بیت کی ایسی معلوم ہوتی ہی کہ مصرع اول مین بود فعل اور مصرع دوم مین خدنگ فاعل اُسکا ہی۔ خدنگ غمزہ محکوم علیہ اور تمام مصرع اول اُسکے لیے محکوم بہ کہ مقدم واقع ہوا اور کلمہ در کمان شود شیرین کا محکوم ہی اور جور و ملک بازبان شہد مشبہ بہ اور خدنگ غمزہ مشبہ یعنے اُسکے غمزہ کا خدنگ ازبسکہ حور و ملک کے مثل بازبان شہد ہی قبل اسکے کہ خانہ کمان سے نکلے جان سے سیر یعنے عاشقون کے منھ مین شیرین معلوم ہوتا ہی

اور اب استعارہ بالکنایہ پورا ہوا کسواسطے کہ ثبوت شیرین کا خدنگ کے لئے اُسی کیفیت سے ہے
کہ حور و ملک کی زبان کو اسواسطے کہ حور اور ملک کی زبان اس درجہ شیرین ہے کہ بات کیے بغیر شیرین
معلوم ہوتی ہے مگر خدنگ کو غمزہ کے ساتھ مقید کیا اگر کمان کو بھی مقید کر سکتا خوب ہوتا اسطرح کے
استعارہ لفظی کو استعارہ معنوی کے ساتھ بدل دیا جاتا ہے ۔ (از مترجم) اس بیت کا دوسرا نسخہ
یہ ہے کہ ؎ زبوس حور و ملک چون زبان شود شیرین ۔ خدنگ غمزہ او و کمان شود شیرین بیت

برآستانہ طبعش کسے کہ سجدہ کند　　زنور ناصیہ اش آسمان شود شیرین

چونکہ طبیعت کی تعریف شیرینی سے بھی کی ہے اس بنا پر مصنف کہتا ہے کہ ممدوح کی طبیعت کے آستانہ پر اگر
کوئی سجدہ کرے اُسکی پیشانی آستانہ پر لگانے سے ایسی شیرین ہو جاے کہ نور ناصیہ تمام آسمان کو
شیرین کر دے کسیقدر نسبت نور کی لفظ شیرین کے ساتھ بظاہر کہ ذوق مین تلخی دیتی ہے برابر اقی اور حیکب
اُسکی اگر ہوتی خوب تھا ۔ بیت

اگر نہ مصدر ذات تو بود چگونہ قضا　　لبش ز زمزمۂ کن فکان نشود شیرین

مبالغہ اپنے سخن کی شیرینی مین کرتا ہے یعنے اگر ظاہر کے موتیون کی لڑی کو اپنے سخن مسلسل کے برابر کرون تو میری نظم کی
نسبت برابری سے لڑی مین وہ اثر پیدا ہو کہ ڈورا ان موتیون کی لڑی کا شیرین ہو جا ۔ بیت

بکام قافیہ سنجان ز لذت سخنم　　سزد کہ قافیہ شایگان شود شیرین

سب جانتے ہین کہ قول کن فکان تمام اشیاے موجودات کا مصدر ہے اسواسطے کہتا ہے کہ تیری ذات کا صدور
کن فکان سے نہوتا تو قضا کا منھ کن فکان کے کہنے سے کیون شیرین ہوتا ۔ بیت

اگر بگوہر منظوم منظم خود سنجم　　ز چاشنی گہر ریسمان شود شیرین

شایگان ایک عیب ار قافیہ کا نام ہے اور وہ ایطا کی قسم سے ہے اور ایطا قافیون کے عیوب سے ہے جیسا کہ قافیہ کے بیان مین
مفصل مذکور ہے اور ایطا دو قسم ہے ایک ایطای خفی دوسرا ایطای جلی ایطای خفی وہ ہے کہ تکرار حرف آخر ظاہر نہو جیسے
دانا اور بینا اور ایطا جلی وہ ہے کہ وہ تکرار ظاہر ہو جیسے الف نون جمع کا یاران اور دوستان کے قافیہ مین ہے
معنے بیت یہ ہین کہ شعرا کے مذاق مین قافیہ شایگان [illegible] ہے میرے سخن کی لذت سے شیرین معلوم ہو ۔ بیت

چگونہ شیرین نگردد [illegible] دوست لبت　　[illegible] لب معنی چنان شود شیرین

از روے ترکیب [illegible] شیرین [illegible] دوست سے مشبہ ہے اور لب معنی کا شیرین ہونا کلک سے
مشبہ چنان حرف [illegible] تشبیہ [illegible] اسواسطے ہے اس قسم کی تشبیہ اُس محل پر لاتے ہین کہ مخاطب کو
حال مشبہ پر آگاہ کرے اور سبب تشبیہ ذہن آشنا مخاطب ہو جائے اور معنے ظاہر ہین

تکمیل تا کی ملتزمی

قصیدہ در مدح اکبر بادشاہ گفتہ بیت

کجا حسن شود با تو همعنان نرگس ‏ ‏ ‏ ‏ تو چشم عالمی و چشم بوستان نرگس

یہ قصیدہ اکبر شاہ کی مدح مین لکھا کمال اصفہانی کی تتبع سے جسنے اسی ردیف و قافیہ مین قصیدہ کہا اور مطلع قصیدہ کمال کا یہ ہی سہ بنز دکہ تاجور آید بہ بوستان نرگس ٭ کہ نیست بر جہان تاج جہان نرگس ٭ معنے یہ ہین کہ نرگس تیری خوبی کے برابر کہان ہو کہ تو جہان کے لیے چشم ہی اور نرگس فقط بوستان کے لیے آنکھ ہی ـ بیت

نهاد چشم تو مسند بہ پیشگاہ بہشت ‏ ‏ ‏ ‏ اگر بزیر نگین یافت بوستان نرگس

مصرع دوم شرط اور اول جزا کہ مقدم ہی یعنے اگر نرگس نے باغ کو اپنے زیر نگین کیا یعنے اپنے تصرف مین لائی ہی تیری چشم نے سرداری اور بزرگی سے بہشت کے صدر مین مسند تکیہ لگایا ہی بیت

بعالم آمدہ خسرو برنج زر درکف ‏ ‏ ‏ ‏ ز جہل نام نہادند سادگان نرگس

خسرو بادشاہ عجم کا نام ہی کہ مداین اسکا پایہ تخت تھا اسے پرویز بھی کہتے تھے چونکہ اسکے ہاتھ مین رعشہ تھا اس غرض سے کہ غیر کو اس سے اطلاع نہو سونے کا ایک ترنج بنا کر ہمیشہ ہاتھ مین رکھتا اور فندق کی طرح جو لڑکون کے ہاتھ مین ہوتے ہین گھمایا کرتا اور آہستہ آہستہ جنبش دیتا بعضے عقلمندون نے اسمین تصرف کرکے تجویز کی کہ سونے سے ہاتھ مین بو آجاسے گی اگر عطریات عود و عنبر وغیرہ سے ترنج بنا کر ہاتھ مین رکھین تو مناسب ہی تب سے وہی معمول ہو گیا اور اسکو دست افشار پرویز کہا کرتے ہین ـ حاصل معنی یہ کہ نرگس زردی کے اعتبار سے کہ اسمین ہوتی ہی گویا خسرو ہی کہ سنہری ترنج اسکے ہاتھ مین ہی نادان آدمیون نے کم عقلی سے نرگس اسکا نام رکھدیا ـ بیت

سگی شراب گہی شربت بنفشہ خورد ‏ ‏ ‏ ‏ ز جام لالہ کہ شوخ ست و ناتوان نرگس

اس بیت مین رعایت لف و نشر مرتب کی ہی کہ شوخ کے مناسب شراب ہی اور ناتوان کے مناسب شربت بنفشہ ہی ـ بیت

زبان طعنہ سوسن ز کام چون نکشید ‏ ‏ ‏ ‏ اگر نہ زردی چمن دید در میان نرگس

نکشید فعل منفی اور نرگس فاعل اور ندید بھی فعل منفی ہی اور لفظ چون کا سوال ہی اور کلمہ اگر نہ زردی چمن دید اسکا جواب ہی یعنے نرگس نے چمن پر نظر کی اسلیے سوسن کی زبان طعنہ گدی سے باہر نہین نکالی کہ زبان کی نسبت سوسن کی طرف ظاہر ہی اور صاحب زبان کی طعنہ زنی بھی واضح پس گویا سوسن نے خام طمعی سے نرگس کے حق مین طعنہ زنی کی ہی چونکہ بساط چمن کے حاشیہ نشینون سے تھی نرگس نے چمن کا منہ کرکے اغماض کیا بیت

اگرچہ ساختہ خورشید را عیان نرگس چمن ز سایۂ سنبل بزار شب دارد

اس بیت مین مُلا عرفی نے سایہ سنبل کی تعریف کا قصد کثرت سنبل سے کیا اور خورشید نرگس کو اُس سایہ کے شب مین چھپا دیا کہ اگرچہ کا لفظ اُسپر واضح دلیل ہے مُلا کی سہو فکر سے ہے کہ تعریف نرگس کے موقع پر مبالغہ تعریف سنبل مین کیا ﴿از مترجم﴾ یہ اعتراض شارح کا مُلا عرفی پر درست نہین ہے اسواسطے کہ قصیدہ اکبر بادشاہ کی مدح مین ہے نہ کہ نرگس کی مدح مین لیکن اس قصیدہ مین لفظ نرگس ردیف واقع ہوا ہے اسواسطے جسطرح ہو سکتا ہے مُلا موصوف اُسکے مضامین کو ہر ایک شعر مین لکھتا ہے اور اگر تمام قصیدہ مین تعریف نرگس کی پیش نظر مصنف کی ہوتی تو بیت آئندہ مین کیا تاویل ہو سکتی ہے ؎ خیال کج روِیش سایہ بر دماغ افگند + کش اوفتادہ ز سر مغز در دہان نرگس + ملاحظہ ہو کہ قیاس شارح صحیح ہے یا قول راقم ترجمہ کا بیت

سحر کہ دیدۂ گردون بہ شش جہت باز است کند بشعبدہ تقلید آسمان نرگس

دیدہ گردون سے کواکب مراد ہو سکتے ہین اور دیدہ گردون سے آفتاب بھی ارادہ ہو سکتا ہے بنا بر تقدیر اول پر جب کہ دیدہ گردون سے کواکب مراد ہین خصوصیت سحر کی سبب طرف آنکھ کھولنی مین اسلیے ہے کہ شام کے وقت بخارات کے ذریعے مانع زیادہ دیکھنے آسمان کے ہوتے ہین اور صبح کے وقت شبنم سے گرد اور بخارات بیٹھ جاتے ہین اور ستارے خوب چمکدار نظر آتے ہین پس نرگس آسمان کی تقلید بشرط کیفیت صدر کرتی ہے اور بیشک نرگس کے پھول ایسے ہی معلوم ہوتے ہین ــ بیت

لباس خضر بپوشید طاس بازی کرد ز نجکان مشعبد دہد نشان نرگس

طاس بازی ایک طرح کا کھیل ہے کہ بھانمتی لوگ کھیلتی ہین چنانچہ دو ورق طاس کے ہاتھ مین لیکر ہر ایک طاس کو باری باری سے ہوا مین اُڑا کر پھر ہر ایک طاس اوپر لیک لیتے ہین کہ ایک ان دونو مین سے زمین پر نہ گرے ــ لباس خضر کہ سبزی ہے نرگس مین متحقق ہے اور زرد کاسہ کہ بیچ اُسکے ہے گویا کہ طاش بازی کرتی ہے پس نرگس کو باوجود سبز پوشش کی بازیگر بھانمتی کہ سکتی ہین بیت

چو غنچہ کیسہ پر از زر کن اے چمن کہ دگر رساند بر در دروازہ کاروان نرگس

کلی کی طرح ہمیانی اشرفی سے بھری ہے کہ زیرہ اسمین جمع ہے پس چمن کو رغبت دلاتا ہے کہ اسباب کے خرید کی طیاری کرو کہ نرگس کا کاروان آ پہونچا ــ بیت

خیال کج روِیش سایہ بر دماغ افگند کش اوفتادہ ز سر مغز در دہان نرگس

اسکی کجروی نے شاید عرفی کے دماغ پر سایہ ڈالا ہی کہ نرگس کے سر اور دہان مین فرق نہین کیا اور انمین سے ایک سر یا دہان کو نرگس کے واسطے ثابت کر سکتے ہین مگر یہ تاویل کیجاے کہ مغز سر مین ہوتا ہی اور اسکا مغز منہ مین ہی پھر دماغ کی قید پہلے مصرع مین اس تاویل کو بھی نہین چاہتی مگر یہ کہ وہ بھی تاویل کیجاے کہ دماغ سے وہ حیثیت لین اور ضمیر شین مصرع اول و دوم مین اضمار قبل الذکر اور عائد نرگس کی طرف ہی ابیات

اگر بصحن چمن فی المثل شجاعت او   دہد نہیب کہ ہین یاسمین و ہان نرگس

چو عکس لالہ زند یاسمین در آب آتش   چو شاخ بید کشد خنجر از میان نرگس

یعنے ممدوح کی شجاعت اگر نرگس اور چنبیلی کو حملہ کرنیکے تکلیف دی تو چنبیلی حملہ کرے جس سے عکس لالہ کے مثال پانی مین آگ لگادی اور نرگس حملہ کے قصد سے شاخ بید کی طرح خنجر کمر سے کھینچے اور شاخ بید کی پتی خنجر کی صورت ہوتی ہین اور نہیب امالہ نہاب کا ہی اور معنے اسکے غارت کرنا — بیت

سیاست تو جہان را برنگ و بو دارد   ز خستگی ست چنین خرم و جوان نرگس

تیری سیاست اور تیرا انتظام جہان کو تازہ اور خوش رکھتا ہی اس سبب سے نرگس کی خستگی اسکی خوبی کے باعث ہی اور یہ دلیل واضح ہی کہ تو جہان کو تازہ رکھتا ہی — بیت

ز نہجر دست تو جدول مگر بریدہ کہ ہست   بجای آب ز فوارہ زر فشان نرگس

بریدہ فعل اور نرگس فاعل اور جدول مفعول ہی ہست حکم ہی اور نرگس محکوم علیہ اور زر فشان حیثیت حکم اور فوارہ اسکے قلم سے مراد ہی اور زر فشانی زردی اور سپیدی مثل نقرہ کے ہی — بیت

ز باغ لطف تو گلہا دمد کہ مے چیند   فضالہ چین نگران سوسن از میان نرگس

فضالہ چین مالی باغبان ہی اس واسطے کہ زائد روئید گی جو بغیر بوئے پیدا ہوتی ہی اس اندیشہ سے کہ پھولون کو نقصان کریگی نکالکر باہر پھینک دیتا ہی — کہتا ہی کہ تیری مہربانی کے باغ مین وہ پھول پیدا ہوتے ہین کہ باغبان کنارون سے سوسن کو اور بیچ مین سے نرگس کو نکال ڈالتا ہی بیت

مبارزان ترا ز اشتیاق چہرہ و چشم   ز تیغ لالہ برون آید از سنان نرگس

تیرے سپاہیون کو بسبکہ چہرہ شگافی اور چشم دوزی کا شوق ہی تو تلوار سے لالہ پیدا ہوتا ہی اور سنان سے نرگس نکلتی ہی کہ ہم شکل دونون دونون کے ہین بیت

دیار خلق تو بی فصل آنچنان کہ خرند   برای بزم گلخن ز باغبان نرگس

یعنے تیرے خلق کا شہر موسم بغیر ایسا گل خیز ہی کہ نرگس کی خرید باغبان سے گلخن کے لیے کرتے ہین —

قصیدہ در نعت عرض کردہ وجواب حکیم خاقانی ربیت

دل من باغبان عشق وحیرانی گلستانش   ازل دروازہ باغ وابد حدخیابانش

یہ قصیدہ نعت مین عرض کیا اور حکیم خاقانی کا جواب کہا اور اعمال الجواہر اُسکا نام رکھا اکثر عزیزون نے تتبع کیا ہی مگر جواب شایستہ اُسکا حضرت امیر خسرو نے لکھا کہ اُس قصیدہ کو مرات الفقہا کہتے ہین چنانچہ مطلع اُسکا یہ ہی ؎ دلم طفل ست وپیر عشق استاد زبانداںش + سواد لوح سبق وشام گنج دبستانش + مطلع ملا عرفی کے معنے یہ ہین کہ میرا دل باغبان عشق ہی اور حیرانی اُسکا باغ ہی یعنے دل عشق کا باغبان ہوا تو حیرانی کے سوا دوسرا باغ اُسکے لایق نہین ہی اور ہوسکتا ہی کہ ضمیر شین پہلے مصرع مین عشق کی طرف راجع ہو بہر تقدیر باغ ذکر گلستان کے پیچھے عجب ہی مگر شاید اُسمین تاویل نسبت جزو کے کل کے ساتھ کیجاے حاصل یہ کہ ازل جسکی ماہیت لا بدایہ لہ ہی عشق کے باغ کا دروازہ ہی اور ابد جسکی حقیقت لانہایۃ لہ ہی اوس باغ کی کیاری ہی۔ بیت

گلے کز خرمی وی را بخندانند چو فروردی   نہ آن گل کز وداع شاخ گریانند زمستانش

عشق کے باغ کا پھول ایسا کہ ہمیشہ کی شگفتگی سے دی کو جو خزان کا مہینا ہی مثل فروردی کہ بہار کا مہینا ہی خندان اور شگفتہ کردے نہ ایسا پھول کہ سردی کا موسم اُسکو شاخ سے علاحدہ کردے یعنے زمین عشق کی نباتات فنا نہین ہوتی اور گلے مین یاے صفت ہی بیت

اگر سر ہواگرد دکسی بادی دران وادی   کہ گر در چہ فتد ہمدرد باشد ماہ کنعانش

ترکیب مین گرد فعل اور لفظ کس فاعل اُسکا اور کلمہ سر در ہوا حیثیت فعل اور بادی کے لفظ سے آخر مصرع دوم تک جزاے شرط اور کاف دوسرے مصرع مین حرف بیان اور کس پہلے مصرع مبتین اُسکا اور ہوسکتا ہی کہ وادی اسکا مبتن ہو اور ضمیر شین کس کی طرف راجع ہی اور ماہ کنعان کنایہ یوسف علیہ السلام سے ہی خلاصہ معنی کا یہ ہی کہ اگر کوئی آوارہ یعنے صاحب عشق ہو اور عشق کے جنگل جانا چاہے کہ اُس جنگل مین ہو کہ عشق کے صدمے سے اگر وہ کنوئین مین جا پڑے یوسف اُسکا رفیق غمخوار ہو اور سمجھو کہ یوسف ایسا پورا چاند حسن کا ہمدرد ہو اُسکا رتبہ عشق مین کسقدر ہو گیا بیت

بہوج اللہ بخندانند حسن آفتاب تا   مگر بینند گریانش مگر یابند بریانش

ترکیب مین بخندانند فعل اور قضاو قدر فاعل اُسکا اور حسن آفتاب مفعول اور مگر کا لفظ مفید معنی استثنا کا ہی اور کلمہ بینند گریان مستثنے الا حبلہ منفیہ کا مضمون مقصد مستثنی منہ ہی اور ضمیر شین

راجع ہے جانب عیسے علیہ السلام کے یعنے جب تک عیسے کو گریان اور بریان نہ دیکھین ہمارے
آفتاب کے حسن کے دیکھنے کے قابل متصور نہون — بیت

کسے کز علم منطق دم زند بی عشق نشاید — کہ لشماری بدون انتساب فصل حیوانش

بدن انسان کا جنس حیوان مین داخل ہے اور جب فصل یعنے ناطق حیوان کے ساتھ ذکر کرین
انسان غیر انسان سے علاحدہ اور ممتاز ہوا و معنے یہ کہ جو شخص علم منطق کا دعوی عشق بغیر کرے
باوجودیکہ جنس اُسکی فصل سے نسبت رکھتی ہو یعنے اسکو حیوان ناطق کہتے ہون اُسے حیوان
مطلق سمجھنا چاہیے پس معلوم ہوا کہ عشق ایسی فصل ہے کہ انسان کو افراد حیوان سے باہر لاتی ہے
اور ضمیر شین کی کسے کی طرف راجع ہے — بیت

محبت درس معنی گوید افلاطون مطلب کو — کہ صغری خندد و کبری فرو گرید بہ برہانش

علم منطق مین صغرے اور کبرے دو قضیہ یعنے دو جملہ ہین کہ چارون شکل برہان کے مادہ ہین حاصل
معنے یہ ہے کہ محبت معنے از حقیقت کا وعظ کہتی ہے مطلب کا افلاطون کہ وہی مطلب ہے کہان ہے کہ
مقدمہ صغرے اُسکے مزخرفات پر ہنستا او تمسخر کرتا ہے اور مقدمہ کبرے کا اُسکے قبول نکرنے کی حالت
دیکھکر روتا ہے خلاصہ یہ کہ جہان محبت بیان معنی فرماتی ہے مطلب جو ایک افلاطون ہے مجہول اور
نارسا ہے اور ترک مطلب جو سبق محبت کا ہے مثل مطلب در مقصود کی ہے اور بعضے نسخون مین
افلاطون اور مطلب کے درمیان واو عاطفہ دیکھا گیا اس صورت مین افلاطون اور مطلب مراد
ہونگے او پہلی تقریر بہتر معلوم ہوتی ہے واللہ اعلم راز مترجم نسخہ اول صحیح ہے بیت

بر نجوری کسی ارزد کہ بر گہ مرگ از لذت — در الن مردن بود صاحب غرض اصد عید قربانش

یعنے بیماری کے سزاوار وہ شخص ہے کہ جب وہ مرے اُسکے مرنے مین ماتم کے زیادہ لذت وار ہونے
سے سو عید الضحے اُسکے ماتم دار ہون یعنے عید قربان ایک بڑا دن ہے جان سے گذرنے کی کیفیت
جو ہمیشہ کی خوشی ہے اُسمین موجود ہے اس معنی مین لذت کے کلمہ کو دوسرے مصرع سے نسبت
دینی چاہیے بیت

بران شاید کشودن چشمہ معنے کہ چون برنی — فشانی قطرۂ ذوق افگند در قعر عمانش

یعنے معنی کا چشمہ اُس شخص پر جاری کرنا چاہیے کہ جو ایک قطرہ چشمے کا اُسپر گرایا جاے تو اُس قطرہ کا
ذوق دریا کے قعر مین اُسے ڈالے یعنے جز کے دریافت سے کل کا جویا او متفحص ہو بیت

چو نازش تیغ بردارد چہ جاے سدرہ دلجوئی — کہ گرد عرش و کرسی صرف تا بوشہید انش

یعنے اُسکی ناز کی تلوار اسقدر عاشقون کو کثرت سے قتل کرے کہ عرش اور کرسی اُس تیغ سے مارے ہوؤن کے تابوت مین خرچ ہو جائین سدرہ اور طوبے کا کیا ذکر ہی اور زیادہ اور عظیم ہونا عرش اور کرسی کا سدرہ اور طوبے کی نسبت مقتضی ہی کہ اُسکی تیغ ناز کے کشتہ کثرت سے ہین اور اُن کشتون کی عزت کی طرف بھی اشارہ ہی کہ جنکے تابوتون مین عرش اور کرسی خرچ ہون ﴿بیت﴾

فشاندم چون ازل گردی ز دامن این نشان بینم کہ نامش عالم ست و می کشند در دیدہ خاقانش

یعنے عالم جو بادشاہون کی آنکھ مین جگہ کیے ہوئے ہی اور اُنکے دلون مین عزیز ہی وہ ایک گرد ہی کہ مین نے روز ازل مین اپنے دامن سے جھاڑ ڈالی تھی ای پہلے ہی اُسکو ترک کر دیا تھا۔ ﴿بیت﴾

ببال عافیت تا کی بہ پرواز آوری دل را بہل کن تا باوج زمہریر آریم پرشانش

یعنے عافیت کے زور بازو سے دل کو پرواز دینا اہل سلامت کی عادت ہی نہ ارباب عشق کی پس کہتا ہی چھوڑ دو اُس پرند کو تا کہ اوج زمہریر مین لیجا کر اُسے پژمردہ او ہلاک کر دون جو پرندہ کہ زمہریر کی بلندی تک پہونچے ظاہر ہی کہ افسردہ اور مُرجھا جائیگا اور کلمہ بہل کا خود امر ہی لفظ کن کا حسن نہین رکھتا اور بعضے نسخے مین باوج کی جگہ ز اوج اور بجاے پرشان کے بریان لکھا ہی درینصورت اوج زمہریر سے کرہ اثیر یعنے کرہ آتش مراد لینا چاہیے کہ زمہریر سے اوپر ہی ﴿از مترجم﴾ ـ زمہریر سے اثیر مراد نہین ہو سکتا دونون کرہ جداگانہ اور باہم ضد اور مخالف ہین اور بحل حاے حطی سے ہی بار ہوز سے تحریف کاتب کی ہی جو اصل اُسکی بار ہوز سے ہو جیسا کہ صاحب غیاث اللغات نے اسکی تحقیقات کی اور صاحب بہار عجم نے لکھا ہی کہ بحل بکسر اول و فتح دوم بخشیدن خون و جرم آن و بالفظ کردن مستعمل با اشرف سے خون مُلم خوردی و کردم حلال + جان ز تم بردی و کردم بحل + انتہی ـ میرے نزدیک توجیہ شعر کی یہ ہی کہ عافیت یہان پر مقابل عشق ہی اور کرہ زمہریر شدید البرودہ ہی یعنے امن امان اور عافیت اور سلامت کے بال و پر سے دل کب تک اوڑاتا اور صدمات ہلاکت سے بچاتا رہیگا اور کیا حاصل تجھے اس عمل سے ہوگا مجھے خون معاف اُسکا کر دو اور پھر دیکھو کہ عشق کی سوزش سے وہ حرارت دل مین پیدا کر دون کہ ایک دفعہ بلندی کرہ زمہریر پر چڑھ جاے تو وہان سے بھی جل بھنکر آے ﴿بیت﴾

پریشان دیدہ این کوی میدان مجازی را زبام ہوش سر برکن کہ رنگین میدہم شانش

ارباب غفلت کو حال دنیا سے آگاہ کرتا ہی کہ اُسے تو نے پریشان دیکھا ہی کبھی ہوش و حواس اور غور سے نگاہ نہین کی عقل کے بالاخانہ پر چڑھ کر دیکھ کہ اس عالم ظاہر کو رنگین دکھلاتا ہون اور یہ ہنسی اور تمسخر کی راہ سے کہا ہی ﴿از مترجم﴾ ـ فقرہ آخر خلاف قرینہ مقام اور مضمون بیت بالا ہی اور یہ کلام ہرگز نہین بلکہ

جدا ہی کما لا یخفی — بیت

امام شہر یعنے ہادی ہادر دم مردن　　شہادت بر زبان راند مبارکباد ایمانش

زمانے کے مرشد کہ ریاکار ہین لوگون کو گمراہ کرتے ہین اُنکی ہجو کرتا ہی اور طعنہ سے کہتا ہی کہ مرتے وقت کلمہ پڑھتے ہین اور ایمان اُنھین مبارکباد دیتا ہی — بیت

لب داؤد دستی می نہد بر سینۂ نغمہ　　دل تنگم ہمانا گر دلب بگر دو افغانش

داؤد کا ہونٹھ نغمہ کی چھاتی پر ہاتھ رکھتا ہی یعنے اُسے چپ کرتا ہی کہ میرے دل تنگ کے ہونٹھون پر افغان اور شور جوش کر رہا ہی اور داؤد باوجود خوش الحانی کے چپ ہوکر سننے کی طرف مائل ہی اس بیت مین دست لب ایسا استعارہ ہی کہ معنے کے منھ پر طمانچہ مارتا ہی — بیت

سلامت راند استیلی بر سکشید شاہے　　کہ فرمان میرود در کشور دلہای ویرانش

نیستی کا قبول کرنا اُس بادشاہ کا کام ہی کہ ویران دلون کی ولایت کا حاکم ہی اور دلہاے ویران سے مراد اولیا ہین اس اعتبار سے کہ محبت دنیا سے خالی ہین ۱۲ از مترجم — شاہ سے مراد عشق ہی اور دلہاے ویران سے دلہاے عشاق جنمین معشوق کے سوا اور کچھ نہین اور معنی یہ ہین کہ عشق سلامتی کا دشمن ہی جہان اُسکو دیکھے نیست اور نابود کر دیتا ہی — بیت

دلت ریش ست روز بخیر الماسش بہر مونہ　　مکن در گشت عیش آباد و شادو شن در مانش

مشفقانہ نصیحت کرتا ہی کہ اگر دل زخمی ہی الماس سے کہ وہ رنجوری پسند کے زخم کا مرہم ہی زنجیر اُس دل کی ہر ایک بال مین ڈال یعنے خوب ہلاکت مین لا اور عیش آباد کی سرای مین کہ تن پرستان عافیت دوست کا مقام ہی علاج قبول کرینگے شفاخانہ مین نہ لاؤ اور گشت فارسی کاف سے سیر کے معنے ہین — بیت

ز ایمان گر دلت آسیب یابد بدیر ش بر　　کہ بر بندد حرز کفر بر بازوی ایمانش

یعنے ایمان سے اگر تیرے دل کو صدمہ پہونچے تو بت خانہ مین اُسے لیجا کہ تعویذ کفر کا اُسکے ایمان کے بازو پر باندھ دین اور آسیب سے نجات اور شفا دین کس واسطے کہ کفر عشق حقیقی بہتر اسلام ریائی سے ہی اور اس بیت مین ملا عرفی نے آسیب زدون کی سی بات کہی ہی یعنے مناسبت تھا کہ تعویذ کو آسیب زدہ یعنے دل کے بازو پر باندھ دیتا اور اُسنے آسیب زدن یعنے ایمان پر باندھا ہی ۱۲ از مترجم — ایمان بالفتح سوگندہا و قوتہا ۱۲ منتخب یمین خلاف یسار و قوت و سوگند ایمن و ایمان جمع ۱۲ صراح ایمان بالفتح سوگند یا قوتہا و دستہای راست ۱۲ غیاث میرے نزدیک اس بیت کا

قافیہ ایمان بالفتح جمع یمین بمعنے دست راست کی ہی جسپر تعویذ باندھتے ہین نہ ایمان بالکسر اور نہ ایقان جو
شارح نے بیان کیے اور ایمان صیغہ جمع بمعنے یمین مفرد کے لینا چاہیے جیسے کہ صیغہ جمع بمعنے مفرد
فارسی مین مستعمل ہی یا کہ اطلاق اسکا بصیغہ جمع یمین ویسار دونون پر تغلیباً ہو جیسے شرقین اور مغربین
اگر بجاے لفظ ایمان ایقان ہو تو بہت خوب ہی یہ شاید تحریف کاتب ہی — **بیت**

بمژگان رخنہ در کشتی کن از طوفان تنک تابش … دران دریاے بی ساحل کہ تسلیمست پایابش

یعنے اگر دریای طوفان مین کہ محل ہلاکت ہی جوش کم ہو تو کشتی مین پلک سے سوراخ کر اور یہ غیر ممکن ہی
یعنے ہر چند ڈوبنے کا امکان نہووے پھر بھی اپنے تئین غرق کر دے اس دریاے ناپیدا کنار مین جسکا

پایان تسلیم ہی اور وہ دریاے معرفت ہی — **بیت**

دل از حسن عمل بستان و بشکن بر کف عصیان … بعصمت ہر کہ نازد معصیت دان ترک عصیانش

یعنے دل کو حسن عمل سے اٹھالے یعنے غرور سے اسکو خلاصی دے غرض ہر چند دل نیک کام کرے
اسپر بھروسا نکر اور گناہ کے ہاتھ مین اسکو شکستہ کر یعنے گناہ کی تہمت اسپر رکھ اسواسطے کہ جو شخص
پاکدامنی اور پارسائی پر افتخار کرے ایسی عصمت خود گناہ ہی **بیت**

بنوش آن می کہ گر آئینہ گردد کفر و ایمان را … بچشم ہم امام و برہمن گردد حیرانش

یعنے شراب پیے تو ایسی شراب پی کہ اگر کفر اور ایمان کے لیے آئینہ بنے تو امام برہمن کی آنکھ مین
اسکی حیران ہووے اور امام برہمن کی آنکھ مین حیرت زدہ ہوجاے یعنے نشہ کے اثر سے کفر و
ایمان کی ماہیت اسپر روشن ہوجاے اور جانین کہ دونون کا منظور نہین — بچشم ہم یعنے بچشم ہمدگر **بیت**

سفال از بہر می جستم درین ویرانہ ناگہ … خضر بر سنگ دلہا زد سبوی آب حیوانش

یہ بیت ابیات نعت مین واقع ہی اور بعضے نسخون مین مصنف کے ابیات فخریہ مین دیکھی گئی اور
اس صورت مین ضمیر شین بمعنے خود کسی چاہیے اور باقی تقریر معنی واضح ہی اور بتقدیر اول یہ معنی ہی
ہین کہ مین شراب کے لیے ٹھیکرا یعنے مٹی کی ٹوٹے برتن کا ٹکڑا تلاش کرتا تھا کہ اچانک اس خرابہ
مین حضرت خضر آئے اور سنگدلون پر حقیقت محمدی کی حقیقت کا گھڑا دے ٹپکا ای سخت دلان بیخبر
کو آبحیات سے زندہ دل کر دیا یعنے ہم بیخبر سفال کے تلاش کرنے والون کو گھڑا آبحیات کا دیا یہ سست
معنی بھی تکلف سے بناے جاتے ہین ورنہ جو کچھ ظاہر ہوتا ہی مصنف نے بیشک معنے کے موتی کو
پتھر پر مارا اور ٹھیکری کو موتی کی جگہ پرو دیا ہی (از مترجم) — یہ بیت موزون نعت مین نہین اور
نہ معنے اسکے درست ہوتے ہین پس نعت کے ابیات مین داخل ہونا غلطی کاتب ہی مصنف پر

الزام اسکا خلاف انصاف ہی اور بیت فخریہ ہی **بیت**

گلستانی ہمای فیض او در زیر پر دارد   کہ می نازد بزاغے ہدہد و روح سلیمانش

گلستانی مین یاے توصیفی ہی اور ہماے فیض مین اضافت بیانی اور یہ مرکب اضافی فاعل ہی دارد کا اور گلستان مفعول مقدم ہی اور زاغے مین یاے معروف مصدری ہی اور روح سلیمان مین اضافت لامی اور ضمیر شین کا مرجع گلستان ہی اور معنی یہ ہین ایسا باغ ممدوح کے فیض کا ہما اپنے پرون مین رکھتا ہی کہ اسکے زاغ ہونے پر ہدہد اور روح سلیمان کو افتخار ہی (از مترجم — گلستانی جو موصوف ساتھ یاے توصیفی کے ہی اسکی صفت مصرع دوم ہی اور ہماے فیض مین اضافت تشبیہی ہی نہ بیانی اور ضمیر شین جو راجع گلستان کی طرف ہی ترکیب مین مضاف الیہ زاغی کیا ہی) **بیت**

بہشتی نزہت گلگشت او دارد کہ ہر ساعت   ز طوبی باج میگیرد پی بازیچہ ریحانش

ترکیب اس بیت کی بیت سابق کے طرز پر ہی اور تقریر معنی کی یہ ہی کہ جناب پیغامبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیر اور تفریح کا ایسا بہشت ہی کہ ریحان اسکا کھیل کے لیے طوبے سے محصول لیتا ہی **بیت**

گل رحمت بود خود رو گیاہ گلشن طبعش   صف امکان بود حق ناشناس نعمت خوانش

یعنے رحمت کا پھول ایک خود رو گھانس ہی جو اسکی طبیعت کے باغ کی ہی اور چونکہ خود رو گھانس کثرت سے ہوتی ہی اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ ممدوح کی طبیعت مین رحمت کثرت سے ہی اور دوسرے مصرع مین کہتا ہی کہ موجودات ہستی اسکی حق شناسی کی استعداد نہین رکھتی اس سبب سے کہ اسکی نعمت نہایت درجہ افزونی پر ہی — از مترجم گلشن مین ہر طرح کے درخت عمدہ پھولون کے ہوتے ہین جنکی پرورش اہتمام سے ہوتی ہی اور گھانس ایک بیقدر روئیدگی ہی جسکو کوئی نہ بوتا ہی اور نہ کوئی اسکی پرورش کرتا ہی پس اس بیت مین رحمت کی صفت کو گھانس سے تشبیہ دینے مین یہ بھی ظاہر ہوتا ہی کہ جس باغ کی گھانس صفت رحمت ہی تو اسکے پھولون کے درخت کس قدر اعلے درجہ کے صفات ہونگے — **بیت**

ندارد سادہ تر زین بختیی کہ نظم لامکان سیرم   گذار قافیہ ہرگز نیفتادہ بسلمانش

اپنے فخر مین مصنف کہتا ہی سادہ ایک شہر ہی جہان سلمان ساوجی رہتا تھا اور لفظ زین بمعنے ہی اور لامکان سیر صفت نظم کی ہی یعنے میری نظم بلند سے جو لامکان کی سیر کرتی ہی شہر سادہ کو نصیب نہین ہوا اسواسطے کہ میرے شعر مین راہ تنگ سے گذار قافیہ کا سلمان پر نہین ہوا اور یہان

ضرورت مطلب کی بھی وارد کیے اور ضمیر شین راجع نظم کی طرف ہے۔(از مترجم) اس بیت مین تعقیدات کے سبب فہم معنی مین شاید دقت ہو اور تقریر معنے شارح بھی صاف نہین اسواسطے اصل عبارت متن کی لکھی جاتی ہے سادہ ازین بخشی ندارد کہ گذار قافیہ نظم لامکان سیر من بر سلمان ہرگز نیفتادہ است

قصیدہ در موعظت گفتہ است

شکست رنگ شباب و ہنوز رعنائے   دران دیار کہ زادی ہنوز آنجائے

یہ قصیدہ بھی مصنف نے خوب کہا ہے اور معنی ظاہر ہین کہ جوانی گئی اور تو اب تلک جوان اپنے تئین سمجھتا ہے اُس ملک مین کہ تو پیدا ہوا اور وہ غفلت اور نادانی ہے ابھی تک اسمین تو ہے یعنے تو بوڑھا ہوا اور لڑکائی کی غفلت کو تو نہین چھوڑتا۔ بیت

اگر در آئینہ بینی ز شرم زشتی خویش   بجاہ ویل درافتی و دیدہ نکشائے

یعنے اگر اپنے تئین آئینہ مین دیکھے تو اپنی بدصورتی کی شرم سے ایسا رم اور وحشت کرے کہ کنوئین مین دوزخ کے جسکا نام ویل ہے گرے اور پھر بھی تو آنکھ نہ کھولے کہ ایسا نہو پھر بھونڈی صورت نظر آجاوے۔ بیت

ہزار مغلطہ دارد در آستین زنہار   کلاہ گوشہ دانش بعشق ننمائی

یعنے عشق ہزار طرح کے فریب اپنے پاس رکھتا ہے اُسے ہرگز عقل کا کلاہ گوشہ نہ دکھلانا یعنے عقل کو عشق کے پاس نہ جانے دینا کہ عقل کو اُچک لیجائیگا اس بیت مین واعظون کے طریقہ پر نصیحت ہے کہ عقل کو عشق سے محفوظ رکھنا چاہیے۔ بیت

شکستہ اند دوا شان ہمان شکستگی ست   تو تندرستی و برمومیاے افزائی

یعنے کاملون نے اپنے تئین توڑ ڈالا ہے اور اپنی شکستگی کا علاج نہین کرتے بلکہ زیادہ شکستگی چاہتے ہین اور تو اے نادان تندرست ہے اور تن پروری کے شوق سے مومیائی کا نلے ضرورت استعمال کرتا ہے۔ بیت

سپہر بیضہ عنقا بود کنون دریاب   کہ تو بدعوی ہستی چہ ژاژ میخائے

یعنے آسمان باوجود اس عظمت اور تاثیر کے جو تمام عالم کے موجودات مین اُسکی ہے عنقا کا انڈا یعنے کالمعدوم ہے غور کر کہ تو جو دعوے ہستی کا کرے یہ ایک بیہودہ بات ہے بیت

ہمہ بہشت بجو قرب دوست ہم نفسی ست   قدم فراز ترک نہ چہ گرم سودائے

مصنف بہشت مانگنے سے روکتا ہی اور کہتا ہی کہ بہشت کے مقام سے قدم بڑھا کر آگے رکھ کیا تجھے سودا ہوا ہی دوست کا قرب ایک بڑی چیز ہی چاہیے کہ تو اُسکی طلب کرے۔ جنسے مین یائی تفخیم ہی اور فراز کے کئی معنے مین یہان آسگے کے ہین اور لفظ تر کا جو فراز کے ساتھ ہی تفضیل کے واسطے اور حرف کاف کہ ترک مین ہی تصغیر کے لیئے اور گرم سودا وہ شخص جو نہایت چاہت سے سودا کرتا ہی

چہ عذر ہای سوختہ نہی معاصی را   بحش لعاب دہانت کہ قند میخائے

تمام عرصہ محشر مگس فرو گیرد   اگر چنین بقیامت شکر فروش آئی

یہ دو بیت قطعہ بند ہین یعنے تو گناہ کرتا ہی اور عذر ہاے استوار طیار رکھتا ہی اور وہ معذرت گویا ایسی ہی گویا کہ تو قند چکھ رہا ہی اور رال اسکی تیرے منھ سے گرتی ہی اُسکو تو چکھ لیعنے واپس لے حاصل یہ کہ گناہ سے باز آہنین تو اگر تو قیامت گاہ مین ایسی شکر فروشی یعنے عذر واری کریگا تو مکھیان تمام میدان حشر کو گھیر لینگی یعنے نار وہ معلوم ہوگا اسواسطے کہ مکھیون کا کسی مقام پر کثرت سے ہونا کراہیت کی علامت ہی۔ بیت

عصا ز کف نہ و تکبیر فتح خوان و برو   کہ نشنود ز تو ہمت کہ نا توانائے

لاٹھی ہاتھ مین لینی علامت کمزوری کی ہی کہ ہمت اسطرح معذور نہین رکھتی اسواسطے کہتا ہی کہ لاٹھی ہاتھ سے رکھدو یعنے کمزوری کے اسباب چھوڑ دو اور فتح مقصود کے لیے اللہ اکبر اللہ اکبر کہو اور اپنا راستہ لو اسواسطے کہ ایسا نہو ہمت تیرے عذر ناتوانی کو قبول نکرے اور بھر مشکل ہو اور کچھ بن نہ پڑے۔

قصیدہ در مدح شاہزادہ سلیم گفتہ ہست

دگر سفیر طبیعت بساز آگاہے   بعالم ملکوت ست ممالش رہے

یہ قصیدہ شاہزادہ سلیم کی تعریف مین ہی اور محل کا ذکر سفیر کے لیے استعارہ تخئیلیہ ہی اور لفظ دگر کا جو ابتدائے کلام مین لائے ہین وہ اول کے مقابل نہین یعنے آگاہی کے ساتھ نہ غفلت سے سفیر طبیعت کی سواری عالم ملکوت کو روانہ ہوئی یعنے طبیعت نے عالم ملکوت کا سفر عقل کامل کے سامان سے اختیار کیا ہی۔ بیت

ہمی رود بجز بداری جواہر قدس   زبہر تحفۂ بکدانہ گوہر شاہی

لفظ ہمی کا لانا پہلے مدعا کے قبول کا اثبات ہی اور رود فعل اور سفیر طبیعت کہ پہلی بیت مین مذکور ہی فاعل اُسکا اور خریداری جواہر کا ذکر سفیر طبیعت کے لیے استعارہ ترشیح اور یکدانہ گوہر وہ موتی ہی کہ سیپ مین ایک ہی ہوا اور وہ بیش قیمت ہوتا ہی یعنے طبیعت کا عالم ملکوت مین جانا جواہر قدس کی خریداری کے لیے ہی تاکہ گوہر بیش بہا حضور شاہی مین بطور تحفہ پیش کرے۔ بیت

طراز دولت جاوید شاہزادہ سلیم　　　که یافت بازوی او صولت ید اللهی

شاہزادہ سلیم موصوف ہی اور طراز صفت مقدم اور یہ موصوف بدل ہی یکدانہ گوہر کا جو بیت سابق مین ہی اور مصرع ثانی صفت ثانی یعنے گوہر یکتاے شاہی شاہزادہ سلیم ہی کہ زینت دولت جاودانی ہی اور اُسکے بازو نے منصب حملہ دست قدرت الٰہی کا حاصل کیا ہی۔ بیت

ستودہ کہ بعنوان نامۂ ہر نفس　　　حسود او بتصور نوشتہ جم جاہی

لفظ ستودہ کا جو بیت کے شروع مین آیا اس طرز سے کہ صفت کی تعظیم اُس سے نکلتی ہی اور کاف بابعد اُس تعظیم کو بیان کرتا ہی اور قاعدہ ہی کہ حاسد برے لقب کے سوا محسود کے حق مین نہین سوچتا اور اگر تعظیم کا لقب اُسکے تصور مین آوے تو یہ تصدیق اُسکی عظمت کی ہی معنی یہ ہی کہ شاہزادہ ممدوح ایسا ستودہ اور ممدوح ہی کہ سرنامہ تعریف پر اسکو حاسد جم جاہ تصور مین لکھتا ہی اور عنوان کی قید سے معلوم ہوتا ہی کہ نامہ کے اندر زیادہ اس سے بہت کچھ تعظیم اور تکریم کے الفاظ مبالغہ کے ساتھ لکھے ہونگے جب حاسد کا یہ حال ہی تو خیر خواہون کے القاب اور آداب جس عظمت اور شان شوکت کے ساتھ ہونگے اُسکی حد و غایت نہین ہی۔ بیت

زہے ضمیر تو پاک از عبور سہو و خطا　　　چو زمرۂ ملکوتی ز سہو مخطی و ساہی

اس بیت مین ممدوح کے دل پر صواب کی تعریف ہی اور زہے کلمہ تحسین ہی جیسے ویک اور حبذا وغیرہ مخطی اسم فاعل باب افعال سے اور ملکوتی مین یاے نسبت اور ملکوت مثل نفوس ہین کہ سہو و خطا سے جو لوازم عنصریات سے ہی منزہ ہین اور زمرہ ملکوت مشبہ بہ ضمیر مشبہ اور وجہ تشبیہ سہو و خطا سے پاکی اور تعقید معنے ظاہر ہی بیت

چو خلق و راے تو آتش فروز دہر شوند　　　سزد کہ دود کند عنبری شب ماہی

تعریف خلق کی تشبیہ سے اور راے کی روشنی سے کرتے مین معنے تیرے خلق اور راے اگر زمانے مین آگ روشن کرین یعنے اُسے منور کرین تو اُسکا دھوان عنبر کا کام دے اور تپنگا اُسکا چاند کا ٹکڑا نظر آئے اور عنبری وماہی مین یاے مصدری ہی بیت

حسود جاہ تو در تنگنای غم بردم　　فراق نامہ نویسد بمرگ ناگاہے

فراق نامہ طالب مطلوب کو لکھا کرتا ہی اسواسطے کہتا ہی کہ ای ممدوح تیرے مرتبہ کا حاسد باؤ غم کے سبب مرگ ناگہانی کا مشتاق اور طالب ہی یعنی جلد مرنے کا آرزومند ہی۔ بیت

چو ظل جاہ برارقام ہندسی فگنی　　بدون صفر بود پنج فرد پنجاہی

جاہ کی تعریف جسطرح بلندی سے کرتے ہین افزونی سے بھی کرتے ہین اور صفر سے مرتبہ عدد کا زیادہ ہوتا ہی بقدر دس گونہ کے یعنے ایک سے دس اور دس سے سو۔ کہتا ہی کہ تیرے مرتبہ کی پرچھائین اگر اعداد پر گرے تو بدون صفر دینے کے پانچ کا عدد اُسکے اثر سے پچاس ہو جاے

قصیدہ در موعظت واقع شدہ بیت

بسعی گوہر اندیشہ راز دین مکشای　　کلید موم سر قفل آہنین مکشاے

یہ عمدہ قصیدہ نصیحت مین لکھا ہی اور تقریر معنی یہ ہی کہ دین کا راز اندیشہ کی کوشش سے نہ کھولو اسواسطے کہ سعی اندیشہ موم کی کُنجی ہی یعنے نرم اور سہل اور دین کا راز لوہے کے قفل کے مثل سخت ہی بیت

بہشت زار مقام در راز دستان ست　　در مشاہدہ بر روی میوہ چین مکشای

زار فائدہ کثرت کے معنی کا دیتا ہی جسپر واقع ہو اُسی کی کثرت مقصود ہوتی ہی جیسے گلزار لالہ زار یعنے بہت گل اور بہت لالہ اسی طرح بہشت زار بہت بہشتون کے معنی مین ہی و راز دستان کنایہ حریصان سے ہی یعنے بہشت کا طالب ہونا خاصون کا کام ہی مشاہدہ معشوق حقیقی کا دروازہ میوہ چُننے والون پر کہ حریص ہین نہ کھولنا چاہیے اور بعض نسخے مین زار کے بجاے راز دیکھا گیا اور لفظ نیست کا آخر مصرع اول ہین اس صورت مین بہشت مضاف جانب راز ہوگا اور بہتر ہی کا تبون کی تحریف معلوم ہوتی ہی (از مترجم)۔ جو نسخہ شارح علیہ الرحمہ نے اختیار کیا اور اُسکے معنی بیان کئے اُسے اندازہ راے شارح کا معلوم ہوتا ہی میرے نزدیک نسخہ مختار بمعنی ہی اور اصل نسخہ ثانی ہی ع بیت

ہنوز در رحم ست آنکہ طبع دایۂ اوست　　بروی سر ازل دیدۂ جنین مکشای

رحم محل جسمین نطفہ منتقل ہوتا ہی اور وہ نطفہ چند روز مین بچہ بنجاتا ہی اور اُسکو فارسی مین زہدان کہتے ہین اور جنین بفتح جیم عربی وہ بچہ ہی کہ پانچ چھ مہینے کا پیٹ مین ہو اور تقریر معنے یہ ہی کہ جو شخص طبیعت کی دائی کے گود مین پلتا ہو زہدان مین ہی دنیا مین نہین آیا یعنے بہت غافل ہی چاہیے کہ ایسے بچے کے سامنے اسرار ازلی بیان نہ کئے جائین۔ بیت

ہر آن گرہ کہ زند بر دلت نہفتن راز — بکاوش نفس تیز واپسین کشای

نہفتن راز فاعل اور گرہ مفعول فعل زند کے ہین یعنے جو گرہ کہ اخفاء راز نے تیرے دل مین لگائی یعنے جو راز
قابل اخفا ہو اُسکو نہین چاہئے کہ آخر وقت کی تیز سانس سے تو کھولے یعنے جانکنی کے وقت کی سانس
تیز اور جلد جلد چلتی ہے اور بات کا منھ سے نکالنے کا امکان ہو وہ راز ظاہر کرو بیت

خدنگ طعنہ ہمت نشانہ مے طلبد — مشبک مژہ بر روی حور عین کشای

خدنگ طعنہ اور طعنہ ہمت اضافت لامی کے ساتھ ہین (نہین اضافت تشبیہی ہین) اور مشبک
سوراخدار چیز کو کہتے ہین اور وہ اسم مفعول باب تفعیل کا ہے اور شبک مجرد بمعنی سوراخ کے ہے یعنے
ہمت اسی تاک مین رہتی ہے کہ جو کوئی ماسوے اللہ کا مشاہدہ کرے اُسپر طعنہ کا تیر چلائے پس چاہیے
کہ تو ہرگز غرض پر نظر نکرے کہ ہمت سے دور ہو جائیگا اور پلک کو بہت پاس پاس ہونے بال کے
سبب مشبک کہا گیا (اسمین بھی اضافت تشبیہی ہے) بیت

اگر دلت ز خرابی عافیت تنگ ست — ہزار گونہ عمارت بہل ہمین بکشاے

یعنے تیرا دل اگر عافیت کی خرابی سے تنگ ہے مناسب ہے کہ ہزار طرح کی آبادی جو عافیت کے کام آوین
سب کو دور دفع کر اور یہی نہ کھول یعنے اسی دل تنگ کی وسعت پسند کرو بیت

دریچہ کہ غمی سر برون نیارد زان — بروی صرفۂ کار دل حزین کشای

صرفہ بمعنی نفع یعنے جس کھڑکی سے غم کی صورت نظر نہ آوے غمگین دل کے فائدہ کے منھ پر نہ کھولو یعنے
دل کا فائدہ خوشی مین خیال نکر بیت

محل شناس طرب باش یعنے آن ساعت — کہ گرد غم نشیند برخ جبین کشای

خوشی کا موقع معلوم کر کہ کہان ہے اور پھر مصنف نشاندہی اُسکی کرتا ہے کہ جہان غم کی گرد منھ پر نہ پڑے
یعنے غم پیش نہ آوے چاہیے کہ تو شگفتہ نہ ہو جبین کشودن شگفتہ ہونا ہے حاصل یہ کہ طرب کا محل
غم ہے بیت

اگر نہ در رہے زحمت وجود ببر — ز آسمان در تشنیع بر زمین کشای

یعنے اگر تو سالک نہین ہے تو وجود کا تصدیعہ پسند کر اسواسطے کہ جوانمردون نے ترک وجود کیا اور
اسکی رعایت کو بالکل زحمت سمجھے آسمان سے طعنہ کا دروازہ زمین پر مت کھولو یعنے اگر زحمت وجود
اٹھائیگا تو آسمان سے طعنے نازل ہونگے کہ تیرے باشندہ تن پرور ہین (از مترجم بعض نسخون مین
یہ ہے اگر تو مرد رہے زحمت وجود مبر اور حاصل دونون نسخون کا ایک ہی ہے آسمان اور زمین سے

اہل اُسکے مراد ہین جیسے ظرف سے مظروف مراد ہوتا ہی اور وجود سے مراد بدن اور ہمت
اُسکی اُٹھانی بدن کی پرورش اور نگہداشت ہی بیت

زآب و رنگ چہ خیزد بغنچہ و لالہ　　بگو کہ بند قبا پیشش یاسمین کشاے

آب و رنگ کو نسبت غنچہ و لالہ سے دینی چاہیے اور اس صورت مین حرف با کہ غنچہ و لالہ کے ساتھ متصل ہی
بمعنے فی قرار دینا چاہیے اور کسیقدر بہتر ہو یعنے آب و رنگ غنچہ و لالہ سے کچھ حاصل نہین طالب آب و رنگ
سے کہدو کہ چنبیلی کے سامنے قبا کا بند کھولے یعنے خواہان چنبیلی کی خوشبو کا کہ غنچہ و لالہ کے آب و رنگ سے
بہتر ہو۔ اور ممکن ہی کہ غنچہ و لالہ کو امر کرے یعنے اے غنچہ و لالہ جو آب و رنگ تم رکھتے ہو کیا اس سے
فایدہ ہی مناسب کہ چنبیلی کی بو بھی طلب مت کرو کہ یاسمین بھی بو سے زیادہ نہین اور نہ چندان اعتبار
کے قابل ہی پس بہتر ہی کہ ایک شی باقی اور پایدار کی خواہش کرو الا اس صورت مین لفظ کشاے کا
دو مخاطب یعنے غنچہ و لالہ کے مقابل نہین ہوتا۔ از مترجم۔ واو عاطفہ غنچہ اور لالہ کے درمیان
سہواً کاتب نے لکھدیا اور دونون توجیہ شرح سے ایک بھی تسکین بخش نہین اصل مین واو بند کو متعلق
اور غنچہ مضاف اور لالہ مضاف الیہ ہی اور بغنچہ لالہ جار مجرور متعلق بفعل امر گو کا ہی اور بگو کا امور مخاطب
اور مفعول اُسکا وہ جملہ ہی جسپر کاف بیانیہ آیا چونکہ لالہ کے پھول مین داغ سیاہ ہوتے ہین جو آب و رنگ
لالہ کو بٹہ لگاتے ہین اور وہ غنچہ لالہ مین پوشیدہ ہین تو مصنف نے اول کہا کہ صرف آب و رنگ سے
کیا حاصل ہی بعد اُسکے مصنف نے اپنے مخاطب سے کہا کہ غنچہ لالہ سے جو با آب و رنگ ہی کہدو
کہ چنبیلی کے سامنے جو صافی سینہ اور خوشبو دار ہی اپنی قبا کے بند کھولے اور نہ تکلفانہ اس سے
اختلاط کرے کسواسطے کہ اس حالت مین داغ اندرونی جو عیب ہین ظاہر ہونگے اور چنبیلی سے شرمندگی
اور ندامت ہوگی۔ حاصل یہ کہ ریائی لوگ جو ظاہر آراستہ ہین اُنکے لیے نصیحت ہی کہ صافی باطنو
سے بے تکلف آمیزش بدون صفائی قلب اور رفع ریا کے نکرین ورنہ خجالت ہوگی م۔ بیت

متاع دل کہ نشاید کشود جز بر دوست　　اگر لباس سلیمان دہد نگین کشاے

نگین کا فاعل نگین اور لباس سلیمان مفعول ہی نگینہ جسپر نقش اسم اعظم تھا آصف بن برخیا نے حضرت
سلیمان علیہ السلام کو دیا تھا کہ دنیا و مافیہا سب اُسکے فرمان بردار تھے پس وہ نگینہ اگر لباس سلیمان
دے یعنے تجھے مثل سلیمان بناوے تو چاہیئے کہ راز دل دوست کے سوا ہرگز کسی سے تو نکہے اور
تو یعنے نگینہ پر تو نہو حاصل یہ کہ مرتبہ سلیمانی کو راز دل کے مقابل قدر و قیمت نہین ہی۔ از مترجم
اس بیت مین لباس تحریف بہاش ہی اور دہد کا فاعل سلیمان اور بہاش مفعول ہی حاصل معنے

دل کے متاع کو کہ باضافت تشبیہی وہی دل ہی دوست کے سوا دوسرے کو نہین دینا چاہیے یعنے بجز دوست کے دوسرے کا دل بستہ اور دل دادہ نہونا چاہیے اگر قیمت اُسکی یعنے معاوضہ اُسکا سلیمان علیہ السلام نگین اپنا دین جسکی برکت سے تمام انسان اور جنات پر حکومت اور سلطنت کرتے تھے تب بھی دل کو نہین دینا چاہیے ؎ دل برصدگاہ دہرش گوہریست الم ہبت

زبخل صاحب خرمن نصیحت ست این حرف کہ مرحمت کن و دامان خوشہ چین مگشای

کھلیان والون کے بخل سے یہ نصیحت ہی کہ مہربانی کرو اور بالی بننے والے کا دامن نہ کھولو اسواسطے کہ خوشہ چین کے پلے کسقدر ہوگا کہ کھلیان والے اپنی نعمت کی ناشکری کر کے مزاحمت کرتے ہین اور اگر مزاحم ہون تو بخیل اور مطعون ہین پس مناسب ہی کہ اُن غریبون سے یہ نہ کہا جاے کہ جو کچھ دامن مین ہی چھوڑ جاے

قصیدہ در منقبت غدا یو خافقین علی کرم اللہ وجہہ گفتہ ؎ بیت

تبارک اللہ ازان آسمان شتاب کزنگ کہ نعل آئینہ زنگش ندیدہ رنگ و زنگ

یہ قصیدہ و مطلع کا امیر کونین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تعریف مین کہا ہی اور مصنف نے اسپنے اندیشہ اور فکر کو زور دیکر لکھا ۔ یعنے تبارک اللہ کے ہین خدا تعالیٰ برکت دے اور اس لفظ کو اُس مقام پر ذکر کرتے ہین کہ تعظیم مقصود ہو ۔ آسمان شتاب صفت مقدم موصوف پر جو کزنگ بمعنی اسپ ہی اور آئینہ زنگ صفت نعل کی یعنے ایسا نعل کہ آئینہ کے مثل صاف شفاف ہی اور ندیدہ کا فاعل نعل اور زنگ و زنگ اُسکا مفعول ہی اور اضافت زنگ جانب زنگ اضافت بیانی ہی نہین اضافت تشبیہی ہی اور بقیہ معنی ظاہر ہین ۔ بیت

اگر بساحت میدان او درآید غم وگر کشادہ شود از ہجوم غم دل تنگ

معنی یہ ہین کہ اگر غم اُس گھوڑے کے کشادہ میدان مین آوے تو اُسکے اثر سے غم کی بستگی کشادگی سے بدل جاے حتے کہ بعد اسکے اگر غم کا ہجوم کسی دل مین ہو تو اُسکو بھی کشادہ کر دے اور ہر چند ساحت کے معنی میدان ہی مگر یہان ارادہ کشادگی کا اُس سے کرنا چاہیے اور اضافت ساحت میدان کی درمیان مستکرہ نہین ہی ۔ اگر شرط کا کلمہ ہی اور کشادہ شود جو دوسرے مصرع مین ہی اُسکی جزا ہی ۔ اور وجود غم مقتضی تنگی کا ہوتا ہی ۔ بیت

درین نفس کہ رود ہمعنان او نفسی شبانہ روز نہد شاطر سپہر شتابنگ

شاطر سپہر سے باعتبار اضافت بیانی سپہر مراد ہے یعنے آسمان جو رات دن شلنگ مارتا ہے غرض اس شعر سے اسکی یہ ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ ایک دم اُسکے ساتھ دوڑ کر چلے اور شلنگ گلابازی کے معنے ہے کہ شاطر لوگ اُسکا استعمال کرتے ہین — (از مترجم شاطر حیست و چالاک و تند و اطلاق ان بر پیک و جلودار نیز کنند و شلنگ بوزن خدنگ ران آدمی و بر جستن و در مویدہ شلنگ بکسر اول و فتح دوم قاصدان و پیکان چون ایستادہ باشند بر جہیند بر نمطی کہ پاشنہ پاے ایشان تا سرین میرسد و نیز یک گونہ بر جستن و اثر دونہ و با لفظ زدن مستعمل کذا فی بہار عجم اور نفس اول تحریف ہوس ہے اور نسخہ صحیح درین ہوس ہی ہے) بیت

سبکروی کہ چنان بردود بر خمہ تار — کہ لغمہ لب نگشاید بعرصہ آہنگ

سبکروی مین یاے توصیفی اور صفت اُسکی آگے کاف کے ساتھ ہے موید الفضلا مین نغمہ نون کے پیش سے نرم آواز کے معنی مین لکھا ہے اور آہنگ عام ہے خواہ پست ہو خواہ بلند اور آہنگ ایک مقام بھی مقامات موسیقی سے ہے یعنے ایسا سبک رو ہے کہ نغمہ جو تار سے نکلکر وجود حاصل کرے اُسکا وجود لینا اور آہنگ تک پہونچنا توام اور ملا ہوا ہے ایسا لکا بھلکا گذر جاتا ہے کہ نغمہ کا لب آہنگ کا آشنا نہین ہوتا حق یہ ہے کہ مبالغہ کو اُس حد تک پہونچایا کہ اندیشہ اُسکی شرح مین لب نہین کھول سکتا اور طی مساحت اس مرحلہ کی آسانی سے نہین ہو سکتی — بیت

جہندہ کہ بگاہ جہیدن گشاید — کہ جوہر تنش آید برون ز جامہ رنگ

جاننا چاہیے کہ ترکیب نحوی مین لفظ جہندہ فعل ہے اور اسپ جسکا اوپر ذکر ہوا فاعل اُس فعل کا کہ ایک قسم کی صفت اُسمین سمائی ہوئی ہے اور اُسکو صفت کاشفہ کہہ سکتے ہین کاف اُسکا بیان ہے اور جوہر تن سے وہی تن مراد ہے اور اضافت جوہر جانب تن قبیل اضافت عام خاص کی طرف ہوگی اور جامہ رنگ کی بھی ایسی ہی ہے اور یہ لصوق اور یہ ملاپ ایسا ہے کہ کسیوقت صورت فرضی کے سوا سے ایک دوسرے سے جدا نہین ہو سکتا اور ممکن ہے کہ در صورت فرض بھی شدت لصوق سے غیر متصور ہو پس وہ گھوڑا ایسا کودنے والا ہے کہ جب وہ کودے جسم اُسکا مثل رنگ شکستہ قائم نرہے اور جامہ رنگ جو نشان کے لیے ہو اُس سے خالی رہجاے — اور اللہ جانے (از مترجم — جہندہ فعل نہین بلکہ صیغہ اسم فاعل ہے اور نہ اسپ فاعل ہے بلکہ اسپ مسبوق الذکر مبتدا مقدر ہوگا اور جہندہ موصوف اور صفت مابعد کی ساتھ خبر اُسکی —) بیت

اگر کند بمثل طے مسافت اضداد — ز طبع شہد بگاہے رود بطبع شرنگ

معنے اگر گھوڑا ممدوح کا جو بہت دوڑنے اور اُچھلنے کودنے والا ہے مثلاً اضداد کی درمیانی مسافت کو

کہ سجدہ ونٹے نہایت ہی طی کرنی چاہیے تو ایک قدم مین شہد شیرین کی طبیعت سے اندرابین تلخ کی طبیعت کو پہونچ سکتا ہی ــ بیت

اگر کنند بوی نسبت درنگ تیہو شتاب فہم شود بعد ازین ز لفظ درنگ

اس بیت کے معنے یون سمجھ سکتے ہین کہ اگر بالفرض سہواً دیر کی نسبت اُسکی طرف کرین تو بعد ازان لفظ دیر سے عجلت مفہوم ہوگی ــ بیت

ستارہ گفت کہ اینک سپہر و چشمۂ مہر نشانہ سم او دیدہ چون بروی النگ

معنے بیت کے یہ ہین کہ النگ بضم اول و فتح لام و سکون نون و کاف فارسی تیر کی سبزہ زار و بفتحتین معنے دیوار مورچال قلعہ گیری غیاث یعنے ستارہ نے جب دیوار مورچہ پر دیکھا تو کہا دیکھو اور کہا یہ آسمان ہی اور مشار الیہ اُسکا دیوار قلعہ ہی یہ چشمہ آفتاب در اُسکا مشار الیہ نشانہ سم ممدوح ہی بیت

حساب طول امل در فضای میدانش چو عرصۂ ابد ست و شمارہ فرسنگ

اس بیت کے یہ معنے ہین کہ اسید کے دروازے جسکی انتہا نہین ہی میدان اسپ کی کشادگی کے سامنے ایسی ہی کہ ابد کی مسافت فرسنگ سے شمار کیجاے یعنے جسطرح کوسون کی تعداد سے ابد کی پیمایش کا حساب محال ہی اسیطرح حساب طول امید کا اُسکے میدان کی وسعت کے آگے سنے حقیقت ہی ہر چند قضا بمعنی میدان ہی مگر تاویل اُسکی کرنی چاہیے جسطرح مطلع مین ہوئی بیت

شہی کہ صیقل رائی ہدایت افروزش چنان زدودہ ز آئینہ ہا کدورت زنگ

کہ بردہ شاہد معنے برای کحل بصر سیاہی از شکن زلف لعبتان فرنگ

اس قطعہ مین ایک بار گی ممدوح کا ذکر کیا اور تمہید مین حسن گریز نہین معلوم ہوتا ہی کہ شعر مضمن گریز کا نسخون سے ساقط ہوگا ورنہ ہو نہین سکتا کہ مصنف سے فروگذاشت اُسکی ہو ہر چند تلاش اُسکی ہوئی کسی نسخہ مین نہین ملا اس قطعہ کے یہ معنی ہین کہ ممدوح ایسا بادشاہ ہی کہ اُسکی راے ہدایت کی روشن کرنے والے کی صیقل نے اسطرح عالم کے آئینون سے زنگ کی سیاہی اور تیرگی دور کردی کہ ایمان اسلام کا محبوب باوجودیکہ نہایت مقدس اور منزہ ہی اپنی آنکھون مین سرمہ لگانے کے لیے فرنگی معشوقون کی زلف سے کاجل اُتار لیگیا اور کچھ لحاظ کفر کا نہین کیا اور یہ سبب ہوا کہ اُس بادشاہ کی ہدایت کے آوزار صیقل نے تمام کدورت اُنکی دور اور کفر کی بوباس تک اُنمین نہین باقی رکھی ورنہ ظاہر ہی کہ لعبتان فرنگ کو کفر کے آب و گل سے بنایا ہی ــ بیت

بگوہ جاہ تو جوید زمانہ نسبت از ان ز نور و سایہ کند جلوہ در لباس پلنگ

زمانہ کی یہ آرزو ہی کہ تیرے جاہ و مرتبہ کے پہاڑ سے نسبت پیدا کرے اسلیے رات دن سے کے نور
اور سایہ سے چیتے کے تجسیس مین جلوہ گرتا ہی یعنے اپنے کو اس قابل بناتا ہی کہ تیرے پہاڑ مین جو
اور چیتا دور لگا ہوتا ہی جگہہ اُسکے رہنے کی پہاڑ ہی ۔ بیت

اگر وہی بضمیرت عنان نظم آمور
رود بصنعت روشنگری طبیعت زنگ

اس بیت کے معنے صاف ہین جسمین دل کی روشنی کی تعریف کی اور تا ضمیرت مین خود کے معنی دیتے ہے
یعنے اگر اپنے دل کو کامون کا انتظام دے تو زنگ صیقلگر ہو جاسے ۔ بیت

بعون عینک رای تو عمی غلط سرے
کند مشاہدہ از نغمہ صورت آہنگ

اس بیت کے معنی ہین کہ تیری راے کی عینک کے مدد سے اندہا اور زا و راگ سے آواز کی
صورت دیکھ لے جسکو کوئی آنکھ والا دیکھ نہین سکتا آواز کی صورت موجود نہین اُسکا دیکھنا نہ دیکھنا
دونون برابر ہین مگر اس سے مقصود یہ ہی کہ جو صورت موجود ہی اُسکو راے کی روشنی دیکھ
لیتی ہی ۔ بیت

محیط عالم جاہ تو دارد آن وسعت
کہ بر شکوہ الہیش نیست دائرہ تنگ

معنے یہ ہین کہ تیرے مرتبہ کا خط محیط اسقدر بڑا اور گنجائشی ہی کہ شکوہ الہی جو دائرہ کل پیدائش کا ہی
اُسکے سامنے نقطے سے کم نظر آوے اور وہ تنگ نہو (معاذ اللہ) بیت

زہے محال چو حفظت بہ بحر خیمہ زند
کہ بعد ازین شکند زورق حباب نہنگ

نگر مچھ جو کشتی کو تباہ کر دیتا ہی اگر تو حفظ دریا مین کرے نہایت مشکل ہی کہ وہ بلبلے جو کشتی کی صورت
دریا مین ہین تباہ کر سکے ۔ بیت

دل سیاہ عدوی ترا اگر گویند
کہ نسبتی ز سپہرش بود بہیئت و رنگ
برون روند عناصر عصیرش ز فلک
ز بسکہ دائرہ آسمان شود دلتنگ

اس قطعہ کے یہ معنی ہین کہ تیرے دشمن کا دل سیاہ ہی اُسکی سیاہی کی نسبت آسمان سے دین تو اُسکی
غیرت سے عناصر آسمان سے باہر نکلجائین ۔ بیت

فروغ شعلۂ قہرت فتد چو در ارحام
بچشم سار بر آید سمندر از خر چنگ

یعنے تیرے غصہ کے شعلہ کی چمک جو بچہ دانون مین پہونچے سمندر جو آگ کا کیڑا ہی کیکڑی آبی جانور کے
پیٹ سے پیدا ہو خلاصہ یہ کہ پانی مین آگ لگجاسے اور سمندر دراصل سام اندر تھا سام کے معنے
آگ سے کے ہین اور الف اُسکی کثرت استعمال سے ساقط ہو گئے اور خر چنگ کی وجہ تسمیہ

یہ ہے کہ خر بمعنے کلان ہے جیسے خرپشتہ اور خربا اور آسکے چنگل کلان ہوتے ہین ۔ بیت

منم کہ شستہ ام از لوح مدعا بیرنگ — نہ تشنگی کشش آیم نہ آرزو چشش رنگ

اس مطلع ثانی مین عرفی نے اپنا افتخار استعارہ کے طور پر بیان کیا اور کہا ہر مینے مطلب کے
تختی سے بیرنگ کو دھو ڈالا اور بیرنگ گردہ تصویر کا ہوتا ہے جسمین پکا رنگ نہین ہوتا نمونہ اسکا
مرادف ہے دوسرے مصرع کے یہ معنی ہے کہ نہ تمنائے آب ہے اور نہ رنگ کا مجھے ارمان ہے بیت

بزیر سایہ طوبی غنودہ ام یعنے ++ — نہ در عنان گسستہ ام نہ در رکاب درنگ

یعنے طوبی بہشتی درخت کے سایہ مین چین سے بیٹھ رہا ہون اس واسطے کہ دیر اور جلدی
سے مین درگذرا ہون درعنان چیزے شدن سے تعلق اس چیز کے ساتھ مراد ہے پس مین نے جلدی کی
باگ ہاتھ سے چھوڑ دی اور دیر کی رکاب پانون سے نکال ڈالی ۔ بیت

بجا بالش تسلیم تکیہ کردہ مدام — نہ تبسم نہ بصلح و کنایتم نہ بجنگ

یعنے جب سے کہ مینے اپنے تئین محبت کے سپرد کیا ہے صلح اور لڑائی دونون سے خوش ہون دراز
متر جم ۔ معنے مفصل بیت کے یہ ہین کہ مین ہمیشہ تسلیم کی مسند پر تکیہ لگائے ہوئے مثل سلطان کے
ہون نہ تبسم صلح کے سبب ہے نہ لڑائی کی کچھ کنایت ہے ۔ بیت

صنم بجیب نہ تا خیزم از درِ اسلام — ردا بدوش نہ تا بگذرم ز شہر فرنگ

جیب مین بت رکھنا اسلام کا مردود ہونا ہے اور کاندھے پر ردا ہونا فرنگ کا نامقبول ہونا ہے اسلیے
کہ ردا و طیلسان اور چادر ہے کہ اکثر مخادیم دوش پر رکھتے ہین خلاصہ مین وہ آثار نہین رکھتا کہ اسلام
لوگ مجھے اپنی مجلس سے نکالدین نہ وہ علامت میرے ساتھ ہے کہ فرنگیون کا نامنظور ہون ۔ بیت

بکعبہ نغمہ ناقوس آرد ار بسماع — نماز بت نکنم گر قضا شود ارژنگ

فعل آرد کا فاعل نغمہ اور مفعول اسکا نسیم ناقوس کا ہے اور ارژنگ وہ نگارخانہ مانی کا ہے جسمین تصویرین
بنائی تھین ۔ حاصل مصنف المآبہ اپنے رسوخ اسلام کا کرتا ہے کہ کعبہ مین سنکھ کے راگ سے
مجھے حال آوے خواہ قضا نگار ارژنگ بجلسہ بھی بت کو سجدہ نکرون اسواسطے کہ ارژنگ کی
تصویرین گویا بتخانہ ہے اور قضا اگر خود بتخانہ ہے کون ہے جو سجدہ وہین نکرے ۔ بیت

اگر سرود صمد جوشد از تنم در دیر — نفس ہمی شکنم در گلوے سینہ تنگ

اس بیت مین مصنف استقامت کفر پر زور دیتا ہے یعنے اگر بتخانہ مین اسلام کا گیت میرے
تن من سے جوش کرے سینہ مین سانس کو بند کردون اور منہ سے نکلنے ندون بیت

نہ در مذاق من از نوش عافیت لذت　　　نہ بر جبین من از نیش عاقبت آژنگ

یعنے میرے ذائقہ مین عافیت سے شربت کا مزہ ہو اور میری پیشانی مین عاقبت کے خوف سے شکنجک ہو —

قصیدہ در مدح نہال گلشن اقبال اکبر شاہ بیت

نوبہار آمد کہ افشاند چو حسن یار گل　　　چون وصال عام ریزد جوش بر خار گل

یہ قصیدہ شاہزادہ سلیم کی تعریف مین کہا ہے یعنے نوبہار آئی کہ گلریزی کے سبب لایق ہو کہ شبیہ اسکا حسن یار ہو اور خس و خار پر پھولون کا گرنا کثرت جوش گل سے کنایہ ہے یعنے گلشن ہو خواہ گلخن سب گلزار ہے بیت

بسکہ طبع کائنات از خورمی آبستن ست　　　بر دماند باد آہ مجرمان از دار گل

چونکہ دنیا کی طبیعت باغ کی طرح خوشی سے لبریز ہو تو گنہگارون کی آہ نے مزاج صبا کا حاصل کیا ہی کہ سولی کی سوکھی لکڑی سے پھول کھلاتی اور پیدا کرتی ہے بیت

مشہد بخت مرا پژمردہ گل سے کے رسید　　　بسکہ از بذل چمن گردید بیمقدار گل

اپنی قسمت کی پژمردگی کو کہتا ہے کہ چمن کی زیادہ بخشش سے اسقدر پھول بیقدر ہو گئے کہ میری قسمت کی قبر پر بھی ایک مرجھایا پھول پہونچا — ترکیب مین پہلے مصرع کا مفہوم خبر ہے جو مقدم ہے مبتدا سے کہ دوسرا مصرع ہے مگر ایک توہم پژمردہ گل کے باندھنے سے پیدا ہوتا ہے اسواسطے کہ نارسائی بخت کی اسکا اقتضا نہین کرتی بلکہ زیادہ پھولون سے لازم آتا تھا کہ بخت نگون کو تر و تازہ پھول میسر آتے اسواسطے کہ جو چیز افراط سے ہو اسکی شان ہے کہ جہان کہین میسر نہ آوے وہان بھی بدریغ دیتے ہین اور حاصل یہان نوبہار کی کثرت گلریزی کا ہے نہ اپنی قسمت کا یعنے کثرت کے سبب پھول اسقدر بیقدر ہو گیا کہ مجھ ایسے کم نصیب کی مشہد پر بھی پہونچا جہان کبھی پھول چڑھانے کی نوبت نہین آئی تھی اگرچہ پہونچتے پہونچتے وہ پھول مرجھا گیا —) بیت

سایہ گردد موج زن از جنبش گل از نسیم　　　چون کند با این طراوت سایہ بر دیوار گل

سایہ لہرانے لگے جزا ہوا اور مصرع دوسرے کا مضمون شرط ہوا اور تقدیر معنی کی یہ ہے کہ اس طراوت اور تر و تازگی کے ساتھ پھول کا سایہ دیوار پر گرے تو بدون اسکے کہ ہوا پھول کو جنبش دے ہوا کے سایہ طراوت کی شدت سے نہ وہ ہی آپ لہرانے لگے خواہ ہوا اُس پھول کو نہ ہلائے بیت

گر صبا از رنگ گاہ او در آید در چمن　　　از دہانش خون چکد در خواہش نہار گل

ممدوح کے معرکہ جانستان کی تعریف کرتا ہے کہ پروائی نرم ہوا اگر اُسکی لڑائی کے میدان پر گذرتی ہوئی
چمن مین آوے تو پھول اسقدر پناہ اُس سے چاہے کہ اُسکے منہ سے پناہ مانگتے مانگتے خون بہ نکلے
اور دہانش مین ضمیر راجع گل کی طرف اضمار قبل الذکر کے طریق سے ہے۔ بیت

جوہر اول طلب کرد از ضمیر او گلے — مہر و مہ را پا بسر بر زد کہ ہان بردار گل

ممدوح کے روشن دل کی تعریف مین کہتا ہے کہ جوہر اول نے جو عقل کل اور بالکل نور ہی نور ہے اُسکی
نورانی دل سے ایک پھول مانگا اور اس حاجت کی وجہ یہ ہے کہ نور اُسکا ممدوح کے نور ضمیر کو نہین
پہونچتا تو ضمیر ممدوح نے چاند اور سورج کو ٹھوکر لگا کر کہا کہ اُٹھا لو اس طرز دہش سے ظاہر ہے کہ مرتبہ اُسکے ضمیر کا
نورانیت مین کسقدر بڑھا ہوا ہے اور مسئول سے سائل کو کیا نسبت ہے اور لفظ ہان کے معنے
ہوشیار ہو۔ بیت

شہر خلق او عجب شہریست کاندروی بود — درد درمان و طبیب خستہ و بیمار گل

یعنے اُسکے اخلاق کی شہر مین عجب صحت ہے کہ درد اسمین علاج کا مزاج رکھتا ہے یعنے اُس شہر مین
درد ہی نہین اور کوئی بیمار نہین ہوتا اور اتفاقاً اگر کسیکو درد دکھ ہو تو پھول اُسکا طبیب بنجاتا ہے
اور بیمار کے لیے پھول دوا ہے اور خلق کی نظر سے پھول بہت خوب ہے لیکن پھول کو طبیب کہنا
کسقدر استعارہ سقیم ہے اور بعضے نسخون مین درد کے بجاے دردی دیکھا گیا یہ بھی ایک وجہ
کے ساتھ ہے کہ اکثر دواؤن مین پھول گلاب کا شامل کرتے ہین ۱۲ گلاب — بیت

عزم او گر باغبان دہر گردد دور نیست — گر شود چون آفتاب اندر جہان سیار گل

اُسکا قصد جہانیان جہان گشت اگر زمانہ کی باغبانی کرے تو بعید نہین ہے کہ پھول زمین کا جو
اپنی جگہ سے جنبش نہین کرتا آفتاب کی طرح ستارہ ہو جاے۔ بیت

ای کہ از اندیشہ عدل صلاح اندیش تو — بر نفس بندد در غمازی اسرار گل

یعنے تیرے انصاف کے ڈر سے جو صلاح کے سوچ بچار مین رہتا ہے پھول کی یہ کیفیت ہے کہ ہوا کی
چغلخوری اور راز فاش کرنے کی راہ بند کرتا ہے اسواسطے کہ پھول کی خوشبو جو لوگون کے دماغ میں
پہونچتی ہے گویا بھید کا افشا کرتا ہے اور یہ بات نامناسب ہے۔ بیت

از دماغ خلق بکشاید نسیمش سیل خون — گر ز آب چشمہ بعث شود مقدار گل

اُسکی تلوار اگر خوا اُسکے چشمے سے پھول مین طراوت آجاے تو پھر یہ تاثیر اُسمین ہو کہ جو اُسکی خوشبو سونگھے
مغز سے خون کے نالے بہنے لگین دوسرا مصرع اصل بیت مین جزا مقدم ہے اور شرط اُسکی

دوسرا مصرع ہے۔ بیت

گر نگرد طبع رنگ آمیز تو گلشن طراز ای ز فیضت خرم و خندان بہر بازار گل
در حریم روضہ ارکان کجا از یک نہال برخلاف رنگ و بوی ہم بروید خار گل

اس قطعہ مین پہلا مصرع شرط ہے اور دوسرا مصرع جملہ معترضہ اور چوتھا مصرع اُس شرط کی جزا ہے یعنے تیری رنگ آمیز طبیعت اگر چمن آرائی نکرے ای ممدوح کہ تیرے فیض کا جلوہ ہے جو ہر بازار مین پھول تازہ اور لہلہا رہا ہے تو دنیا کے باغ مین ایک درخت سے کہ مراد وجود ہے ایک دوسرے سے خلاف کا ہیکو پھول پیدا ہوتے۔ بیت

در دل خصم لئیمت گر عبوری نیستش از چہ ماند دستشی در ہم و دینار گل

لئیم اُسے کہتے ہین کہ نہ وہ آپ کھائے اور نہ دوسرے کو کھانے دے اور نیستش مین جو ضمیر شین ہے وہ راجع گل کی طرف اضمار قبل الذکر کے قبیل سے ہے یعنے اگر تیرے کنجوس دشمن کے دل مین پھول کا گذر نہین ہوا تو کسلیے مٹھی مین درم اور دینار لیے ہوئے ہے اور کسیکو دے نہین ڈالتا اور درم اور دینار سے زیرہ مراد ہے جو گلاب کے پھول مین ہوتا ہے اور اُسکو خوردہ زر بھی کہتے ہین۔ بیت

باد خشمت گر وزد بر گلشن از تحریک برگ چون دل بلبل کند الماس افگار گل

یعنے تیرے غصے کی ہوا جو چمن مین گذر کرے تو وہ پھول مین ایسے سختی اور تیزی پیدا کریگے کہ پھول پتی کی جنبش سے ہیرے کو جو نہایت سخت ہوتا ہے بلبل کے دل کی طرح زخمی اور ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیگا

عہد داورین کہ از زلف و جبین حسن غیور می فشاند ہر طرف در خوابگاہ یار گل

حسن جو اپنی ناک چوٹی مین گرفتار ہے اور عاشق کے آرام چین کا روادار نہین ہے اپنی زلف اور جبین سے عاشق کے خوابگاہ مین پھول بکھیرتا ہے یعنے غیرت اور غرور سے گذر خاطر اور مدارات کرتا ہے اور اس بیت مین بحث ہے اسواسطے کہ اختلاف زلف و جبین اسکا مقتضی ہے کہ دو ہی قسم کے پھول کا بطور لف و نشر کے ذکر ہوتا یعنے جس طرح جبین کے لیے گل کا ذکر کیا اُسیطرح زلف کے لیے سنبل کا ذکر ہوتا ہر چند گل بمعنی عام لیا جاوے نہ خاص تاکہ بنفشہ اور سنبل بھی اسمین داخل ہون کہ زلف سے مناسبت رکھتے ہین لیکن انصاف یہ ہے کہ یہ توجیہ خوب نہین ہے۔

قصیدہ در مدح اکبر بادشاہ۔ ابیات

منادی ست زہر سو کہ ای خواص و عوام مے نشاط حلال و شراب غصہ حرام

فضای عالم ہستی بعرصہ تنگ آمد مشابہ دل عاشق مثال چشم لیام

یہ قصیدہ اکبر بادشاہ کی تعریف مین لکھا ہی جسکا پہلا شعر کہ مطلع ہی خوشی کی تعریف مین فکر کیا اور بصورت قوطیہ کہا اور دوسرے شعر مین حکایت معشوق سے کی خلاصہ یہ کہ عام و خاص سب کو منادی کر دی اور پکار کر کہدیا کہ صاحبو خوشی حلال ہی اور غصہ حرام ہی اور خوشی نے اسقدر غلبہ اور ہجوم کیا کہ موجودات کی قضا مین باوجودیکہ نہایت وسیع اور فسیح ہی خوشی نہین سماتی اور وہ کشادگی مین بس نہین کرتی اور جیسے عاشق کا دل زیادہ غم کھانے سے تنگ ہوجاوے اور بخیل کی آنکھ کوتاہ ہو نظر آتی ہی۔

ابیات

قضا نہادہ بکام زمانہ معجونے کہ بہر ساختن آن قدر گرفتہ بوام

بشاشت دل اطفال در شب نوروز نشاط خاطر پیران بصبح عید صیام

معجونی مین یاے توصیفی اور نیز یاے وحدت ہی کہ دوسرے مصرع مین اوسکا بیان ہی تبشاشت پہلے حرف کے فتحہ سے خوشی یعنے قضا نے زمانہ کے منہ مین ایسی معجون دیدی کہ اوسکی طیاری کے لیے قدرتی دو چیز اودھار لی ہین ایک خوشی بچون کے دل کی جو نوروز کی رات کو ہوتی ہی دوسرے بوڑھے روزہ دارون کی خوشی جو عید الفطر کے صبح کو روزہ ختم ہونے اور فاقہ کشی کی تکلیف رفع ہونے سے حاصل ہوتی ہی۔ بیت

ہم از نتیجہ افیون امن شاہد تیغ نہادہ پہلوے راحت بخوابگاہ نیام

افیون امن اور شاہد تیغ مین اضافت بیانی ہی (نہین اضافت تشبیہی) اور معنی کی تقریر یہ کہ تلوار کا معشوق امن کے افیون کے نشہ سے میان کے خوابگاہ مین آرام سے لیٹ رہا یعنے امن چین کے سبب کہ جہان مین ہی تلوار کا کچھ کام نہین رہا۔ بیت

بگوش عارضہ صوت عدم رسید از دہر بچشم حادثہ میل فنا کشید ایام

عارضہ کے کان مین زمانہ کی طرف سے نیستی کی آواز آئی یعنے عارضہ معدوم ہوگیا اور حادثہ کی آنکھ مین زمانہ نے فنا کی سلائی پھیر دی کہ حادثہ فنا ہوگیا الحاصل نہ مرض جہان مین رہا اور نہ حادثہ باقی ہی۔ بیت

از اتفاق طبائع ورشتیان وفاق شود لطعمہ شاہین بزرگ بچہ حمام

بچہ حمام باضافت لامی ہی اور یہ ذوق پر گران ہی بہر حال معنی یہ ہین کہ مختلف طبعیتون کے موافقت سے شاہین جو شکاری جانور ہی کبوتر کے بچہ کو گھونسلے مین دانہ بھراتی اور پرورش کرتی ہی حالانکہ شاہین بیشتر شکار کر کھاجاتی تھی اور دشمن کبوتر کی تھی اور لطعمہ شاہین کی ترکیب مین دوسری اضافت

لامی (از مترجم) بچہ حمام کی اضافت قابل گرانی نہین ہی اسواسطے کہ جب مضاف کے آخر مین
ہاے مختفی ہو تو وہان فک اضافت یعنے کسرہ درست اور کثیر الاستعمال ہی جیسے قول مولوی روم
مین بیت چون خدا خواہد کہ پردہ کس + میلش اندر طعنۂ نیکان برد بیت

نیاید از دہن باز یک نفس بیرون   زبان کبک بطمع لباس طرفہ خرام

اس بیت کے معنے ظاہر ہین اور مطابق بیت اول کے اور کبک کی زبان کا باز کے منہ سے
نہ نکلنا اشارہ باز کی محبت سے کبک کے ساتھ ہی اور رنگینی کبک یعنے چکور کی اسکے رنگا رنگ کے
پر اور پنکھ سے ہی۔ بیت

ز ذوق کشتن عرفی بحیرتم کہ چرا   چو کینہ در دل ہمہ او گرفت مقام

یعنے عرفی کے قتل کے مزہ سے کہ اس معشوق کو ہی مین حیران ہون کہ کس واسطے کینہ کے مثل اسکے
ہمہ دل مین بیٹھ گیا ہی اور جسطرح امکان نہین کہ اسکے دل سے کینہ نکلے عرفی کے قتل کا مزہ بھی ممکن نہین کہ اسکے دل سے
دور ہو اور یہ سلامتی کی آرزو نہین کرتا بلکہ اسکی بے مہری بیان کرتا ہی۔ بیت

زہی وجود سخاوت مشخص از کف تو   چنانچہ ذات بصورت چنانچہ شخص بنام

یعنے تیری بخشش ہاتھ سے سخاوت ہی اور سخاوت کا تشخص اور معین ہونا اُس سے ظاہر ایسا ہی کہ صورت
سے ذات مشخص ہوئی اسواسطے کہ پہلے صورت محسوس اور معلوم ہوتی ہی پھر اُسکی ذات سے جیسی
کہ وہ ہی آگاہی ہوتی ہی جب کسی کا نام مذکور ہوتا ہی تب اسکا تشخص عقل مین آتا ہی۔ بیت

بعہد عدل تو شاید کہ تواماں نشوند   صبیہ و صبی اندر مشیمۂ ارحام

اس بیت مین مصنف نے تعریف ممدوح کے عدل صلاح پسندی کی فرمائی ہی یعنے تیرے عدل کے
اقتضا سے لڑکا اور لڑکی ایک زہدان مین اگر جوڑوان نہون تو سزا وار ہی حالانکہ جوڑواں ہونا
لڑکے اور لڑکی کا ایک زہدان مین خلاف صلاح نہین یہ مبالغہ مین غلو ہی اور مشیمہ ایک جھلی ہی
کہ رحم کے اندر بچہ اُسمین علقہ ہوا اور نکلنے کے بعد بچہ ہوتا ہی۔ بیت

ز زخم نشتر فصاد انتقام تو شد   درون حادثہ پرخون چو شیشہ حجام

شیشہ حجام وہ ہی کہ ولایت مین نشتر لگانے کے بعد خون شیشہ مین لیتے ہین جس سے خون کی
تعداد دریافت ہو اور چھوٹا کدو کہ جب جونک لگاتے ہین اور جس وقت وہ جونک علاحدہ کیجاے
تو اُس جگہ چھوٹے کدو کو رکھتے ہین کہ اُسمین خون جمع ہو اور ہندی مین اُسے تونبڑی کہتے ہین جیسا کہ
اس ملک مین دستور ہی یعنے تیرے عوض لینے کے فصاد نے خونِ نشتر حادثہ کے مارا ہی اور اس نشتر کے

زخم سے حادثہ کا دل شیشہ حجام کی مثال خون سے بھر گیا حجامت خون نکالنے کے معنی ہین
اور حجام اُس سے صیغہ مبالغہ ہی۔ (شیشہ حجام شیشہ بود کہ حجامان خون بدن بدان میکنند و بعضے
امراض خالی شیشہ باشد و خون درآن نباشد واین برای امالہ مادہ بود در رایج ایران ست و ہندوستان
این عمل بشاخ گاو و مانند آن کنند و شیشہ مطلقاً رواج ندارد کذافی بہار عجم) بیت

حروف قدر ترا صورت فلک جزم ست   بعکس قاعدہ پائین فتادہ در ارقام

دوسرے مصرع مین فتادہ فعل ہی اور فلک جو پہلے مصرع مین ہی اوسکو دائرہ کی صورت فرض کیا اعلی
ہی یعنے تیری قدر کے واسطے آسمان جزم ہی جو حروف کے جزم کے لیے مستعار ہوا چاہیے تھا کہ حروف کے
اوپر ہوتا ہی لیکن اپنی نارسائی سے قدر کے حروف کے نیچے جو بہت بلند کیے ہین خلاف قاعدہ واقع
ہوا ہی۔ بیت

بعہد عدل تو کز کحل جزم ہیچو غزال   بخون گرگ سیاہ ست دیدۂ اغنام

بیت اول معنی مین دوسرے بیت کے شامل ہی (یعنے قطعہ بند ہی) اور دوسری بیت یہ ہی ۵
خلاف قاعدہ صیاد پیشگان شاید + کہ پر درند با ہنگ صید باز حمام + جزم اول حرف کے
پیش اور دوسرے کے سکون سے ہوشیاری کے معنے اور اغنام جمع غنم کی جو عربی مین بکرے کو
کہتے ہین اور دیدہ بخون کسی سیاہ کردن کنایہ ہی کسیکے تشنہ خون ہونے سے اور حرف کاف سے
آخر بیت یک جملہ معترضہ ہی اور جملہ معترضہ کے یہ معنی ہین کہ بھیڑیا جو بکری کو کھا جاتا تھا تیرے عدل
کے مشاطہ نے جو سرمہ ہوشیاری کا بکری کی آنکھ مین لگا دیا ہی تو آنکھ اُسکی خون گرگ سے ہرن
کی آنکھ کی مثال سیاہ ہین یعنے تیرے عدل کی حمایت سے بکری بھیڑیے کو مار ڈالتی ہی پس تیرے
انصاف کے زمانے مین جو لوگ شکاری پیشہ ہین چاہیے کہ باز کا شکار کرنے کو کبوترون کو طیار
کرین اے تیرے عدل کی حمایت مین کمزور زور آور پر غالب ہی (از مترجم صاحب بہار عجم نے
لکھا ہی کہ دیدہ سیاہ کردن بچیزے کنایہ از چشم دوختن و چشم سیاہ کردن میرزا صائب ۵ گشتم سیاہ
ز نظارۂ بنفشہ خطان + شود دو دیدہ چو بادام اگر سفید مرا + میرزا طاہر وحید ۵ دیدہ سیہ کرد
با حوال ما + چشم رسانید باقبال ما + سیدی محمد عرفی ۵ بعہد عدل تو کز کحل جزم ہیچو غزال + بخون
گرگ سیاہ است دیدۂ اغنام + خلاف قاعدہ صیاد پیشگان شاید + کہ پر درند با ہنگ صید
باز حمام + پس اس محاورہ کے موافق یہ معنے ہونگے۔ تیرے عدل کے زمانے مین کہ ہوشیاری کے
سرمہ سے ہرن کی طرح بکری کی آنکھین بھیڑیے کی مارنے کی تاک مین ہین اور مراد وہی معانے

مشرح مین اور تشبیہ غزال فقط آنکھون کے سیاہ ہونے مین ہی جو مشہور ہی اور اس صورت مین لفظ شیاہ کا
دو معنی سے لیے مفید ہوگا غزال کی تشبیہ مین رنگ سیاہ کے لیے اور تاک لگانے کے لیے دیدہ اغنام کے
حق مین — اور یا تشبیہ غزال پوری ہو یعنے جسطرح ہرن بھیڑیے کے قتل کی تاک مین ہی اسیطرح بکری
کی آنکھ بھی ہی — ابیات

شہا بزم تو چون این قصیدہ برخوانم ۔۔۔ کہ ملک نظم ز فیضش گرفتہ است نظام
سزد بجائزہ با جیب بر درم گر چرخ ۔۔۔ بدوشم افگند این جامۂ زمردفام

یعنے ای بادشاہ جب یہ قصیدہ تیری مجلس مین عرض کرون جسکے فیض سے ملک سخن منتظم ہی
آسمان تعریف کرتے ہوئے اپنا سبز رنگ جامہ مجھے اوڑھا دے مین اُس جامہ کو تیرے صلہ او بخشش
کی نظر سے جیب تک چاک کرون یعنے قبول نکرون اور جائزہ بمعنے صلہ او بخشش کے ہی — داز مترجم
میرے نزدیک شارح علیہ الرحمہ کو ناسخ کی تحریف سے اس معنی کے بیان پر توجہ ہوئی اسواسطے
کہ تیسرے مصرع مین تا جیب بر درم تحریف با جیب پر درم کی ہی اور اسیکا موید دوسرا نسخہ اسکا ہی تا بام
گہر کردون اور معنی اِس نسخہ کے صاف نے تکلف ہین یعنے سزاوار ہی اگر آسمان اُس قصیدہ کے صلہ مین
موتی بھرے جیب سمیت اپنا جامہ سبز رنگ مجھے دیدے) بیت

ہمیشہ تا ز دم عنکبوت پردۂ صبح ۔۔۔ بود لعاب لوامع تنیدہ بر ایام

یہ قطعہ دعائیہ شرطیہ ہی اور عنکبوت پردہ صبح سے آفتاب مراد ہی اور تار شعاعی جو عالم پر گرتے ہین
گویا اُسکا لعاب ہی کہ دنیا کے اوپر تنا ہوا ہی چونکہ مکڑی کا جالا سفید ہوتا ہی اسواسطے صبح کا ارادہ کرنا نہایت
خوب ہی اور یہ پردہ تانا ہوا آفتاب کے مکڑے کا روز قیامت تک رہیگا پس اُسوقت تک ایسا ہو جیسا
کہ دوسری بیت مین کہتا ہی اور یہ نسبت شرطیہ کا حسن ہی کہ جملہ جزائیہ کے الفاظ مطابق الفاظ جملہ
شرطیہ کے ہون —

قصیدہ در مدح خانخانان و تتبع قصیدہ انوری پرداختہ بیت

تا بازم از وصال جدا کرد روزگار ۔۔۔ بار روزگار شوق جدا کرد روزگار

یہ قصیدہ خانخانان کی مدح مین کہا ہی اور اُسمین قصیدہ انوری کا تتبع کیا ہی اور قصیدہ انوری کا
مطلع یہ ہی — جبل متین ملک دو تا کرد روزگار + اقبال را بوعدہ وفا کرد روزگار + لفظ تا
ابتداے مدت کے لیے ہی اور فارسی مین لفظ باز کے ساتھ کلمہ تا مستعمل ہوتا ہی اُس سے معنی اُسکے

معصود نہین ہوتے یعنے اُس مدت سے کہ مجھے زمانہ نے جدا کیا ہے وقت شوق کے ساتھ کیا بیان کرون
کیا کچھ کیا ہے — بیت

ای جان پیالہ در کش و مستی زیادہ کن
کت زہر ہجر نشہ فزا کرد روزگار

ہمت کو حرص دلاتا ہے کہ ای جان پیالہ چڑھا اور مستی زیادہ کر یعنے بہت خوش ہو کہ تجھے زمانہ نے
زہر ہجر سے متوالا بنا دیا ہے اور دوسری بیت بھی اسی مضمون کی ہے بیت

آن دست را کہ رو ننمودی ز آستین — دامان سعی گیر دعا کرد روزگار

یعنے وہ ہاتھ جو کہ آستین سے نہین نکلتا تھا اور منہ نہ دکھلاتا — ہاتھ کا آستین سے نہ نکلنا استغنا سے
بخل کی حالت سے ہے سوا نہین ہوتا اور یہان استغنا مراد ہے اُسی زمانہ نے سعی اور دعا کا دامن گیر
کیا — دعا کے وقت جو ہاتھ آستین سے نکالتے ہین تو کہتا ہے کہ قبول اثر دعا کا محتاج کیا یعنے استغنا سے
نیاز کے مرتبہ مین لایا ہے اور ممکن ہے کہ تعقید کہین یعنے لفظ گیر کو لفظ ما مقدر کے نیچے لاوین اور سعی کو مضاف
دعا کرین — یعنے ہاتھ کو دامنگیر سعی کا اسکے کیا ہے اور قاعدہ ہے کہ توقع کی نظر سے ہاتھ دامن تک
بڑھاتے ہین — بیت

آن مست را کہ بوسہ ندادی بدست وصل — در پای مزد میر صبا کرد روزگار

پای مزد میر کو اگر صبا کی طرف مضاف فرض کرین ہو سکتا ہے کہ اس کلام مین تاویل بالمصدر
کرین یعنے در پا مزد میری صبا کردہ است یعنے زمانہ نے اُس مست کو صبا کے اجورہ مین جان
دینے کے کام مین لگا دیا ہے — اور اس بیت کے دوسرے مصرع مین تعقید بھی ہے اور تقدیر یہ ہے کہ
میر مشتق از مردن فعل مست ہے جو پہلے مصرع مین مذکور ہے — پاے مزد مضاف اور صبا مضاف الیہ
دونون کو معنی لفظ در کے وسیلہ سے ظرف میر کا کہ میرندہ کے معنے سے تاویل کیا گیا اور فعل مست کا
ہی کہا جاے اور تقریر اسطرح کرین کہ اُس مست کو جو پہلے نے پروائی کے سبب سے وصل کے
ہاتھ پر بوسہ نہین دیتا تھا اور اُسکی قدر نہین کرتا تھا اب زمانہ نے صبا کے اجورہ مین مرنے والا کیا ہے
یعنے صبا جو یار کی طرف سے خبر پہونچاتی ہے اسکی قدر کہ وہ مست صبا کے اجورہ کے لیے مرتا
اور جان دیتا ہے — نے تکلف دونون صورت مین بالکل تکلف اور وہ مست بے پروا (عرفی) ایسے تکلف
کا روادار ہوا اب او معنی اس بیت مین کہان سے آوین کہ اُسکے پا مزد مین جان دے سکین —
(از مترجم — اس بیت کی شرح جو دو طرح پر شارح علیہ الرحمۃ نے بڑی زحمت اُٹھا کر لکھی ہے حاصل

اُسکا یہ ہے کہ پہلی صورت مین ترکیب اسم و امر کو بمعنے مصدر لیا اور دوسری صورت مین بمعنی اسم
فاعل لیا ہے اور بیشک ترکیب اسم و امر ان دونون معنی کو مفید ہوتی ہے جیسے پاے بوس اور دست گیر
باوجود اسکے شارح علیہ الرحمۃ اپنی کوشش کے نتیجے سے محظوظ نہین ہوا اور عمدہ معنے کے پیدا ہونیکا بار مصنف پر
رکھا اور سچ ہے کہ معنے مین لطف حاصل نہین ہوتا اور ایک نسخہ مطبوعہ محشے جو میرے سامنے ہے اُسکے
حاشیہ پر معنی جو اس بیت کے لکھے ہین بجنسہ نقل مین قولہ آن مست را الخ ای چنان از بادہ شوق محبوب
مست بودم کہ از وصال ہم خبر نداشتم و از جور زمانہ خود را بپای مزد میر صبا کہ مژدہ وصال یار مے آورد
مید ہم انتہی محشی نے میر صبا کو میر شکار کے قیاس پر ایک منصب دار قرار دیا ہے شاید ایسا ہو
مگر لغت و اصطلاح اُسکی مساعد نہین مین کہتا ہون کہ جسطرح در پای کسی افتادن کنایہ عجز و الحاح
سے ہے اُسی طرح در پاے کسی مُردن بھی کنایہ اُسی عجز و الحاح سے مگر مبالغہ کے ساتھ ہے جیسا کہ
اس بیت مین ہے ۔ آنکہ بر خاک در میکدہ جا داشت کجاست تا نہم بر قدم او سر و پیشش میرم
پس فارسی مین یہ ایک محاورہ ہے اور اُسکے یہ معنی ہین کہ کسی کے پانون مین گر کر اُسکی خوشامد کی
کہ اُسمین جان اپنی دیدی اور صاحب بہار عجم نے لکھا ہے کہ مزد بالضم اجرت مگر ای فارسی نیز آمدہ پا مزد
پای مزد دست مزد دندان مزد استعمال و پا مزد و پاے مزد بزاے معجمہ مرادف پا رنج و مقابل دست مزد
انتہا اور پا مزد اجرت کو کہتے ہین اور مُردن کے معنی جان کا دینا تو اس سے اجرت مین جان کا
دینا مستفاد ہوتا ہے جب کہ اجزا پا مزد مصطلح کی تحلیل کرین اور در پاے مزد میر کو جو مرکب اسم و امر
سے ہے بمعنے اسم فاعل لین جو دوسری توجیہ شارح مین ہے تو بیت کے یہ معنی ہونگے کہ اُس مست کو
جو وصل کے ہاتھ کو بے پروائی سے بوسہ تک نہین دیتا تھا یعنے وصال کے مصافحہ سے مستغنی
یا مستکرہ تھا اب اُسکی یہ حالت ہے کہ صبا جو وصال کی خبر یا مژدہ لاتی ہے اُسکی اجرت مین جان دینے کو
مستعد ہوا اور ترکیب مرکب اسم و امر مین ایسا تصرف مصنف کے لیے کہ اُستاد صاحب زبان ہے
روا سمجھنا چاہیے اور اُسکے اعتراض سے باز رہنا مناسب ہے ۔ **بیت**

در آرزوے سایۂ ایوان رفعتش　　تعمیر ارتفاع سما کرد روزگار

یعنے زمانہ نے جو آسمان کی بلندی کو تعمیر کیا تو اس آرزو سے کہ ممدوح کے ایوان رفعت کا سایہ
اُسپر گرے ۔ **بیت**

ہم روزنامہ دار نصیب حسود وے　　فتوی نویس خوف و رجا کرد روزگار
ہم چہرۂ مسا و صباح دل حسود　　اندودہ صباح و مسا کرد روزگار

ان دو بیتون مین ایک طرز پر مصنف نے رعایت لف و نشر مرتب کی فرمائی ہی یعنے زمانہ نے روزنامۂ
نصیب دشمن کو فتوے نویس امید کا کیا ہی اسے تمام امید ممدوح کے نصیب مین لکھدین اور اسطرح
شام ممدوح کے چہرہ کو صبح سے بھر دیا یعنے روشن کیا اور چہرہ صبح دشمن کو غم کی شام سے بھرا یعنے
سیاہ کر دیا۔ (از مترجم) ان دونون بیت کے صحیح نسخے یہ ہین سه ہم روزنامۂ ازل نصیب ورے
حسود + فتوی نویس خوف و رجا کرد روزگار + ہم چہرہ مساء و صباح ورے و حسود + اندوده صباح و مسا
کرد روزگار + بیت اول مین لف و نشر غیر مرتب اور بیت دوم مین لف و نشر مرتب ہی) بیت

ای عمل بریدی که بحکم عتاب تو + آجال را برید فنا کرد روزگار

آجال جمع اجل برید بمعنی قاصد بعض نے اسکی تقریر اسطرح کی کہ زمانہ نے مرگ کو قاصد فنا کا بنایا
تا کہ جس کسی پر تو غصہ کرے فنا اسے مرگ کی طرف مائل کرے اور میری خاطر مین یہ معنے آتے ہین
تیرے غصہ کے حکم سے زمانہ نے مرگ کو فنا کر دیا۔ بیت

در روزگار عمل تو معمورہ کہ ساخت + در تحت ظل جغد بنا کرد روزگار

یعنے زمانہ نے تیرے لطف کے عہد مین جو آبادی بنائی وہ سایۂ جغد مین بنائی ہی ہر چند جغد کا
سایہ نحوست سے ویران کرتا ہی لیکن تیری مہربانی سے وہ نحوست تبدیل ہوگئی جو عمارت کہ جغد کے
سایہ تلے زمانہ کی بنائی ہوئی ہوگی پایدار رہیگی و قید لفظ معمور کی پایداری کی نظر سے خوب مخصوص
ہوئی ہی۔ (از مترجم۔ دوسرا نسخہ جسکے معنے صاف ہین یہ ہی سه در روزگار قہر تو
معمورہ کہ ساخت + در تحت ظل جغد بنا کرد روزگار) بیت

گلزار وصل شاہد عمرت بدست کرد + بر تخت خود چه پایه ثنا کرد روزگار

یعنے تیرے شاہد عمر کا وصال ایک باغ ہی کہ اسے زمانہ نے حاصل کیا اور بہت کچھ اپنے نصیب کی تعریف کی
کہ اس مطلب کو پہونچا دیا اور چه پایه ثنا کردن سے مراد بہت تعریف کرنے سے ہی اور بعض نسخون مین
عمرت کے بجائے معنی ہی اس صورت مین بھی شاہد معنی سے ذات ممدوح مقصود ہوگی بیت

یا از دحام جاه تو زا بسوی لامکان + تاکید در عموم ملا کرد روزگار

ملا بمعنی پری ہی یعنے ای ممدوح کثرت کے سبب تیرے مرتبہ نے دنیا کو بھر کر لامکان کے اسطرف
پہونچا ہی اسواسطے زمانہ نے عموم ملا کے لیے تاکید کر دی کہ لامکان کے اسطرف بھی تیرے
جاہ سے مملو اور مالا مال ہی۔ بیت

برہان دہر سوز عتاب تو میگذشت + تسلیم در ثبوت خلا کرد روزگار

حکما کے قاعدہ کے توڑنے کے لیے کہ وہ کہتے ہین دنیا مین کوئی جگہہ نہین کہ وہان خلا ہو اور جس
جگہہ کو تم خالی سمجھتے ہو حکما اُسکا پُر ہونا ہوا سے ثابت کرتے ہین مصنف کہتا ہی کہ خلا ممکن ہی اس
دلیل سے کہ ہر گاہ زمانہ جلگیا اُسکا مقتضی کہ حکما کے زعم کے موافق ملا تھا وہ بھی سوخت ہوگیا
برہان کو اضافت طرف دہر سوز کے توصیفی ہی اور ممکن ہی کہ سوز کو ساکن الآخر پڑھین او صفت
مقدم عتاب کی کہین اور برہان کی اضافت عتاب کی طرف اضافت لامی ہو لیکن صورت اول بہتر ہی

واللہ اعلم ۔ بیت

امرت بمصلحت قدمی گر بسنگ زد ۔ دستار در گلوی قضا کرد روزگار

یعنی تیرے امر نے اگر قدم پتھر پر رکھا یعنی ٹھہرا ہوا زمانہ نے قضا کی دستار اُسکے گلے مین ڈالکر کھینچا کہ
کسواسطے ممدوح کا امر روانی سے ٹھہرا اور تجھے پسند آیا ۔ بیت

شوخی کہ با وجود وی از بیم فرقتش ۔ از بہر جان خویش دعا کرد روزگار

اسکی بیت اول یہ ہی ۔ آورد روی بندگی ما بدلبری ۔ مارا درم خرید بلا کرد روزگار ۔ شوخی
مین یاے نسبت ہی نہین یاے موصولہ ہی اور آگے اُسکا بیان کرتا ہی کہ زمانہ باوصف اُسکی موجود
کے اس اندیشہ اور خوف سے کہ مبادا شوخی کی اقتضا سے ہنوز ستایا نہین کہ وہ چلدے اپنی
جان کی خاطر دعا کرتا ہی ۔

قصیدہ در فخر خود گفتہ و تعریف اسپ ۔ بیت

ای طعن فلک نوشتہ بر سم ۔ وے زلف صبا بریدہ در دم

یہ قصیدہ اپنے فخر مین لکھا ہی اور گھوڑے کی تعریف سے اُسکی تمہید کی اور اُسمین تتبع قصیدہ
حکیم انوری کا کیا جو اسی قسم کی تمہید پر عمدہ کہا اور مطلع اُسکا یہ ہی ۔ ای زرین نعل و آہنین سم
وے سوسن گوش و خیزران دم ۔ مطلع عرفی کا حاصل معنی یہ ہی کہ گھوڑے کی طرف خطاب
کیا اور پہلے دو بیت مین اس قصیدہ کے بعد حرف ندا جملہ معترضہ ہی اور تمامی خطاب تیسری بیت پہ
ہی چونکہ آسمان کی رفتار تیزی اور سرعت مین بہت مشہور ہی تو مصنف کہتا ہی کہ تو ایسا گرم رو ہی
کہ فلک کا طعن تو نے سم پر لکھا ہر چند استعارہ سم سے لکھنے کا ایک ایسا استعارہ ہی کہ مصنف نے
ہی استعمال کیا لیکن دو وجہ اُسکی ہوسکتی ہین اول یہ کہ رفتار کا اندازہ کرنا سم سے ہی اور یہ اندازہ کرنا
لکھنے کے برابر ہی یعنے گھوڑے نے تیز روی سے فلک کی نسبت طعن اپنے سم پر لکھا گویا آسمان اُسکی

سرعت رفتار کو نہین پہونچا دوسرے یہ کہ ایسا لکھنا رسوا کرنا فلک کا ہی اور پھر انو پر لکھنا اور زیادہ رسوائی
اور اہانت کی بات ہی اور ایک نسخہ جسکی غلطی پر صحیح فتوی نہین دیسکتے ہین یہ ہی کہ پہلے مصرع مین طعن کے
بجاے صحن اور بر کی جگہ از لکھا ہی اس صورت مین نوشتہ کو بیہودہ کے معنی مین کہنا چاہیے اگر واقعی
شاعر نے بھی کہا اور موضوعی ہو تو پہلے نسخہ سے اسکے معنی خوش آئندہ ہین اور دوسرے مصرع مین
استعارہ زلف صبا کا تراشنا اور پھر دم مین اسکو قطع کرنا مصنف کا مخصوص محاورہ ہی کہ گوش کو
نہن سے گانٹھتا ہی ـ بیت

بر غنچہ سبک روی بدانسان + کش خندہ نزاید از تبسم

کلی کی ہنسی وہ ہی کہ ایک ایک پتی اسکی بکھر جاے اور مسکراہٹ اسکی یہ ہی کہ کسیقدر منہ کو کشادگی
ہو اور کلی کا مسکراہٹ سے ہنسی تک پہونچنا باد صبا کے چلنے سے ہوتا ہی اور بیت کے معنے
یہ ہین جسمین مبالغہ گھوڑے کے سبک چلنے کی نسبت ہی کہ کلی کے اوپر اسقدر سبک چلتا ہی کہ صبا
کے چلنے سے جو کلی کو تبسم سے خندہ ہو جاتا ہی گھوڑے کی چال سے وہ بھی نہین بلکہ تبسم کا تبسم رہتا ہی بیت

از گام شمردہ خط نگارے + بر نقطہ نوک نیش کژدم +

نیش کژدم کی نوک پر ایک نقطہ حد ہی کہ وہم کی آنکھ کے سوا دوسرا اسکو نہین معلوم کرسکتا اور اصطلاح اہل
ہندسہ مین نقطہ خط کے سرے کو کہتے ہین کہ خط اسپر تمام ہوتا ہی اور اسکا جزو ٹکڑا ہونا محال ہی اور خط وہ ہی
کہ نقطون کے افراد پر شامل ہی اور ایک چیز کا وقوع بلکہ طریان ایسی شی پر جو مثل نقطہ ہو نا جائز ہی مبالغہ
گھوڑے کی رفتار مین اس محل پر کرتا ہی جہان امکان رفتار کا نہین ہی اسواسطے کہ خط کا لکھنا قدم سے
نقطہ پر غیر ممکن ہی اور وہ گھوڑا امر محال کو پیدا کرتا ہی اور ترکیب مین شمردہ کو خط کے ساتھ پڑھنا چاہیے
اور یہ بہتر ہی اس سے کہ گام کو اضافت شمردہ کی طرف دیجاے یعنے قدم سے نقطہ پر بہت سے خط تو
بناتا ہی بیشک مصنف کی تلاش اس بیت مین وہم کو پریشان کرتی ہی بیت

گرد از تو شہاب یافت زان کرد + سیمرغ وجود خویش را گم

شہاب کی سرعت ظاہر ہی اور سیمرغ کا الوپ ہونا معلوم گھوڑے کی جلدی کی تعریف مین کہتا ہی
شہاب نے تجھسے گرد پائی یعنے تجھسے اثر اسکو پہونچا اس سبب سے سیمرغ نے اپنا وجود گم کیا
سیمرغ کی خصوصیت شہاب کے لیے سیمرغ کے گم ہونے کی نظر سے ہی حاصل یہ کہ سیمرغ نے
تیری جلدی پاکر اپنے تئین گم کر دیا اور بعضے نسخون مین پہلا مصرع اسطرح ہی اور دونون نسخون سے
الفاظ کا مسنح ہونا ظاہر ہی س گرد از تو شتاب دام زان کرد + بہرحال اس صورت مین مصرع اسطرح

کرنی چاہیے کہ سیمرغ کا لفظ جو دوسرے مصرع مین ہی فاعل فعل گردکا ہو جسے موخر واقع ہوا اور شتاب
مفعول ہی اور دام حیثیت فعل یعنے سیمرغ تجھسے شتابی کو حاصل کر ایسا جلد چلا گیا کہ اپنے وجود کو گم
کردیا۔ (از مترجم) ۔ دوسرا نسخہ درست اور معنی اُسکے صاف ہین قاعدہ ہی کہ جسکی رفتار نہایت
تیز ہو وہ نظر سے غائب ہو جاتا ہی اس بنا پر مصنف نے یہ مضمون باندھا کہ سیمرغ جو نظر غائب ہی
اُسکا یہ سبب ہی کہ سرعت اور شتاب اُسنے حاصل تجھسے کی اور پہلے نسخہ مین جو شہاب ہی وہ
تحریف شتاب ہی اور اگر وہ نسخہ بھی قبول کیا جاے تو اُسکی توجیہ اس ترکیب سے ہوسکتی ہی کہ سیمرغ
کو مضاف وجود کا کرین اور یہ تقریر ہو کہ تیری چال اور تیرے دوڑ سے شہاب نے تھوڑی گرد جو تیرے
چلنے مین اوڑے حاصل کی اور اُس گرد کے اثر سے ایسی سرعت شہاب کی رفتار مین آگئی کہ

اُسنے اپنے وجود کے سیمرغ کو بالآخر گم کردیا۔ آیندہ خدا جانے ہبیت

اول قدم ریاض طبعش ... آخر چمن بہشت ہشتم

اوپر کی بیت مین گھوڑے کی تعریف جو بطور تمہید اُس سے ہی اپنے فخر کی طرف مصنف نے
گریز کی (اور وہ بیت یہ ہی ع زان راست روی کہ طبع عرفی + راندت بمسالک تعلم ۔
یعنے پہلا قدم عرفی کے باغ طبیعت کا یعنے پیشگاہ اُسکا آٹھوین بہشت کا آخری چمن ہی اور آخر چمن
مقابل قدم سے طرف آخر بہشت ہشتم کے ارادہ ہوسکتا ہی اسواسطے کہ ایک بہشت متعدد
چمن کو شامل ہی اور بہشت ہشتم سے باغ ارم مراد ہی اسلیے کہ بہشتون کی تعداد مع اسامی پہلے
سات تھی باغ ارم جو شداد نے بنایا اُسکو فرشتے حکم الٰہی سے اُٹھا لیگئے اسوقت بہشت آٹھ
ہوگئے خلاصہ انتہا خوبی ارم کی باغ طبیعت عرفی کی ابتدا مین ہی۔ ہبیت

در ابرہ اطلس فلک دوخت ... رائش زبیاض صبح قاقم

رنگ کی نظر سے آسمان کو اطلس کے ساتھ نسبت دی اور نوین آسمان کے نامون سے
ایک نام اُسکا فلک اطلس بھی ہی اور راے کی تعریف روشنی سے کی ہی اور قاقم ایک پوست
سفید ہی اور اکثر اُسے اطلس کے ابرہ سے دوخت کرتے ہین خلاصہ یہ کہ صبح جو آسمان نرنمایان
ہوتی ہی قاقم ہی کہ عرفی کی راے نے اطلس کے ساتھ اُسکو سید یا۔ ہبیت والبینۃ علی المدعی

گردون بنظارہ ضمیرش ... یک دیدہ ز آفتاب مردم +

ضمیر دل کے اندر کی بات کو کہتے ہین اور دل کو بھی اور اکثر پوشیدہ چیز کو۔ اور باریک شی کو ایک
آنکھ سے دیکھتے ہین کہ آسانی سے نظر آوے۔ یعنے عرفی کے ضمیر دیکھنے مین آسمان یک چشم ہی

جسکی تجلی آفتاب ہی حاصل ضمیر عرفی اسقدر پوشیدہ ہی کہ آسمان آفتاب کے ایک آنکھ سے بغور اُسکو دیکھ رہا ہی۔ بیت

از آب سخاش خوشہ بر داشت نوک مژہ چون سنان گندم

سنان گندم وہی گندم کہ زمین سے اوبی اور پلک کے بال سنان کی صورت ہوتے ہین اور اُسکو بالفرض آبحیات سے بھی سینچین تو اسمین نہ نشو ونما ہو اور نہ اُسمین دانہ آوے کہتا ہی کہ عرفی کی سخاوت کی آبپاشی سے پلک کے بال گیہون کی سی بالی لاتے ہین فقط سنان سوے چشم کی نظر سے یہ مضمون باندھا ورنہ آب سخا سے تخصیص موے مژہ کچھ نہین ۔

قصیدہ در شکایت زمانہ دون گفتہ ۔ بیت

کدامی سادۂ زن فعل یابے کہ بر سر چادر از دامان ندارد

یہ قصیدہ زمانہ دون ہمت کی شکایت مین کہا ہی یعنی کون امرد کوئی ایسا ہی جو سر کے اوپر دامان کی چادر نہین ڈالے رکھتا سادہ موصوف اور زن فعل صفت ہی۔ بیت

چنان بر خضر بوئے مے گذر بست کہ رہ در چشمۂ حیوان ندارد +

اس زمانہ مین خضر علیہ السلام پر شراب کی خوشبو نے راستہ بند کر دیا کہ اسکے سبب چشمۂ آبحیات کی طرف نہین جاسکتا مراد یہ کہ اُسی شراب کو وہ آبحیات جانتے ہین ۔ بیت

چنان گرم اند در عصیان کہ دوزخ غم بیکاری شیطان ندارد

یعنے آپ ہی آپ گناہ رغبت دل سے کرتے ہین کہ دوزخ کو شیطان کی بیکاری کی پروا نہین ہی اسواسطے کہ خلایق معمولاً شیطان کے بھگانے سے دوزخ کے مستوجب ہوتے ہین بیت

غم دین دانگہی لب نعمہ پرواز کہ مسکین این ندارد آن ندارد

دین کی فکر اور پھر یہ کہنا کہ غریب ہین یہ بات نہین وہ بات نہین مطلب یہ کہ اہل دین کے لیے اطوار شایستہ نہین اور بعضے نسخون مین بجاے غم دین کے عمل این دیکھا گیا اس صورت مین کہ ظاہر ہین کاف دوسرے مصرع مین بیانیہ ہی اور غم کا بیان کرنے والا ۔ (از مترجم ۔ پہلا نسخہ یعنے غم دینی کو شعر آیندہ نہین چاہتا پس دوسرا نسخہ صحیح ہی جو شعر آیندہ کے لیے مناسب ہی اور معنی اُسکے یہ کہ اعمال تو یہ ہین جو اوپر بیان ہوئے اور حال یہ کہ ہر وقت اللہ تعالے کا گلا شکوہ زبان پر ہی یعنے کہتے ہین کہ غریب کے پاس نہ کھانے کو کچھ ہی اور نہ پہننے کو کپڑے ۔ بیت

مکافات عمل رزاق خلق ست ہوای نفس قوت جان ندارد

مکافات کے معنے پاداش اور بدلا یعنے جیسا کوئی عمل کرتا ہو اُسکے بدلے مین کارخانہ تقدیر سے ویسا ہی رزق ملتا ہو کہ اعمال کے مکافات از روے مجاز رزق ہو۔ بیت

کسے کز بیم حق نعمت شناس ست بدست از شکر خود دستان ندارد

یعنے جو شخص خدا کے خوف سے اُسکی نعمت کی قدر کرتا ہو ایسا شکر خوف والا ایک مکر اور بناوٹ کا شکر ہو۔ بیت

کسے کو داند و مغلوب نفس ست ز مردم عیب خود پنہان ندارد

یہ بیت ابیات مابعد کے ساتھ باہم مربوط ہین اور معنی اُسکے یہ کہ جس کسیکو علم نفس بہیمی کے غلبہ کا ہو لیکن وہ مغلوب اس نفس کا ہو درحالیکہ اثر قوت تمیز کا نہین وہ اظہار عیوب مین کوشش کرتا ہو پس اگر دشمن اُسکے عیب کا ذکر کرے وہی نفس بہیمی کہ شوخ اور کم بخت ہو غرور کے سبب درگذر نکرے بلکہ اپنے ہمسایہ نفس سبعی کی مدد سے لڑائی کو مستعد ہوتا ہو اور طاعن کو آدمی نہین قرار دیتا اور جو شخص اُسکے غلبہ کو دفع کرے اور اس پر قادر ہو کہ نفس کا مغلوب نہو مگر اُسکا قصد نکرے ایک دفعہ کو اگر مومن ہو تب بھی اُسے زجر و توبیخ کرنی چاہیے اور اگر وہ کافر ہو تو اپنے کفر مین ثابت نہین اور جو شخص ترک کرے اگر ممکن ہو تو اپنے کام مین حیران اور درماندہ نہوگا اور جو شخص نہ اُسکا علم رکھے نہ اُسپر قادر ہو گویا اپنے معشوق حقیقی کے ساتھ عہد و پیمان اُسکو نہین یعنے داخل نباتات اور جمادات ہو۔

قصیدہ خطاب بمعشوق میکند۔ ابیات

اے برزدہ دامن بلا را سر در پئے خویش دادہ ما را

چون دررہ مردمے نہے پاے از کوچۂ ما طلب وفا را

معشوق کی طرف خطاب کر کے کہتا ہو کہ اے بلا کے دامن چڑھاے ہوئے یعنے بلا کو عشاق کی گرفتاری کے لیے چست اور مستعد کیے ہوئے تو نے ہمکو اپنا گرفتار اور پیچھا لانا یا ہو جب مروت کے راستے تو چلے یعنے مزاج مین آئے کہ تو مروت کرے تو مناسب ہو کہ مروت اور فتوت کا اسباب یعنے ہماری بازار سے حاصل کر۔ بیت

یادم نکنے و ہیچ گہ من سنے مژدہ نہ دیدہ ام صبا را

یعنے ہر چند بظاہر تو مجھے یاد نہین کرتا مگر تیرے التفات دلی سے کبھی صبا کو خوشخبری بغیر لائے نہین دیکھا۔ بیت

صد چاک سپردہ ام بہر دست　ناکردہ بدوش یک قبا را

مین جو دیوانگی کے سبب برہنگی کو اپنا لباس بنایا ہی بدن مین قبا بغیر پہنے ایک ہاتھ مین چاک لگا دے غرض قبا کے چیرنے پھاڑنے کو طیار ہون قبل اسکے کہ قبا پہنون۔ بیت

اے بخت چنان مکن کہ آخر　ممنون اثر کنم دعا را

یا دست جفاے چرخ بربند　یا بخل عطاے مدعا را

اے نصیب مدد کار رہ اور ایسا نکر کہ تیری بے امدادی سے دعا کا مین محتاج ہون) اور دعا کی اثر کی احسانمند ہولیں یا آسمان کے ظلم کا ہاتھ باندھ دے جو میرے اوپر دراز کر رکھا ہی بخل موقوف کر جو مجھے مدعا کے دینے مین کرتا ہی اور بعضے نسخون مین بجاے مکن صیغہ نہی کے بکن بصیغہ امر لکھا ہی اس تقدیر مین نصیب سے مدد چاہنا اور دعا کو اثر کا احسانمند کرنا ظاہر ہی بیت

در انجمن جمال رویت　بگرفتہ ز آفتاب جا را

یعنے تیری صورت نے حسن کی مجلس مین آفتاب سے جگہ چھین لی یعنے اسپر غالب آگئی لفظ رو فاعل بگرفتہ کا ہی اسکی طرف لفظ جمال مضاف نہین ہی۔ بیت

دستے سخن آورم کہ شوید　مجموعۂ لطف اولیا را

اس بیت مین کہ اپنے سخن کی شستگی کے سامنے حضرات اولیا کے مجموعہ لطف کی عدم صفائی ظاہر کی دست کو نوع اور قسم کے معنے مین استعمال کیا ہی (از مترجم۔ شارح کا نسخہ مختار لفظ شوید بجاے شاید صریح نادرست ہی اسواسطے کہ اس بیت سے پہلے کے دو ابیات کے مصرعہاے اول کے آخر مین لفظ شاید ہی اور وہ شاہد ہین کہ اس بیت کے مصرع اول کے آخر مین بھی شاید ہی نہ شوید اور اس تقدیر پر معنی بیت کے بہت خوب اور موزون فخریہ ہین کہ اس قسم کا سخن کہون کہ حضرت اولیاء اللہ کے مجموعہ لطف کے لیے سزاوار ہو)

قصیدہ در مدح ابوالفتح بر تہنیت وزن بیت

تا ابد سال نوت بر گشتہ تہنیت　جلگے در ساحت سال نوت محصور باد

یعنے پورانے سال ہمیشہ تک گھوم کر تیرے مبارکباد دینے کو تیرے سنتے سال مین سما جائین اور

یہ کنایہ ممدوح کی حیات ابدی سے ہی اور بعضے نسخون مین بجاے ابد کے ازل دیکھا گیا ہی اس صورت مین معنی اسطرح ہونگے کہ ازل کی تعریف وہ ہی جسکی ابتدا نہین ہو اور ابد کی یہ تعریف ہی کہ اسکی انتہا نہین ہی پس عمر سے جو سال گذر گئے وہ ازل کی طرف گئے پس غرض یہ ہی کہ ازل تک جسقدر پورے سال گذر گئے سب گھوم کر سال جدید مین محسوب ہون — بیت

از در دروازہ نوروز تا میدان عید ہمچنین آرایش بازار عشرتش شود باد

نظم کے محاورہ مین دو لفظ ایک معنی کے بہت واقع ہوتے ہین اور اُن دونون سے ایک مقصود ہوتا ہی — جیسے ساحت میدان اور خلق عالم اور در دروازہ وغیرہا اور اگر واو عاطفہ درمیان میں ہو تو بہتر ہی اور معنی یہ ہین کہ اسیطرح تیری عمر کے بازار کی خوبی اور رونق خوشی اور خورمی ہو اور نوروز کو اور عید کو میدان سے تشبیہ دیکر دونون کے اکٹھے ہونے سے خوشی کی افزا مراد لین نہ یہ کہ درمیانی ایام کا شائبہ مخل معنی ہو (از مترجم) مضاف و مضاف الیہ مین تغایر من وجہ ضرور ہی اسواسطے کہ اضافت ایک لفظ کی مثل کی طرف جائز نہین — بیت

ہر معماکش بود افزایش مصداق اسم درمیان کودکان دولت مشہور باد

مصداق گواہ اور یہان مادہ سے مراد ہی پس کہتا ہی جو معما کہ اسکے اسم کا مصداق ترقی اور افزایش ہو تیری دولت کے اطفال اسکو سمجھین (از مترجم) — نسخہ صحیح یہ ہی ؎ ہر معمائے کش افزایش بود مصداق اسم ؛ یعنے جو معما کہ اُسکے اسم کا مصداق افزایش ہو اور افزایش پر اسکا اسم صادق آوے باوجودیکہ معما کا اسم نہایت پوشیدہ اور مشکل اسکا پانا از روی قواعد ہی مگر خدا کرے کہ وہ معما تیرے دولت کے لڑکون مین مشہور اور مستعمل ہو — بیت

ہر نعت کاندیشہ یابد بہر مفہوم ابد جملہ بر عنوان لوح ہستیت مسطور باد

اس بیت مین ممدوح کی زندگی جاویدکی دعا ہی یعنے جو لفظ کہ ابد کے معنے مین ہمیشگی ہو تیرے ہستی کے تختے کے سرے پر لکھا ہو یعنے ابد جسکی انتہا نہین ہی تیرے وجود کی ابتدا سے خوب بندھی جکڑی رہے اور جملہ کا لفظ جو کثرت کا مقتضی ہی مقابل ہر نعت کہ وحدت کو چاہتا ہی تمام افراد نعت کے نظر سے ہی اور ممکن ہی کہ جملہ کا لفظ تاکید حصر کے واسطے ہو یعنے وہ سب نعت مسطور ہون اسکا غیر نہو — بیت

در سماع انداز صریر خامہ اتت اسرار غیب حشر و نشر لفظ و معنی از دم این صور باد

ظاہر ہی کہ آواز نرم اور خوش آیندہ سے سننے والے کو وجد اور رقص پیدا ہوتا ہی پس کہتا ہی کہ تیرے قلم کی آواز سے اسرار الٰہی کو وجد اور رقص ہی اور پردہ غیب سے عرصہ ظہور مین آتے ہین اور چونکہ حشر و نشر

صدور سے ہوگا تو لفظ اور معنی کا پیدا اور ناپیدا ہونا تیرے قلم کے صدور سے ہوا اور ہر چند اسرار
غیب کی جنس مین سے ہیں مگر یہان معنی مجازی مراد ہین — **بیت**

شاخ تاکی کش بود بخت بلندت باغبان　　طارم گردون شکن از خوشۂ انگور باد

یعنی جس درخت انگور کی ڈالی کو تیرے بلند نصیبے سے پرورش ہو زیادہ انگور کے سبب الیسا طارم
ہوجاے کہ آسمان کی ٹٹی مین سمائے اور اپنے نشو و نما کے زور سے آسمان کی چھت توڑ کر اوپر نکل جاے
اور یہ بھی ممکن ہے کہ طارم گردون شکن کو تقیید سے کہین یعنے وہ شاخ طارم آسمان کی توڑنے والی ہو
اور بعضے نسخون مین طارمش شین ضمیر کے ساتھ ہے اس صورت مین نئے تکلف معنی پیدا ہوتے
ہین اور خوب مبالغہ بخت بلندی مین ہے — (از مترجم — برہان قاطع مین طارم بروزن آدم خانہ
را گویند کہ از چوب سازند ہمچو خرگاہ وغیرہ و بام خانہ را نیز گویند و بمعنی گنبد ہم آمدہ است و مجمری را
نیز گویند کہ از چوب سازند و بر اطراف باغ و باغیچہ بجہت منع از دخول مردم نصب کنند اور بہار عجم مین ہے
کہ طارم چوب بندے کہ از براے انگور و یاسمین و کدوے صحرائی کنند دوار بند و طارم انگور و دار بست
نیز گویند نور الدین ظہوری — ثنا ہا ہمہ ایزد پاک را + ثریا دہ طارم تاک را) **بیت**

قبضۂ شمشیر کینت دستگاہ آفت ست　　سایۂ شمشاد رایت چشمۂ شاپور باد

یعنی تیرا کینہ بلا انگیز ہے اور آفت اُس سے قوت حاصل کرتی ہے — اور دوسرے مصرع مین نیزے کی
روشنی کی تعریف کرتا ہے اور نیزہ کو بلندی کی نظر سے سرو شمشاد سے استعارہ کیا اور اسکے سایہ کو چشمۂ شاپور کہا
اور رایت جو شمشیر کے مقابل ہے ترکیب مین مضاف کین کا ہے کہ اُس مضاف الیہ کو مقدر کہنا چاہیے
یعنے تیرے کینہ کے نیزہ کے شمشاد کا سایہ چشمۂ شاپور کا ہے اور اگر رایت کو ترکیب مین مضاف اور
مضاف الیہ مقابل کینت کہین اور روشنی رائے کی تعریف قرار دین معنی بہت اچھے پیدا ہوتے ہین
اور استعارہ رائے کا شمشاد کے ساتھ عرفی ایسے اُستاد سے بعید ہے اور چشمۂ شاپور مشہور ہے کہ شاپور
نے ہنر کی قوت سے آہن کی زمین مین سنگ الماس سے وہ چشمہ بنایا اسقدر چمکتا ہوا ہے کہ اوسپر
نظر صفائی کے باعث نہین ٹھہرتی تھی پس معلوم کرنا چاہیے کہ سایہ مین جب اسقدر روشنی ہے تو رایت
کی روشنی کس درجہ ہوگی (از مترجم — چشمۂ شاپور کے بجاے دوسرا نسخہ چشمۂ سار نور ہے کہ بہتر ہے
اور شارح علیہ الرحمہ نے رایت کو مضاف و مضاف الیہ کی صورت مین بلحاظ معنی ناپسند کرکے ترک کیا
اسواسطے کہ استعارہ رائے کا شمشاد سے شان مصنف سے بعید ہے مگر واضح ہو کہ جسطرح رائے
کی تعریف روشنی سے کرتے ہین اسیطرح بلندی سے بھی کرتے ہین جبکی طرف شارح علیہ الرحمہ کا خیال نہین

رجوع ہو اور نہ اسی ترکیب مضاف و مضاف الیہ کے ساتھ رایت کو اختیار کرتے اور ضرورت مضاف الیہ مقدر یعنے کنیت سے کی ہوتی اور میرے نزدیک یہی درست ہے ۔ بیت

عالم عیشت کہ بالتطبیق شرع آمد قدیم آسمان و بہشت و زہرۂ او حور باد

مخفی نرہے کہ جس مقدمہ کے اثبات کا متکلم قصد کرتا ہے اُسکے ثبوت کے لیے سند بیش کرتا ہے تاکہ وہ مقدمہ ثابت ہو اور عالم کو حکما نے قدیم کیا ہے اور یہ شرع میں صحیح نہیں ہے مصنف نے ممدوح کے عالم عیش کو کہا کہ قدیم ہے پس بغرض ثبوت قدم عالم عیش کی سند لایا کہ قدیم بالتطبیق شرع ہے یعنے اندر و حکم شرع کے قدیم ہے (اور بالکل غلط) یا کہین کہ جیسی شرع قدیم ہے (اور اسمین بھی کلام ہے) اور عالم کو آسمان اور زہرہ درکار ہے اور بنظر عالم عیش کی بہشت اور حور کو آسمان اور زہرہ کہا ہے ۔ بیت

بہر اخذ نعمت تسخیر عالم پرورت دامن دریوزہ در کف سایہ باد و نور باد

واضح ہو کہ تسخیر عالم کو استعارہ نعمت سے کیا اور نعمت کی اضافت تسخیر عالم پرور کی طرف یعنے تیرا تسخیر کرنا جو دنیا کو پرورش کرتا ہے ایک نعمت ہے اس نعمت کے حاصل کرنے کے لیے سایہ اور نور جو رات اور دن کے لحاظ سے زمانہ ہے جسکا دامن گدا گرون کی طرح ہاتھ مین لیکر آگے بڑھاے ہے اور یہ ممدوح کی تعریف عالم کی پرورش اور حفاظت کی نسبت ہے ۔ بیت

گر قضا خود را شمارد دستیار حکم او جاے تعریض است اما گوئیش معذور باد

یعنے قضا اپنے تئین تیرے حکم کا مددگار کہے تو مقام تعریض کا ہے کہ کسواسطے دلیری اور گستاخی اُسنے کی (معاذ اللہ) لیکن مین اُسے معاف کرتا ہون اسواسطے کہ خطا کی اور مفتی کو خطاء گذشتہ مین معذور رکھتے ہین ۔

قصیدہ در مدح اکبر شاہ و توطیہ بر فرچیستان شمع و رزیدہ بیت

چیست آن جوہر ہدایت فن + آسمان مولد و زمین مسکن + +

یہ قصیدہ اکبر شاہ کی مدح مین ہے اور توطیہ اُسکا شمع کی چیستان سے اُٹھایا اور اکثر مضمون کے ناک اور کان اوڑا دیے بیت کے یہ معنی ہین کہ بروی ترکیب جوہر ہدایت فن مین اضافت توصیفی ہے اور صرف اس شمع کے شعلہ پر نظر کرکے سوال کرتا ہے کہ وہ جوہر کیا ہے جسکا فن ہدایت ہے اور سوا نہین جوہر علوی آتش ہے کہ آسمان مولد کہا اسکو اصل پیدائش کے سبب سے جو آسمان سے زمین پر آئی ہے چنانچہ آتش کا وجود سنگ خارا سے دنیا مین عہد جمشید سے ثابت ہے کہ کتابون اُنکی

حکایت پر مشتمل ہین مگر حکیم واقف ہے کہ آتش کا وجود خارا مین دراصل آسمان سے ہے واللہ اعلم بیت

رشتہ آتش در سیاست سوزن — سوزنش در حراست رشتہ

ضمیر تثنیہ شمع کی طرف اور سوئی اسکو کہنا اسکے راستے کے سبب سے ہے اور رشتہ اسکے درمیان ہے گویا اسکی حفاظت کرتا ہے اور جب روشن ہو وہی رشتہ ہے جسکے شعلے کے وسیلے سے وہ روئی کو گلاتا ہے اور وہ درحقیقت سوئی کی سیاست کرتا ہے کہ سوئی مضمحل ہوجاتی ہے بیت

ہم زبرق صفا سہیل یمن + ہم ز باد صبا شود جوزا

پوشیدہ نہو کہ جوزا ایک برج ہے جسے ڈیکاچھی کہتے ہین اور وجہ تسمیہ اسکی پہلے بیان ہوچکی یعنے ہوا کا صدمہ شمع کو پہونچتا ہے شعلہ اسکا دہرا ہوکر دو پیکر معلوم ہوتا ہے اور صفائی اور نور کے سبب سہیل یمن ہے بیت

آفتابش چہ تیر و چہ بہمن — بر خط استوا کند حرکت

خط استوا ایک سیدھا خط موہوم ہے کہ آسمان کے بیچون بیچ مقرر کیا ہے اور تیر ماہ گرمی کا مہینا اور دی مہینا جاڑے کا ہے - آفتاب ماہ تیر مین عین خط استوا پر حرکت کرتا ہے تفصیل یہ کہ جب کوئی قبلہ رخ کھڑا ہو اسکے سر پر آفتاب چمکتا ہے اور بہمن مین خط استوا سے ہٹکر دکھن کی طرف چلا جاتا ہے اور اسوقت اگر کوئی شخص قبلہ رخ کھڑا ہو تو اسکے بائین شانہ پر آفتاب چمکتا ہے - در ترجمہ برہان قاطع مین ہے کہ تیر چوتھا مہینا سال شمسی کا ہے اور وہ مدت آفتاب کے رہنے کی برج سرطان مین ہے اور بہمن نام گیارہوین مہینے کا سال سے ہے اور آفتاب اسوقت برج دلو مین ہوتا ہے - اور خط استوا ایک دائرہ موہوم کرہ زمین پر بیچون بیچ پورب پچھم کے ہے جو زمین کے کرہ کو دو مساوی حصون مین تقسیم کرتا ہے اور اسکے مقابل آسمان پر ایک دائرہ موہوم ہے جسکو معدل النہار کہتے ہین اور اسکے علاوہ ایک دوسرا دائرہ منطقۃ البروج آسمان پر ہے جو ساڑھے تیئس ۲۳ درجہ کا زاویہ معدل النہار سے بناتا ہے جسکو طریق الشمس کہتے ہین اور اسی دائرہ کے بارہ حصے کرکے ہر ایک حصہ کا نام برج رکھا اور آفتاب کا گذر خط معدل النہار پر سال بھر مین دو مرتبہ ہوتا ہے ایک دفعہ جب کہ نقطہ اول برج حمل پر دوسری دفعہ برج میزان کے اول نقطہ پر پہونچتا ہے اور یہ دو وقت اعتدال کے ہوتے ہین اور آفتاب کا سر پر یا شانہ چپ پر ہونا عرض البلد پر منحصر ہے جسکا حساب خطوط نصف النہار کے سمت الراس سے ہوتا ہے اور خطوط فرضی قطبین شمالی اور جنوبی پر گذرتے ہین اور کرہ زمین کو اسطرح تقسیم کرتے ہین جسطرح خربوزہ کی دھاریان خربوزہ کو تقسیم کردیتی ہین بیت

قصب ماہتاب او اکسون   شرف آفتاب او ایمن

یعنے اسکے شعلہ کے آفتاب کا شرف وادی ایمن مین اس اعتبار سے ہی کہ وہان تجلی حضرت موسے علیہ السلام کو
ہوئی تھی مگر مقام ایمن کو مقام شرف آفتاب شعلہ کا کہ سکتے ہین نہ نفس شرف اور اکسون بکسر اول
ایک ریشمی کپڑا ہی جو قصب سے زیادہ قیمتی ہوتا ہی۔ (از مترجم)۔ شارح علیہ الرحمۃ کا اعتراض نہین
ہوسکتا اسواسطے کہ اشعار مین ایسے مسامحات اور مجازات جاری ہین ۱۲ بیت

گہ گہے از میان تاج خروس   برفشاند بفرق خود ارزن

شمع کا شعلہ بعینہ گل تاج خروس سے مشابہ ہی اور ارزن فشانی شمع کے شرارون کے اعتبار
ہی اور چھوٹے چھوٹے تخم شرارے کے مثل تاج خروس سے نکلتے ہین۔ بیت

جوہر ہیکلش ہیولائیست   در قبول صور چو گوہر ظلمن

شمع کی صورت کا مادہ موم ہی کہ ایک ہیولا ہی مختلف صورتون کے قبول کرنے مین جوہر ظلمن کے
مشابہ ہی اسواسطے کہ ظلمن ایسا جوہر ہی کہ ہر ایک شی کی صورت کو آسانی سے قبول کر لیتا ہی
اسیطرح موم بھی صورتون کا قابل ہی جس شکل کا اُسے چاہین بنالین ۱۲۔ بیت

خرمن از سنگ آس گر باشد   بزبان آردش بیکدم خرمن

یعنے اگر چکی کے پتھرون کا ڈھیر لگا ہو شمع اُسکو زبان سے پیسکر آٹا کر دے اور یہ فعل اُسکا
نظر بالقوۃ ہی نہ نظر بالفعل اسواسطے کہ شمع کی زبان کہ شعلہ ہی پہاڑ کو جلا کر سرمہ کر دے
اور ہوسکتا ہی کہ بجاے کلمہ بزبان کے بزبان میم کے ساتھ ہو اور یہ کلمہ زبان کا جلدی کے معنی
مین مستعمل ہی درینصورت تقریر یہ ہوگی کہ وہ شمع سنگ آس کو فوراً آٹا کر دیتی ہی۔ بیت

جوہرشش در حریم خاطر شاہ   ماہ نخشب بچاہ بیژن

اس بیت مین ممدوح کی خاطر روشن کی تعریف کرتا ہی اور کہتا ہی کہ اُس شمع کا جوہر کہ شعلہ ہی
بادشاہ کی خاطر روشن کے محل مین نخشب کے چاند کے مثل ہی یعنے روشنی علمی ہی یعنے یون اسواسطے
کہ ماہ نخشب مقام نخشب مین ایک چاند ہی کہ حکیم مقنع نے عمل نیرنجات سے طیار کیا اور کنوئین
سے اُسکا طلوع اور تین کوس تک اسکی روشنی ہر چار طرف ہوتی جب وہ نکلتا تھا اور چاہ
بیژن مشہور ہی کہ افراسیاب نے بیژن کی گرفتاری کی خاطر اپنی لڑکی منیژہ کے عشق کے سبب
بنایا اور اُسمین بیژن کو رکھا جسے آخرکار رستم نے اُس کنوئین سے خلاصی دی یعنے ماہ نخشب چاہ بیژن کے
اسے تیرہ و تاریک۔ اور ممکن ہی کہ جوہر شمع سے کل ذات اُسکی مراد ہو وا و عاطفہ کی صورت مین دوسرے

مصرع کے اسطرح معنی کہنے چاہئین کہ وہ شمع بادشاہ کی خاطر مین اپنے شعلہ کے اعتبار سے
ماہ نخشب سے اور اپنے چشم مکدر کے سبب کہ موم کی ہے اور دہوئین کی وجہ سے چاہ شیرین کے مشابہ ہے مگر
چاہ کہنا جسم شمع اور شعلہ شمع کو پوچ اور بےاصل ہے (از مترجم) ہم اس توجیہ کی طرف نہ گئے

قصیدہ در تائب در ردیف توبہ - بیت

مے ساختمش بباده ممزوج سنے ختگے از گلاب توبہ +

یہ قصیدہ عرفی سے بہت خوب ہوا ہے اور تقریر بیت ظاہر ہے کہ ضمیر شین پہلے مصرع مین بطور اضمار
قبل الذکر ہے اور گلاب کی طرف راجع چونکہ گلاب شراب مین ملا کر پیتے ہین کہتا ہے کہ مین گلاب
شراب مین ملا کر پیتا تھا اس سبب سے باوجودیکہ گلاب مین کچھ نقصان نہین ہے گلاب کے پینے سے
بھی توبہ کی بیت

گر درد ندامتم بسنجد + ز آسیب کند عذاب توبہ

بسنجد فعل اور عذاب فاعل اور کند بھی فعل اور عذاب فاعل اور توبہ مفعول ہے یعنے میرے
درد ندامت اور پشیمانی کو عذاب تولے اور معلوم کرے تو آسیب اور صدمہ پہونچانے سے توبہ کرے بیت

صد فوج گنہ کشد بیکدم چون تیغ کشد قراب توبہ

گناہ کے سو لشکر ایکدم مین تباہ کر ڈالے اگر توبہ تلوار اپنے میان سے نکالے - اسواسطے
کہ توبہ سے گناہ معدوم ہوتے ہین گویا کہ توبہ کی سونتی ہوئی تلوار لشکر گناہ کو قتل عام کرتی
ہے اور لفظ قراب پر لفظ از کا مقدر رکہنا چاہیے کہ تیغ کشیدن کا قرینہ اُسکی تقدیر پر دلیل واضح ہے بیت

در حالت سیم موت کاندم بیدار شود ز خواب توبہ +
ز اندیشہ مرگ توبہ کردم آنرا نکنم حساب توبہ +

یعنے توبہ کے وقت آدمی خواب سے بیدار ہوتا ہے اسواسطے کہ آدمی جب مرنے لگتا ہے توبہ کرنے کو
مستعد ہوتا ہے اسواسطے عرفی کہتا ہے کہ موت کے اندیشہ سے مین نے توبہ کی اور اس توبہ کو مین
توبہ مین محسوب نہین کرتا اسواسطے کہ توبہ اُسوقت کی منظور نہین ہے لفظ حساب توبہ معنی مین محمول
بر قلب ہے جو ردیف اور قافیہ اُسکا مقتضی تھا - بیت

سی سال ز نفس معصیت زاد اکنون دہد از سداب توبہ

یعنے تیس برس نفس سے گناہ صادر ہوئے اب اُسے سداب دیتا ہے یعنے نفس کو گناہ سے

بازرکھتا ہو فرض کیا مین نے کہ توبہ ثواب بخشتے لیکن تیس برس جو گناہ کیے اُسکی شرمندگی بیحساب ہو سداب سین کے زیر سے فرہنگ جہانگیری مین ایک گھانس ہو کہ اُسے عورت کھائے تو بانجھ ہو جاے - بیت

برتوبہ مدد زکیسہ آخر تا نگسلد از عتاب توبہ

یعنے توبہ پر اجر کی توقع نرکھو تاکہ عتاب الٰہی سے توبہ کا بند نہ ٹوٹ جاے کسواسطے کہ توبہ پر نازش کرنا اور اُسپر بھروسا کرنا عتاب الٰہی کے مستوجب ہوتا ہو اور وہ باعث ہزارون وبال کا ہو نعوذ باللہ من ذلک

خاتمہ

ارباب شعر و سخن اور قدرشناسان قصیدہ سرائی کی خدمت مین گزارش ہو کہ قصائد عرفی زبان فارسی مین ایک عمدہ درسی کتاب ہو اور اُسکے درس و تدریس عام و خاص ہند سب مین رائج ہو پس بنظر رفاہ عام اور تسہیل طالبان زبان فارسی کے بیشتر کارخانہ منشی نولکشور صاحب مین شرح قصائد عرفی جو ملا قطب الدین فارح رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی تھی طبع ہوئی تھی اور کئی مرتبہ نوبت اوسکے طبع کی آئی لیکن وہ نسخہ اسقدر غلط ہو گیا تھا کہ باوجود صرف قیمت کے مشتریان نیکو خصال اُس سے پورا فائدہ نہین اُٹھا سکتے تھے گویا ملکہ واقعی وہ کتاب مسنح ہو گئی تھی اُسوقت بنظر سرسری تصحیح اغلاط جہانتک ممکن ہوئی اُسکو چھاپا مگر طبیعت خوش نہین ہوئی اسواسطے کہ علاوہ مسنح ہونے کے اُسکے اندر چند سقم دیگر ہے ایک یہ ہو کہ شارح علیہ الرحمۃ نے ہر قصیدہ کے شروع شرح مین ایک تمہید اور توطیہ رنگین عبارت کے ساتھ لکھا ہو حالانکہ شرح مین اُسکی ضرورت نہ تھی دوم یہ کہ شارح علیہ الرحمہ نے متن کے نسخہ ہای سقیم کو اس شرح مین لیا تھا اور صحیح نسخے چھوڑ دیے یا نظر سے نہین گذرے اور کہین کہین جو دو نسخہ ذکر کیے اسمین نسخہ مختار شارح باوقار کا وہی نسخہ پایا جو سقیم تھا سوم یہ کہ جابجا اشعار قصائد کے شرح درست اور قابل پسند نہ تھی چہارم بیان ترکیبات نحوی مین اکثر نقص پائے گئے پنجم شارح علیہ الرحمۃ نے جابجا کثرت سے اعتراضات غیر واجب ملا عرفی اُستاد صاحب زبان کے تحریر کیے جسقدر نقصانات مذکورہ و غیر مذکورہ اسمین تھے اُن سب کو مترجم محمد ابو الحسن فریدآبادی دہلوی نے رفع کر کے ایک عمدہ سلیس نسخہ شرح ترجمہ قصائد عرفی کا بنا دیا جسکے سبب مترجم کی

یادگاری اور کارخانہ اور طالبان فن کے فائدہ رسانی متصور ہے لہذا اسکے شرح مترجم مذکور کاپی ہو کر
تصحیح مترجم زیر طبع آئی امید ہے کہ پسند خاطر مشتریان مشتری خصال اور قدردانان صاحب کمال کے
ہووے اس شرح مین جو فوائد کہ تصحیح بیان معنی اور تسہیل طالبان اور ترک زوائد اور اختیار نسخہ عمدہ اور
تہذیب ترکیب نحوی اور جواب اعتراضات شارح علیہ الرحمۃ ہین اُنکے علاوہ بجائے خود یہ نسخہ بہت
خوش خط اور موزون تقطیع بڑی تہذیب او صحت سے باہتمام بلیغ احتیاط کے ساتھ چھاپا گیا اور
اسواسطے یہ نسخہ جیسے کہ مضمون او معانی کے سبب مفید و دلچسپ ہے اُسیطرح صورت اور شکل بھی
اُسکی مرغوب اور پسندیدہ ہے اور اصل یہ ہے کہ تمام فوائد اور عوائد جو ظاہر کیے گئے ہین نتیجہ اولوالعزمی
مالک مطبع منشی نولکشور صاحب اور اُنکے کارخانہ عظیم الشان کا ہے ہر چند دنیا مین کوئی فعل
انسان کا بغیر فائدہ ذاتی کے نہین ہوتا لیکن کتب درسیہ زبان و علوم مشرقی کا طیار کرنا کوئی
مطبع باوجود فائدہ ذاتی کے تحمل نہین کر سکتا بہت ایسی کتابین مشرقی زبان اور علوم کی ہین کہ اس
مطبع کے سوا دوسرے کسی مطبع نے انکی طرف آنکھ اُٹھا کر نہین دیکھا اور اُسکی ضخامت اور حجم کے
سبب مصارف کثیر درکار تھے یہ حوصلہ اور ظرف مالک مطبع ہذا کا ہے کہ بلا کفالت اور ذمہ داری کسی
غیر شخص کے ہر ایک کتاب ضخیم و حجیم کو اپنے صرف خاص سے چھاپ ڈالا اور شایقان علم نے
اُس سے فائدہ اُٹھایا اور جو کتاب دیکھنے کو میسر آتی تھی نہایت ارزان دستیاب ہوتی ہے اسواسطے
سب اہل علوم کے لیے مقام شکرگزاری اور منت پذیری کا ہے ۔ اور یہ نسخہ پاکیزہ بخط لالہ پیاری لال کلان
خوشنویس مطبع نولکشور پریس مین طبع ہوا

تاریخ طبع شرح اردو قصائد عرفی

شرح اردو قصائد عرفی کی	چھپ گئی تب ہی فکر مین نے کی
سال تاریخ ہے بدون روی	شرح اردو قصائد عرفی کی ۱۳۰۴

مطبوعہ ماہ جولائی ۱۸۸۶ع



مثنوی ولی رام - معروف بہ چشمۂ عرفان

مثنوی زاد المسافرین - مصنفۂ ملا حسین واعظ کاشفی عبارت سلیس و مضامین نفیس مرغوب طبائع و دل پسند مثنوی ہی -

مجموعۂ نوادر نظم - یعنے مجموعۂ ہشت مثنوی از کلام اساتذہ و شعرا ے متقدمین -

۱ - مثنوی در صفت بنگالہ - ۲ - مثنوی معراج الخیال از کلام تجلی - ۳ - مثنوی قضا و قدر - از طالب آملی - ۴ - ایضاً دیگر - ۵ - مثنوی قضا و قدر - ۶ - مثنوی رزمیہ از میرزا صائب - ۷ - مثنوی قضا و قدر - ۸ - مثنوی در صفت حلم از سلیم -

کتب کلیات و دواوین و قصائد

کلیات حزین - یہ مجموعۂ نوادر روزگار سے ہی جسمین چند رسائل ہین -

۱ - سوانح عمری حضرت مصنف - ۲ - تواریخ سلاطین ۳ قصائد نعتیہ ائمہ اطہار علیہم السلام - ۴ - دیوان مصنف - ۵ - مثنویات صفیر دل و چمن انجمن - ۶ - مثنویات خرابات - ۷ - فرہنگ نامہ - ۸ - تذکرۃ العاشقین - مصنفۂ شاعر عدیم النظیر وحید العصر شیخ محمد علی حزین -

کلیات خاقانی - جسمین قصائد عربی و فارسی و غزلیات و رباعیات کا پورا ذخیرہ ہی ایسا کلیات اس جامعیت کے ساتھ کمیاب ہی جو اس مطبع مین محشی ہوکر مع حل معانی اشعار عربی کے دو جلد مین چھپا ہی -

کلیات میرزا بیدل - اس کلیات مین چار کتابین ہین -

۱ - دیوان بیدل - غزلین سب ردیفون کی - ۲ - عناصر بیدل - ۳ - رقعات بیدل - ۴ - نکات بیدل - نتیجۂ طبع شاعر نازک خیال مرزا عبد القادر بیدل تخلص -

کلیات سعدی شیرازی جسمین رسائل ذیل ہین

۱ - دیباچہ کلیات - ۲ - کریما محشی - ۳ - گلستان ۴ - بوستان - ۵ - قصائد - عربیہ و فارسیہ و مراثی و ترجیعات - ۶ - طیبات - و بدائع و خواتیم و غزلیات قدیم و مقطعات و صاحبات و مثنویات و قطعات و رباعیات و مفردات و ہزلیات - از نتائج طبع حضرت مصلح الدین سعدی شیرازی کے

کلیات نظم غالب - مرزا اسد اللہ خان صاحب دہلوی کا

انتخاب کلیات عناصر خسرو - اسمین چار دیوان ہین -

۱ - دیوان تحفۃ الصغر صغر سن کا کلام ہی -

۲ - دیوان وسط الحیات بعنوان شباب کا کلام ہی

۳ - دیوان غرۃ الکمال - جو کمال عمر چالیس برس مین فرمایا

۴ - دیوان بقیہ نقیہ - کلام ہنگام پیری -

یہ کلیات ایک انتخاب ہر چار دیوان روشن طبع سخنور صاحب کمال ملقب بہ طوطی ہند امیر خسرو دہلوی ہی -

کلیات جامی - تصنیف ملا عبد الرحمن جامی -

کلیات نظیری نیشاپوری - از خوش فکری

ملا نظیری نیشاپوری۔

کلیات ظہیر فاریابی ۔ تصنیف صدر الحکما ابونصر فاریابی۔

دیوان ظہیر فاریابی ۔ تصنیف ″

دیوان صائب کامل ۔ از مرزا محمد علی صاحب تبریزی۔

دیوان حافظ ۔ محشے خوشخط از انکشاف طبع روشن صاحب باطن ملقب بلسان الغیب حضرت خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی ۔

دیوان حافظ مطبوعہ جدید بہت خوشخط۔

شرح دیوان حافظ ۔ باحل معانی و مصطلحات صوفیہ از تصنیفات مولوی سید محمد صادق علی از جناب مطبع۔

دیوان شمس تبریز ۔ مشہور کلام از روشنی طبع ولی مادرزاد محمد بن ملک داد معروف بہ شمس تبریز۔

دیوان حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کلام پُر تاثیر۔

دیوان حضرت احمد جام ۔ ژندہ پیل خیل عارفان

دیوان خواجہ معین الدین چشتی ۔ یہ دیوان نایاب محض عنایت ایزدی سے اہل علم کو ملا تبرکاً طبع ہوا۔

دیوان حضرت غوث الاعظم ۔ پیر دستگیر شیخ محی الدین عبد القادر گیلانی قدس سرہ۔

دیوان مخفی ۔ استاد اہل زبان کا کلام ہے از جلوۂ طبع مخفی رشتی اور جو ناواقف کلام زیب النسا کہتے ہیں وہ نادرست ہے تذکروں سے ظاہر ہے۔

دیوان غنی ۔ درسی دیوان مصنفہ ملا محمد طاہر غنی کشمیری

دیوان مہتاب ۔ از نخبور نازک فکر منشی مہتاب رائے شہری و استوپہ رئیس کرہ۔

دیوان موزون ۔ از خوش فکری عالیجناب راجہ رام نراین شہری و استوپہ کھرے۔

دیوان ناصر علی ۔ شاعر نامور کا کلام۔

جوہر معظم ۔ یعنے دیوان مرزا گل محمد مکرانی اہل زبان اور اسکے ساتھ منشی جواہر سنگھ کا کلام ہے جو تلامذہ مرزا صاحب سے تھے۔

دیوان ہلالی ۔ کلام اہل زبان۔

خیال بیخودی ۔ دیوان منشی ستیں سنگھ بنارسی بیخود تخلص

دیوان قاسم ۔ کلام سرگروہ شعرائے نامی ملا قاسم دیوانہ

دیوان نویدی ۔ فارسی غزلیات مفید یادآوری [illegible]

رباعیات عمر خیام محشی یہ رباعیات شامل دواوین اور استادوں کے کلام کے اعلیٰ درجہ کی سندی ہیں۔

اختراع جدید ۔ صنائع شعری ہیں نادر کلام ہے از جلوۂ زور طبع رائے کشن لال رئیس ضلع مراد آباد۔

قصائد مدحیہ نظام ۔ ستوابِ نظام الدولہ محمد مردان علی خان

قصائد ہفتخوان ۔ مصنفہ مولوی عبد الاحد۔

قصائد پُر فوائد ۔ مصنفہ منشی شمس لال بہجت تخلص

قصائد عرفی ۔ محشے مصنفہ مولانا جمال الدین عرفی

قصائد بدر چاچ ۔ محشی مع فرہنگ مصطلحات

ساقی نامہ ظہوری ۔ محشے

قران السعدین ۔ محشی مصنفہ امیر خسرو دہلوی۔

کتب خانہ

جامعہ عثمانیہ

۱- اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس تعلیمات، مجلس انتظامی چھ کتابیں ایک وقت میں اپنے پاس رکھ سکیں گے

۲- اساتذہ جامعہ عثمانیہ و کلیات و عہدہ داران جامعہ ایک وقت میں اپنے پاس رکھ سکیں گے اور اراکین دارالترجمہ دس کتابیں ایک وقت میں اپنے پاس رکھ سکیں گے

۳- طلباء جن جماعت کے دو کتابیں ... ایم اے، ایل ایل بی و تحقیقات کی جماعتوں کے طلباء تین کتابیں اپنے پاس رکھ سکیں گے

۴- مدت مقررہ پر کتابیں واپس نہ ہوں تو طلبہ سے بحساب ایک آنہ یومیہ فی کتاب جرمانہ لیا جائے گا۔

۵- بشرط موقع کتابیں گھر جاری کی جا سکیں گی مگر اس غرض کے لیے کتب خانہ میں کتاب کا لانا لازم ہے۔

۶- کتابیں اگر خراب ہو جائیں تو مستعیر ذمہ دار ہوں گے۔

۷- کتابوں پر کسی قسم کا نشان ... نہ لگایا جائے۔

۸- قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں جاری نہ کی جا سکیں گی۔ فقط